عمران سیریز

زاراک

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کیپٹن شکیل نے کار ہوٹل سرتاج کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑی اور پھر وہ اسے پارکنگ کی طرف لے گیا۔ پارکنگ بوائے نے اسے سلام کیا اور پھر کار کو پارک کرنے میں کیپٹن شکیل کی مدد کی۔ کیپٹن شکیل چونکہ ہوٹل سرتاج میں ہی کھانا کھاتا تھا اس لئے روزانہ دوبار یہاں آنے کی وجہ سے ہوٹل کا سارا عملہ اس سے بخوبی واقف تھا۔ کار پارک کرنے کے بعد کیپٹن شکیل نیچے اترا اور اس نے نہ صرف پارکنگ بوائے کا باقاعدہ شکریہ ادا کیا بلکہ پانچ روپے کا ایک نوٹ بھی اسے ٹپ میں دیا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا گیا۔ دوپہر کا وقت تھا اور اسے بھوک بھی خاصی لگی ہوئی تھی۔

ہال میں خاصا رش تھا۔ ہوٹل سرتاج اپنے لذیذ اور صاف ستھرے کھانوں کی وجہ سے پورے دارالحکومت میں مشہور تھا۔ یہی وجہ تھی کہ باہر سے کھانا کھانے والے افراد کھانے کے لئے حتی الوسع ہوٹل سرتاج کو ہی ترجیح

دیتے تھے۔ کیپٹن شکیل ایک کونے میں موجود اپنی مخصوص میز کی طرف بڑھتا گیا۔ میز چونکہ خاصی کونے میں تھی اس لئے وہ اکثر اُسے خالی ہی ملتی تھی اور اب بھی خالی ہی تھی۔ کیپٹن شکیل کے کرسی پر بیٹھتے ہی ویٹر تیزی سے اس کے قریب آیا اور اس نے کیپٹن شکیل کو سلام کرنے کے بعد بڑے ادب سے ہاتھ میں پکڑا ہوا مینو اس کے سامنے رکھ دیا۔ کیپٹن شکیل نے مینو دیکھ کر اس پر نشانات لگائے اور مینو واپس ویٹر کو دے دیا۔ تھوڑی دیر بعد میز پر کھانا لگا دیا گیا۔ اس دوران کیپٹن شکیل ساتھ ہی دیوار پر لگے ہوئے بیسن سے ہاتھ دھو چکا تھا اس لئے کھانا لگتے ہی وہ اطمینان سے کھانا کھانے میں مصروف ہو گیا۔

" کیا آپ مجھے یہاں بیٹھنے کی اجازت دیں گے" ——؟ اچانک کیپٹن شکیل کے کانوں میں ایک مہذب آواز سنائی دی اور کیپٹن شکیل نے چونک کر اس طرف دیکھا۔ یہ ایک نوجوان تھا جس کے جسم پر عام سا لباس تھا۔ چہرے مہرے سے وہ خاصا مہذب اور شریف لگ رہا تھا۔

" تشریف رکھیے! —— کھانا کھائیں گے آپ" ——؟ کیپٹن شکیل گو عام طور پر کھانا کھاتے ہوئے کسی کی مداخلت پسند نہ کرتا تھا، لیکن نوجوان کے چہرے پر مہذب پن اور شرافت دیکھ کر اس نے اُسے نہ صرف بیٹھنے کی اجازت دے دی بلکہ کھانے کی دعوت بھی دے دی۔

" جی شکریہ بس —— فی الحال مجھے بھوک نہیں ہے —— آپ کھانا کھا لیں۔ پھر اکٹھے چائے پئیں گے" —— نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ایک بار پھر کھانے میں مصروف ہو گیا جب کہ وہ نوجوان خاموش بیٹھا رہا۔ کھانا ختم کر کے کیپٹن شکیل

RAFREXO@HOTMAIL.COM

نے ویٹر کو برتن لے جانے اور چائے لے آنے کے لئے کہا اور خود اٹھ کر وہ بیسن پر ہاتھ دھونے چلا گیا۔ جب وہ ہاتھ دھو کر واپس آیا تو میز صاف ہو چکی تھی۔

" مجھے عامر سہیل کہتے ہیں" —— نوجوان نے مسکراتے ہوئے اپنا تعارف کرایا۔

" میرا نام شکیل ہے" —— کیپٹن شکیل نے رومال سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا۔

" پارکنگ میں کھڑی بلیو ڈاٹسن آپ کی ہے" —— عامر نے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار چونک پڑا۔

" ہاں! —— آپ کیوں پوچھ رہے ہیں اور آپ کو کیسے پتہ چلا کہ بلیو ڈاٹسن میری ہے" ——؟ کیپٹن شکیل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس کے ذہن میں اب شکوک کے سائے پڑنے لگ گئے تھے کہ اس نوجوان کی آمد خالی از علت نہیں ہے۔

" میں نے پارکنگ بوائے سے پوچھا تھا۔ وہ آپ کا نام تو نہ جانتا تھا لیکن اس نے آپ کا لباس اور حلیہ تفصیل سے بتا دیا تھا" —— عامر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" آپ ذرا کھل کر بات کریں —— آپ نے کیوں پوچھا —— وجہ ——؟" کیپٹن شکیل کا لہجہ اس بار خاصا سخت تھا۔ لیکن عامر نے کوئی جواب نہ دیا کیونکہ ویٹر چائے کے برتن لگانے لگ گیا تھا۔ ویٹر کے جانے کے بعد عامر نے چائے کے دو کپ بنائے اور ایک کپ کیپٹن شکیل کے سامنے رکھ کر دوسرا اس نے اپنے سامنے رکھ لیا۔

"میں اس محکمے میں ملازم ہوں جہاں کاریں رجسٹرڈ کی جاتی ہیں اور ایک بار ایک رجسٹر کی پڑتال کرتے ہوئے آپ کا نام میرے سامنے آیا تو میں چونک پڑا ——— میں نے کار کا نمبر اور اس رجسٹر پر دیا ہوا آپ کا پتہ نوٹ کیا۔ لیکن اس پتے پر معلوم کیا تو پتہ چلا کہ آپ اس فلیٹ کو کافی عرصہ پہلے چھوڑ چکے ہیں اور وہاں کسی کو بھی آپ کی نئی رہائش گاہ کا علم نہ تھا ——— چنانچہ اب آپ کو تلاش کرنے کے لئے میرے پاس صرف ایک ہی کلیو رہ گیا تھا وہ تھا کار کا نمبر ——— لیکن بس اتفاق ہی ہے کہ کافی تلاش کے باوجود اس نمبر کی کار مجھے کہیں نظر نہ آئی اور آج اتفاق سے پارکنگ میں بلیو ٹوالٹن کھڑی نظر آئی تو میں نے پارکنگ بوائے سے پوچھا اور یہاں چلا آیا ——— مجھے خطرہ تھا کہ کہیں آپ نے کار فروخت نہ کر دی ہو کیونکہ اکثر لوگ کار خریدنے کے بعد محکمہ رجسٹریشن میں اسے اپنے نام نہیں کرواتے۔ لیکن جب آپ نے تعارف میں اپنا نام شکیل بتایا تو مجھے بے حد مسرت ہوئی کہ میں اپنی تلاش میں کامیاب ہو گیا ہوں"۔ عامر نے چائے کی چسکیاں لینے کے ساتھ ساتھ تفصیل بتانی شروع کر دی لیکن جیسے جیسے وہ تفصیل بتاتا گیا کیپٹن شکیل کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات نمایاں ہوتے گئے۔

"لیکن آپ نے یہ نہیں بتایا کہ آخر آپ میرا نام پڑھ کر کیوں چونکے اور مجھے کیوں تلاش کر رہے ہیں" ——— ؟ کیپٹن شکیل کا لہجہ اس بار خاصا سرد تھا اور نوجوان مسکرا دیا۔

"میں معذرت خواہ ہوں ——— واقعی آپ کو الجھن ہونی چاہیئے تھی۔ بہرحال میرا مقصد خدانخواستہ آپکو کوئی تکلیف دینا نہ تھا۔ وہاں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

چونکہ آپ کے نام کے ساتھ ولدیت احسن علی لکھی ہوئی تھی۔ اس لئے میں چونکا تھا کیونکہ میرے دادا کا نام بھی احسن علی ہی ہے" ——— نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"احسن علی کوئی ایسا نام تو نہیں ہے کہ جو کوئی خاص انفرادیت رکھتا ہو ——— عام سا نام ہے یہ" ——— کیپٹن شکیل ظاہر ہے نوجوان کی اس بات سے کیسے مطمئن ہو سکتا تھا۔

"واقعی عام سا نام ہے لیکن شکیل احمد ولد احسن علی میرے لئے عام بات نہیں ہو سکتی ——— میرے والد کا نام عقیل احمد ولد احسن علی ہے"۔ عامر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کیپٹن شکیل نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اوہ! ——— میں سمجھ گیا ——— تو اس لئے آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ عقیل احمد میرے بڑے بھائی صاحب کا نام ضرور تھا لیکن انہوں نے تو شادی ہی نہ کی تھی اور وہ کافی عرصہ پہلے فوت ہو گئے تھے۔ اس لئے معاف کیجئے گا آپ کی تلاش بے سود ثابت ہوئی ——— میں آپ کا انکل نہیں ہوں" ——— کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عامر بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کے بھائی کا انتقال گریٹ لینڈ میں ہی ہوا تھا ناں" ——— عامر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ——— وہ وہاں سفارت خانے میں ملٹری اتاشی تھے" ——— کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"یہ دیکھئے یہ تصویر آپ کے بھائی صاحب کی ہے" ——— عامر نے

جیب سے بٹوہ نکال کر اسے کھول کر اس کی سائیڈ پر لگے ہوئے فوٹو کو کیپٹن شکیل کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل وہ فوٹو دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا ——— واقعی فوٹو اس کے بڑے بھائی عقیل احمد کا ہی تھا۔

"یہ تو واقعی بھائی صاحب کی ہی تصویر ہے ——— آپ کو کہاں سے ملی" ——— کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عامر نے مسکراتے ہوئے اس تصویر کے نیچے سے دو اور تصویریں باہر کھینچیں اور کیپٹن شکیل کے سامنے رکھ دیں۔

"یہ تصویر دیکھئے۔ یہ بھی آپ کے بھائی صاحب کی ہے۔ ویسے یہ بتادوں کہ ان کے ساتھ موجود خاتون میری والدہ ہیں جہاں آرا بیگم" عامر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— واقعی یہ تصویر بھی بھائی صاحب کی ہے لیکن" ——— کیپٹن شکیل کی آنکھوں میں اب الجھن کے ساتھ ساتھ انتہائی حیرت بھی موجود تھی۔

"آپ میرے حقیقی انکل ہیں ——— آپ میرے ساتھ میرے گھر تشریف لے چلیں تو وہاں میں آپ کو گریٹ لینڈ کی طرف سے سرکاری طور پر تصدیق شدہ والدہ اور والد کا نکاح نامہ بھی دکھا سکتا ہوں ——— گریٹ لینڈ کے قانون کے مطابق اس نکاح نامے پر والد اور والدہ کے تصدیق شدہ فوٹو بھی چسپاں ہیں اور شادی کے دوسرے فوٹو بھی موجود ہیں" ——— عامر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ ہمیں تو یہی بتایا گیا تھا کہ انہوں نے کوئی شادی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

نہیں کی۔ جب بھائی صاحب کی میت لینے میرے والد صاحب گریٹ لینڈ گئے تھے اس وقت آپ کی والدہ کہاں تھیں اور یہ شادی کیسے چھپی رہ سکتی ہے" ——— کیپٹن شکیل کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"جب میرے والد صاحب کا انتقال ہوا تو میری عمر صرف چند ماہ تھی والدہ نے مجھے بتایا ہے کہ والد صاحب نے یہ شادی اپنے خاندان سے اس لئے خفیہ رکھی تھی کہ انہیں اپنے والد کی طرف سے مخالفت کا خطرہ تھا کیونکہ بقول میرے والد صاحب دادا صاحب صرف اپنے خاندان میں شادی کرنے کے قائل تھے ——— والد صاحب کا انتقال ایک ایکسیڈنٹ میں ہوا تھا۔ والدہ کو انہوں نے ان کے والدین کے گھر ہی رکھا ہوا تھا اور انہوں نے اپنے دفتر میں بھی کسی کو اس شادی سے آگاہ نہ کیا تھا ——— میری والدہ میرے نانا کے ساتھ دارالحکومت سے دو سو کلومیٹر دور ایک قصبے میں رہتی تھیں۔ میرے والد شکار کے شوقین تھے اور ہر ویک اینڈ پر شکار کے لئے جاتے تھے۔ ایک بار اس قصبے کے قریب جنگل میں وہ شکار کھیلتے ہوئے ایک گڑھے میں گر کر شدید زخمی ہو گئے میرے نانا جو اس جنگل کے فارسٹ آفیسر تھے انہوں نے انہیں زخمی حالت میں بیہوش پڑے دیکھا تو انہیں اٹھوا کر اپنے گھر لے آئے ان کی فوری طور پر بینڈیج کرائی اور پھر ان کے ہوش آنے پر انہیں ہسپتال میں داخل کرا دیا جہاں وہ ایک ہفتے تک رہے ——— میری والدہ اور نانا انسانی ہمدردی کی بنا پر ان کی تیمارداری کے لئے ہسپتال جاتے رہے۔ والد صاحب صحت یاب ہو کر واپس دارالحکومت چلے گئے لیکن ہر ویک اینڈ پر وہ میرے نانا کے گھر آنے لگے ——— میری والدہ اکلوتی

لڑکی تھیں چنانچہ والد صاحب نے میرے نانا کو شادی کے لئے کہا اور اپنے حالات بھی بتا دیئے چنانچہ نانا جی نے باقاعدہ شادی کر دی اور اُسے باقاعدہ رجسٹرڈ کرایا۔ اس قصبے کے سارے لوگ اس شادی میں شریک ہوئے ـــــ میرے والد کا کہنا تھا کہ وہ واپس پاکیشیا جا کر پہلے اپنے والد یعنی میرے دادا صاحب کو منائیں گے پھر اس شادی کا اعلان کریں گے لیکن قدرت نے انہیں مہلت ہی نہ دی اور وہ شادی کے ڈیڑھ سال بعد وفات پا گئے۔ والدہ کو اطلاع تقریباً دو ہفتے بعد ہوئی جب دو ویک اینڈ پر والد صاحب مسلسل گھر نہ آئے تو انہوں نے سفارت خانے فون کیا تھا تو وہاں سے پتہ چلا کہ وہ ایکسیڈنٹ میں وفات پا گئے ہیں اور ان کی میت ان کے والد آ کر پاکیشیا لے گئے ہیں۔ والدہ رو پیٹ کر خاموش ہو گئیں ظاہر ہے پاکیشیا جانے کا کوئی فائدہ نہ تھا کیونکہ دادا صاحب انہیں قبول نہ کرتے۔ لیکن والدہ نے پھر شادی نہ کی اور میری پرورش کرتی رہیں۔ اس کے بعد نانا جی بھی وفات پا گئے تو والدہ مجھے لے کر پاکیشیا آ گئیں ـــــ میں نے بڑے ہو کر والد صاحب کی ذاتی ڈائری جو انہوں نے والدہ کے پاس ہی رکھی ہوئی تھی اور ویک اینڈ پر آ کر یہاں ہی لکھتے تھے، پڑھی تو اس میں انہوں نے اپنے والد کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے چھوٹے بھائی کا بھی ذکر کیا لیکن کوئی تفصیلات وغیرہ نہ لکھی ہوئی تھیں اس لئے میں باوجود چاہنے کے آپ کو تلاش نہ کر سکا۔ اس کے بعد جب اچانک رجسٹر میں آپ کا نام اور ولدیت میں دادا جی کا نام دیکھا تو میں سمجھ گیا کہ آپ ہی میرے حقیقی انکل ہیں" ـــــ عامر نے تفصیل سے سارے حالات بتاتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"ٹھیک ہے ـــــ تم نے جو کچھ بتایا ہے وہ کسی حد تک قابل قبول ہو سکتا ہے۔ لیکن اب تم کیا چاہتے ہو" ـــــ کیپٹن شکیل نے سرد لہجے میں پوچھا۔ اس کے ذہن میں فوراً یہ خیال آیا تھا کہ یہ نوجوان ہو سکتا ہے کسی خاص غرض کے لئے اس کے گرد کوئی چال تیار کر رہا ہو۔

"سوری انکل! ـــ بس آپ سے ملاقات ہو گئی یہی کافی ہے۔ ویسے آپ کے اس سرد مہرانہ لہجے نے مجھے دلی تکلیف پہنچائی ہے۔ یہ میرا کارڈ ہے۔ کبھی آپ کے دل میں اپنے بھتیجے کی یاد آئے تو فون کر دیجئے میں چونکہ بچپن سے باپ کی محبت اور شفقت سے محروم رہا ہوں اس لئے میرے دل میں ایک بہت بڑا خلا ہے اور اس خلا کو پُر کرنے کے لئے میں آپ کو تلاش کرتا رہا۔ لیکن ـــــ بہرحال ٹھیک ہے۔ خدا حافظ" نوجوان نے قدرے گلوگیر لہجے میں کہا اور ایک کارڈ کیپٹن شکیل کے سامنے رکھ کر وہ کرسی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن شکیل خاموش بیٹھا اُسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔ عامر کے جانے کے بعد اس نے ایک طویل سانس لیا اور پھر کارڈ اٹھا کر دیکھنے لگا۔ اس میں عامر کے دفتر کے پتہ کے ساتھ ساتھ اس کے گھر کا پتہ بھی درج تھا۔

"میں پوری انکوائری کروں گا ـــــ میری مجبوری ہے عامر" ـــــ کیپٹن شکیل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کارڈ جیب میں رکھ کر اس نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر ایش ٹرے کے نیچے رکھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

کار کو مخصوص گیراج میں بند کر کے جب وہ اپنے فلیٹ کی طرف بڑھنے

لگا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ اسی لمحے اس نے صفدر کی کار کو عمارت کے کمپاؤنڈ میں مڑتے ہوتے دیکھا۔ ظاہر ہے صفدر اس سے ملنے آرہا تھا چنانچہ وہ رُک گیا۔

"کھانا کھا کر آرہے ہو گے"۔۔۔ صفدر نے کار ایک سائیڈ پر پارک کر کے اس کی طرف بڑھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ہاں! ۔۔ تم نے کھانا ہو تو دوبارہ چلے چلتے ہیں"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں ۔۔ میں نے تو کافی دیر پہلے کھانا کھا لیا تھا۔ البتہ چائے ضرور پیوں گا اور اسی لئے آیا ہوں"۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا اور وہ دونوں سیڑھیاں چڑھ کر فلیٹ میں پہنچ گئے۔ کیپٹن شکیل چائے خود بناتا تھا چنانچہ اس نے دو کپ چائے تیار کی اور ایک کپ صفدر کے سامنے رکھ کر وہ خود بھی دوسرا کپ لے کر بیٹھ گیا۔

"کیا بات ہے کیپٹن شکیل! ۔۔ تم کچھ اُلجھے اُلجھے سے لگ رہے ہو"۔۔۔ صفدر نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل مسکرا دیا۔

"ایک بھتیجا پیدا ہو گیا ہے اس لئے اُلجھ گیا ہوں"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب! ۔۔ بھتیجا پیدا ہو گیا ہے ۔۔ میں سمجھا نہیں"۔۔۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں بھی نہیں سمجھا۔ اسی لئے تو ذہنی طور پر اُلجھ گیا ہوں ۔۔ یہ دیکھو کارڈ ۔۔ ان صاحب کا دعویٰ ہے کہ یہ میرے حقیقی بھتیجے ہیں"۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کیپٹن شکیل نے جیب سے وہی کارڈ جو اُسے ہوٹل میں عامر سہیل نے دیا تھا نکال کر صفدر کے سامنے رکھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہوٹل میں کھانا کھانے، عامر سہیل کے اس کی میز تک آنے اور اس سے ہونے والی تمام گفتگو دوہرا دی۔

"کہانی تو قابل قبول ہے۔ اکثر ایسا ہو جاتا ہے ۔۔ پھر اس کے پاس فوٹو بھی ہیں اور بقول اس کے دستاویزی ثبوت بھی ہے ۔۔ یہ بتاؤ کیا اس کی شکل میں تمہیں اپنے بھائی کی جھلک دکھائی دی ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"یہی دیکھنے کی میں بھی خواہش رکھتا تھا۔ اگر مجھے بھائی صاحب مرحوم کی شکل کی جھلک اس کے چہرے میں نظر آجاتی تو شاید میں وہیں ہوٹل میں ہی اُسے گلے لگا لیتا ۔۔ لیکن ایسی کوئی بات نہ تھی"۔۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"پہلی بات تو یہ سوچنے کی ہے کہ کیا اس کی تمہیں تلاش کرنے کا مقصد صرف بقول اس کے باپ کی محبت کا خلا پُر کرنا تھا ۔۔ یا اس کے پیچھے کوئی اور سلسلہ ہے ۔۔ کہیں جائیداد کا چکر نہ ہو"۔۔ صفدر نے کہا۔

"نہیں ۔ جائیداد کا کوئی سلسلہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جائیداد نام کی کوئی چیز شروع سے ہی ہمارے پاس نہیں تھی اور نہ ہی والد مرحوم، صاحب جائیداد ہونا پسند کرتے تھے۔ ان کے نظریے کے مطابق جائیداد پریشانیاں اور دشمنیاں پیدا کرتی ہے اس لئے وہ صرف نقد رقم بچانے کے قائل تھے ۔۔ انہوں نے ہم دونوں بھائیوں کو اعلیٰ تعلیم دلوائی۔

اور خود ساری عمر کرائے کے مکان میں رہے۔ جب بڑے بھائی صاحب فوت ہوئے تو اس کے کچھ دنوں بعد والدہ بھی وفات پاگئیں اور پھر والد بھی ـــــ میں ان دنوں پڑھتا تھا اور ہوسٹل میں رہتا تھا اس لئے وہیں رہا۔ بہن کوئی نہیں تھی اور باقی رشتہ داروں سے ویسے بھی والد صاحب کی نہ بنتی تھی۔ وہ اپنے نظریات کے شدت سے قائل تھے۔ اس لئے مسئلہ ختم ـــــ میں وہیں ہوسٹل میں ہی رہا۔ تعلیم ختم کرنے کے بعد فوج جوائن کر لی اور وہاں سے یہاں سیکرٹ سروس" ـــــ کیپٹن شکیل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہوسکتا ہے اس عامر سہیل کا خیال ہو کہ اس کے دادا کی کوئی وسیع جائیداد ہو گی" ـــــ صفدر نے کہا۔

"نہیں ـــ بڑے بھائی صاحب اس معاملے میں بالکل والد صاحب جیسا نظریہ رکھتے تھے اس لئے لازماً انہوں نے اگر واقعی شادی کی ہو گی تو اپنی بیوی اور اس کے والد کو سب کچھ کھل کر بتا دیا ہو گا وہ ایسے ہی آدمی تھے ـــــ اور یہ بات بھی درست ہے کہ ان کی یہ شادی قطعی والد صاحب اور والدہ صاحبہ کو پسند نہ آتی اور اگر انہیں بھائی صاحب کی شادی کا علم ہو جاتا تو شاید وہ ساری عمر کے لئے اس کی شکل تک دیکھنے کے بھی روادار نہ ہوتے۔ وہ ایسے ہی کٹر خیالات کے لوگ تھے" ـــــ کیپٹن شکیل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

"میں معلوم کرتا ہوں۔ اس کارڈ میں رہائشی فون نمبر بھی درج ہے"۔ صفدر نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور کارڈ پر لکھے ہوئے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ـــ عامر سہیل بول رہا ہوں" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نوجوان آواز سنائی دی۔

"مبارک ہو عامر سہیل صاحب! ـــــ شکیل صاحب واقعی وسیع خاندانی جائیداد کے مالک ہیں ـــــ آپ نے خوب بیوقوف بنایا ہے انہیں ـــــ لیکن ایک بات بتا دوں کہ میرا حصہ دیئے بغیر آپ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکیں گے" ـــــ صفدر نے آواز بدلتے ہوئے کہا۔

"آپ کون صاحب بول رہے ہیں" ـــــ؟ دوسری طرف سے عامر سہیل کے لہجے میں حیرت تھی۔

"مجھے فی الحال آپ خدائی فوجدار ہی سمجھ لیں ـــــ میں شکیل صاحب کو اچھی طرح جانتا ہوں اور اتفاق سے آپ کے ساتھ والی میز پر میں بھی کھانا کھا رہا تھا اس لئے میں نے آپ دونوں کے درمیان ہونے والی ساری گفتگو سن لی تھی اور پھر میں آپ کے پیچھے آپ کے گھر تک بھی آیا۔ کیونکہ میرا تو دھندہ ہی یہی ہے ـــــ ویسے ایک بات ہے آپ نے ثبوت بڑی محنت سے تیار کئے ہیں" ـــــ صفدر نے کہا۔

"آپ جو کوئی بھی ہیں آئندہ مجھے فون کرنے کی کوشش نہ کیجئے گا مجھے انکل کی جائیداد سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کیونکہ میرے پاس میری والدہ اور نانا کی وسیع جائیداد بھی موجود ہے اور میں خود بھی کماتا ہوں جہاں تک ثبوت کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں بھی آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ یہ ثبوت جعلی نہیں ہیں" ـــــ دوسری طرف سے اس بار انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور

رکھ دیا گیا۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"یہ تو واقعی تمہارا بھتیجا ہی ثابت ہو رہا ہے ـــــ بہرحال اگر واقعی وہ تمہارا بھتیجا ہے تو تمہیں کیا پریشانی ہے۔ تمہیں تو خوش ہونا چاہیئے"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے کیا پریشانی ہو سکتی ہے۔ ایک الجھن ہے ـــــ ٹھیک ہے ابھی تو آغاز ہے۔ دیکھو آئندہ کیا ہوتا ہے ـــــ اگر وہ اصل ہے تب بھی پتہ لگ جائے گا ـــــ اور اگر نقلی ہے تب بھی اس کا اصل مقصد سامنے آ ہی جائے گا"ـــــ کیپٹن شکیل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تم اگر اجازت دو تو میں اس سلسلے میں مکمل انکوائری کروں"ـــــ صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ضرور کرو۔ لیکن میری طرف سے نہیں ـــــ اپنی طرف سے"ـــــ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کارڈ جیب میں رکھ لیا اور اس کے بعد وہ دوسری باتوں میں مصروف ہو گئے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی آرام کرسی پر نیم دراز بڑی بڑی مونچھوں اور بارعب چہرے والے مضبوط جسم کے آدمی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"سردار احمد جان سپیکنگ"ـــــ بولنے والے کے لہجے میں بھی رعب کا تاثر موجود تھا۔

"عامر بول رہا ہوں جناب"ـــــ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہاں بولو"ـــــ سردار احمد جان نے اسی طرح رعب دار لہجے میں کہا۔

"کیپٹن شکیل صاحب سے ہوٹل میں ملاقات ہو گئی ہے اور میں نے اسے کارڈ دے دیا ہے ـــــ ویسے یہ انتہائی سرد مہر قسم کا آدمی ہے۔ اس نے کوئی جذباتیت ظاہر ہی نہیں کی۔ اس کے بعد میں گھر گیا۔ پھر ایک آدمی کا فون آیا اور اس نے مجھے اس پوائنٹ پر پبلک میل

کرنے کی کوشش کی" ۔۔۔ عامر نے کہا۔

"پوری تفصیل بتاؤ" ۔۔۔ سردار احمد جان نے اسی طرح رعب دار مگر سرد لہجے میں پوچھا اور جواب میں عامر نے کیپٹن شکیل سے ہونے والی بات چیت کے ساتھ ساتھ فون کرنے والے کی تمام باتیں بھی بتا دیں۔

"فکر مت کرو ۔۔۔ وہ بلیک میلر یقیناً کیپٹن شکیل کا کوئی ساتھی ہوگا۔ اس نے تمہیں چیک کرنے کے لئے یہ ساری بات چیت کی ہوگی ۔۔۔ مجھے رپورٹ مل چکی ہے کہ کیپٹن شکیل کی رہائش گاہ پر ایک اور آدمی بھی موجود ہے" ۔۔۔ سردار احمد جان نے اسی طرح سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر" ۔۔۔ دوسری طرف سے عامر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور سردار احمد جان نے رسیور واپس کریڈل پر رکھا اور سائیڈ میز پر رکھی ہوئی الیکٹرک بیل کا بٹن دبا دیا۔

"یس سر" ۔۔۔ دروازہ کھول کر ایک مقامی نوجوان نے اندر آتے ہوئے کہا۔

"ربانی کو بلاؤ" ۔۔۔ سردار احمد جان نے کہا اور نوجوان خاموشی سے واپس مڑ گیا۔

چند لمحوں بعد ایک بار پھر دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر خاصا قیمتی سوٹ تھا۔ جسامت کے لحاظ سے بھی وہ طاقتور اور فیلڈ کا آدمی لگ رہا تھا۔

"یس باس" ۔۔۔ آنے والے نے قریب آکر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بیٹھو ربانی" ۔۔۔ سردار احمد جان نے کہا اور وہ سامنے رکھی کرسی پر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

"سر سلطان والے کام کی کیا رپورٹ ہے" ۔۔۔ ؟ سردار احمد جان نے اپنے مخصوص رعب دار لہجے میں پوچھا۔

"باس ۔۔۔ سر سلطان سے ملاقات ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ان کا کوئی تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نہ ہے۔ لیکن وہ آپ کے پیغام کا احترام کرتے ہیں اس لئے وہ کوشش کریں گے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس تک آپ کا مسئلہ پہنچ جائے" ۔۔۔ ربانی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"عمران کا پتہ چلا کہ وہ کہاں گیا ہوا ہے" ۔۔۔ سردار احمد جان نے اسی طرح رعب دار لہجے میں پوچھا۔

"جناب! ۔۔۔ اس کے باورچی کا کہنا ہے کہ وہ اپنی والدہ کے ساتھ شہر سے باہر گئے ہوئے ہیں ۔۔۔ یہ معلوم نہیں کہ ان کی واپسی کب ہوگی میں نے آپ کا خط اسے دے دیا ہے اور باورچی نے وعدہ کیا ہے کہ جیسے ہی عمران آئے گا آپ کا خط اسے فوراً دے دیا جائے گا" ۔۔۔ ربانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ۔۔۔ ٹھیک ہے جاؤ اور پوری طرح ہوشیار رہنا ۔۔۔ اگر یہ کیپٹن شکیل واقعی سیکرٹ سروس کا رکن ہے تو پھر کوئی بھی جوابی ردعمل اس کی طرف سے ہو سکتا ہے ۔۔۔ بس تم نے فی الحال انہیں نظروں میں رکھنا ہے" ۔۔۔ سردار احمد جان نے کہا۔

"یس باس" ۔۔۔ ربانی نے کہا اور سردار احمد جان نے سر ہلاتے ہوئے اسے جانے کا اشارہ کیا تو ربانی کرسی سے اٹھا اور سلام کر کے کمرے سے

باہر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد سردار احمد جان نے میز پر رکھی ہوئی ایک فائل اٹھائی اور ابھی اُسے کھولنے ہی لگا تھا کہ میز پر رکھے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"سردار احمد جان سپیکنگ" ـــــ سردار احمد جان نے اسی طرح رعب دار لہجے میں کہا۔

"ایم بول رہا ہوں" ـــــ دوسری طرف سے ایک سرد اور بھاری سی آواز سنائی دی۔

"اوہ ـ یس باس" ـــــ سردار احمد جان نہ صرف یکلخت چونک کر سیدھا ہو گیا بلکہ اس کا لہجہ بھی قدرے مؤدبانہ ہو گیا۔

"کیا پراگریس ہے مشن کی" ـــــ؟ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"باس! ـــ کام جاری ہے۔ ابھی تک تو حالات اُمید افزا ہیں ـــ عمران دارالحکومت میں موجود نہیں ہے لیکن اسی دوران کیپٹن شکیل کا ایک ساتھی صفدر سامنے آچکا ہے اور مجھے یقین ہے کہ زیادہ سے زیادہ چند روز میں باقی سیکرٹ سروس بھی سامنے آجائے گی" ـــــ احمد جان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سیکرٹ سروس کے چیف کے بارے میں کوئی کلیو ملا ـــ اصل مسئلہ تو اس کا ہے" ـــ؟ ایم نے پوچھا۔

"سر سلطان پر کام شروع کر دیا ہے دیکھیئے کیا رزلٹ سامنے آتا ہے۔ بہرحال آپ بے فکر رہیں سردار احمد جان کبھی اپنے مشن میں ناکام نہیں ہوا" ـــ سردار احمد جان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــ مجھے یقین ہے۔ [illegible] اس عمران کا خیال رکھنا۔ وہ انتہائی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

شاطر آدمی ہے" ـــ ایم نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں سر ـــ میں اپنی ذمہ داری سمجھتا ہوں" ـــ سردار احمد جان نے جواب دیا اور دوسری طرف سے "او کے" کے الفاظ سن کر اس نے رسیور رکھ دیا۔ لیکن ابھی اس نے رسیور رکھ کر فائل کو کھولا ہی تھا کہ ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی اور اس نے ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ـــ اس بار اس نے صرف یس کہنے پر ہی اکتفا کیا۔

"میں پی۔ اے ٹو سیکرٹری خارجہ بول رہا ہوں ـــ سیکرٹری صاحب سردار احمد جان صاحب سے بات کرنا چاہتے ہیں" ـــ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"یس ـــ سردار احمد جان بول رہا ہوں ـــ بات کرایئے" ـــ سردار احمد جان نے بارعب لہجے میں کہا۔

"سردار احمد جان صاحب! ـــ میں سلطان بول رہا ہوں سیکرٹری خارجہ" ـــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے بھی ایک بارعب سی آواز سنائی دی۔

"میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے ہمارے مسئلے کو اہمیت دی" ـــ سردار احمد جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ـــ آپ ہمارے معزز دوست ہیں۔ میں نے آپ کا معاملہ صدر مملکت کے گوش گذار کر دیا ہے۔ چونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا تعلق براہ راست صدر مملکت سے ہے اس لئے یقیناً آپ کا معاملہ پاکیشیا سیکرٹ سروس تک پہنچ جائے گا۔ اس کے بعد سیکرٹ سروس

کے چیف نے مناسب سمجھا تو آپ سے رابطہ کرے گا ___ بہرحال میں ذاتی طور پر جو کچھ کر سکتا تھا وہ میں نے کر دیا ہے۔ ایک بات اور ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا خصوصی نمائندہ ایک نوجوان علی عمران ہے اگر آپ کہیں تو میں ان سے بات کروں" ___ سر سلطان نے کہا۔

"اوہ! ___ آپ کو تکلیف ہوئی، معذرت خواہ ہوں ___ علی عمران صاحب کی تو ویسے ہی بڑی شہرت ہے۔ میں نے انہیں براہ راست خط لکھا ہے اور ملاقات چاہی ہے لیکن معلوم ہوا ہے کہ وہ شہر سے باہر گئے ہوئے ہیں ___ اگر آپ کے تعلقات ان سے ہوں تو ضرور ہماری سفارش کر دیجیئے گا" ___ سردار احمد جان نے کہا۔

"بہتر ہے" ___ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ سردار احمد جان نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر طنزیہ سی مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

عمران نے خط کھولا اور اسے پڑھتے ہوئے اس کی پیشانی پر شکنیں سی ابھر آئیں وہ چار روز بعد دارالحکومت واپس آیا تھا۔ والدہ کے اصرار پر اسے دارالحکومت سے بہت دور کسی عزیز کی شادی میں جانا پڑا تھا۔ وہ رات کو ہی واپس آگیا تھا لیکن رات کو والدہ نے نہ آنے دیا اس لئے وہ وہیں کوٹھی میں ہی سو گیا اور اب صبح وہ ناشتہ کر کے جیسے ہی فلیٹ میں آیا، سلیمان نے خط اسے پکڑا دیا۔

"سردار احمد جان" ___ عمران نے خط کے آخر میں لکھا ہوا نام پڑھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں ایک بار پھر خط پر پھسلنے لگیں۔ خط ایک نفیس اور انتہائی قیمتی کاغذ پر لکھا گیا تھا جس پر سردار احمد جان کے الفاظ درج تھے اور ساتھ ہی ایک مشہور قبیلے کا حوالہ بھی تھا جو پاکیشیا سے ملحقہ آزاد علاقے میں رہتا تھا لیکن پاکیشیا سے اس کے تعلقات بے حد اچھے تھے۔ خط میں ذاتی ملاقات کی استدعا کی گئی تھی اور ساتھ ہی دارالحکومت کی ایک ایسی کالونی

کا پتہ دیا گیا تھا جہاں امراء کی رہائش تھی۔ عمران کے لئے یہ نام نیا تھا اس لئے وہ سوچ رہا تھا کہ یہ کون صاحب ہو سکتے ہیں اور وہ کیوں ذاتی ملاقات چاہتے ہیں۔؟

اسی لمحے سلیمان چائے کے برتن اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے چائے کا کپ بنا کر عمران کے سامنے میز پر رکھ دیا۔

"صاحب!— سر سلطان کا فون آیا تھا۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ جیسے ہی آئیں انہیں فوری فون کریں— کوئی اہم معاملہ ہے"—— سلیمان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر باقی برتن اٹھائے خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔ عمران کا موڈ ایسا تھا کہ اسے سنجیدگی اختیار کرنا پڑی تھی۔

عمران نے خط میز پر رکھا اور پھر چائے کا کپ اٹھا کر اس کی چسکیاں لینے لگا۔ اس کا ذہن مسلسل اس سردار احمد جان کے متعلق سوچ رہا تھا لیکن چائے ختم ہو جانے کے باوجود جب اسے سردار احمد جان سے کبھی کسی ملاقات کے بارے میں یاد نہ آیا تو اس نے کپ میز پر رکھا اور رسیور اٹھا کر سر سلطان کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"یس— پی۔ اے ٹو سیکرٹری خارجہ"—— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں—— سر سلطان سے بات کراؤ"—— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"—— دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز رسیور سے سنائی دی۔

"ہیلو عمران بیٹے!— تم آ گئے شادی سے واپس"—— سر سلطان کا لہجہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

مسکراتا ہوا تھا۔

"جی ہاں!— لیکن خالی آیا ہوں۔ میں نے تو سنا تھا کہ شادی پر جاؤ تو واپسی میں ایک عدد حور ساتھ بھیج دی جاتی ہے لیکن وہاں تو بس دو چھوہارے ہی حصے میں آئے اور وہ بھی پہلے مشین گن کی گولیوں کی طرح سر سے ٹکراتے پھر نیچے گرے تو میں نے ثبوت کے طور پر اٹھا لئے کہ کہیں واپسی میں رات پڑ جائے اور پولیس نے روک کر پوچھا کہ کہاں سے آ رہے ہو تو چھوہارے دکھا کر جان چھڑوا لونگا"—— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے سر سلطان بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"تمہیں سردار احمد جان کا خط مل گیا——؟ سر سلطان نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"ہاں!— ابھی سلیمان نے دیا ہے—— ویسے سر سلطان!— ہم سے تو یہ آزاد علاقے والے زیادہ امیر ہیں۔ ایسا نفیس اور قیمتی کاغذ ہے کہ ہمارے ہاں تو کرنسی نوٹ ایسے کاغذ پر بھی نہیں چھپتے اور وہ لوگ اسے خط لکھنے کے لئے استعمال کرتے ہیں"—— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ— کیا مطلب!— کیا تم اس کاغذ کی وجہ سے کوئی اہم بات سوچ رہے ہو"—— سر سلطان کا لہجہ چونکنے والا تھا۔

"اہم بات کیا ہو سکتی ہے۔ میں تو سمجھتا تھا کہ یہ علاقے بنجر اور دشوار گذار ہونے کی وجہ سے غریب ہوں گے۔ لیکن کاغذ دیکھ کر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کے لوگ بے شک غریب ہوں لیکن کم از کم سردار احمد جان غریب نہیں ہیں"—— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے—— بہرحال سردار احمد جان جس قبیلے کا

سردار ہے وہ اس علاقے کا سب سے طاقتور اہم اور بڑا قبیلہ ہے۔
قبیلے کے سربراہ کا نام سردار گل جان ہے۔ سردار احمد جان اس کا بیٹا ہے
حکومت کے ساتھ سردار گل جان کے انتہائی اچھے تعلقات ہیں۔ ویسے
بھی سردار گل جان پاکیشیا کو اپنا وطن سمجھتے ہیں اس لئے سردار احمد جان
بھی ہمارے لئے انتہائی محترم ہیں ۔۔۔ ان کا ایک آدمی میرے پاس
آیا تھا اس نے مجھے سردار احمد جان کی طرف سے پیغام دیا ہے کہ آجکل
اچانک ان کے مخالف قبیلے کے پاس انتہائی جدید ترین اسلحہ نظر آنے
لگ گیا ہے اور یہ قبیلہ درپردہ روسیاہ اور کافرستان کا حمایتی ہے ان
کے مطابق ایسی مصدقہ اطلاعات بھی ہیں کہ اس قبیلے نے اپنے علاقے
میں جدید ترین اسلحے کے بڑے بڑے سٹور قائم کر لئے ہیں اور اگر یہ
سٹور قائم رہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ اس اسلحے کے زور پر سردار
احمد جان کے قبیلے کو ہلاک کر کے سارے علاقے پر قبضہ کر لیں اس
طرح یہ سارا آزاد علاقہ نہ صرف روسیاہ اور کافرستان کی گود میں چلا
جائے گا بلکہ اس سے پاکیشیا کے مفادات اور دفاع کو بھی شدید
خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ چونکہ وہ خود اس قبیلے کے علاقے میں
نہیں جا سکتے اس لئے ان کی خواہش ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اسلحے
کے ان خفیہ سٹورز کو تلاش کر کے تباہ کر دے۔ وہ سیکرٹ سروس
کی ہر طرح سے امداد کرنے کے لئے تیار ہیں۔ چونکہ معاہدے کے مطابق
پاکیشیا آزاد علاقے میں براہ راست مداخلت نہیں کر سکتا اس لئے
سیکرٹ سروس ہی یہ کام کر سکتی ہے ۔۔۔ چونکہ تم دارالحکومت میں
موجود نہ تھے اس لئے میں نے سردار احمد جان کو فون پر یہ کہہ کر ٹال دیا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہے کہ معاملہ صدر مملکت کے نوٹس میں دے دیا گیا ہے اور وہاں سے
پاکیشیا سیکرٹ سروس کو پہنچ جائے گا پھر اس کا چیف جو فیصلہ کرے
گا وہ آپ تک پہنچ جائے گا۔ ساتھ ہی میں نے سردار احمد جان کو یہ
مشورہ بھی دیا کہ وہ اس معاملے میں تم سے مل لے کیونکہ تم ایکسٹو کے
خصوصی نمائندے ہو تو اس نے بتایا کہ اس نے براہ راست تمہیں بھی خط
لکھ دیا ہے" ۔۔۔ سر سلطان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ویسے سر سلطان! ۔۔۔ اگر سردار احمد جان نے جو کچھ کہا ہے اگر وہ
واقعی درست ہے تو اس سے پاکیشیا کی سلامتی اور دفاع کو خطرات
تو لاحق ہو سکتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ اور اس بات پر مجھے بے حد تشویش ہے" ۔۔۔ سر سلطان
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے ۔۔۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں چیک کر لونگا" ۔۔۔ عمران نے
کہا اور دوسری طرف سے خدا حافظ سن کر اس نے رسیور رکھا اور ایک بار
پھر خط اٹھا کر اسے غور سے دیکھنے لگا۔ لیکن اس بار وہ خاص طور پر
کاغذ کو چیک کر رہا تھا پھر اس نے خط بند کر کے جیب میں ڈالا اور اٹھ کر
ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ لباس بدل کر وہ فلیٹ سے باہر آیا اور
چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے دارالحکومت کی سپر مارکیٹ کی طرف
بڑھی جا رہی تھی۔ سر سلطان سے تو اس نے بس مذاق میں ہی کاغذ کے بارے
میں بات کر دی تھی لیکن سر سلطان کے چونکنے پر اس کے ذہن میں
بھی ایک خلش سی پیدا ہو گئی تھی اور وہ سردار احمد جان سے ملنے سے
پہلے اس کاغذ کے بارے میں معلومات حاصل کر لینا چاہتا تھا کیونکہ کاغذ

واقعی خصوصی قسم کا ہے۔ عام طور پر ایسا کاغذ دیکھنے میں نہ آتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے کار کاغذ کی ایک بڑی دکان کے سامنے روکی اور پھر نیچے اُتر کر وہ دکان پر پہنچ گیا۔ دکان میں ہر طرف مختلف قسموں کے کاغذوں کے بڑے بڑے رول موجود تھے۔

"جی فرمائیے" ـــــ ایک سیلز مین نے مسکراتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے کسی ایسے آدمی سے ملنا ہے جو کاغذ کی کوالٹی اور دنیا بھر میں بنائے جانے والے خصوصی کاغذوں کے بارے میں مہارت کا درجہ رکھتا ہو" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ مینجر صاحب سے مل لیں ـــــ وہی اس بارے میں کچھ بتا سکیں گے" ـــــ سیلز مین نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ایک سائیڈ پر بنے ہوئے دروازے کی طرف اشارہ کر دیا جس پر مینجر کی تختی لگی ہوئی تھی۔ عمران سر ہلاتا ہوا اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا دفتر نما کمرہ تھا جس میں انتہائی قیمتی دفتری فرنیچر موجود تھا۔ ایک بڑی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ عمران کو اندر آتے دیکھ کر چونک پڑا۔

"فرمائیے جناب" ـــــ مینجر نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"فرماتے ہیں ـــــ آخر آپ کو فرمائش سننے کی اتنی بھی کیا جلدی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اطمینان سے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"ہمارا تو کام ہی آپ جیسے معزز افراد کی خدمت کرنا ہے جناب"۔ مینجر نے کہا۔ وہ واقعی انتہائی ہوشیار کاروباری آدمی تھا اور پھر عمران

RAFREXO@HOTMAIL.COM

نے سیلز مین سے کہی ہوئی بات اس مینجر کے سامنے بھی دوہرا دی۔

"مجھے پینتالیس سال ہو گئے ہیں اس کاروبار سے منسلک ہوئے اور اس کاروبار کے سلسلے میں پوری دنیا بھی گھوم چکا ہوں ـــ آپ فرمائیں! آپ کا مسئلہ کیا ہے ـــ؟ میں کوشش کروں گا کہ آپ کی کوئی خدمت کر سکوں" ـــ مینجر نے اسی طرح کاروباری لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور عمران نے جیب سے سردار احمد جان کا خط نکالا اور اسے مینجر کے سامنے رکھ دیا۔

"مجھے یہ بتائیے کہ یہ کاغذ کس ملک کا بنا ہوا ہے اور کس کام آتا ہے"؟ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

مینجر نے کاغذ اٹھایا اور اس کا کونہ انگلیوں کے درمیان آہستگی سے رگڑا اور پھر کاغذ کو ٹیبل لیمپ کے بلب کے سامنے کر کے اسے غور سے دیکھنے لگا۔ عمران سمجھ گیا کہ وہ کاغذ کے درمیان بنے ہوئے مخصوص واٹر مارک کو چیک کر رہا ہے۔ لیکن وہ پہلے ہی چیک کر چکا تھا کہ اس کاغذ میں واٹر مارک موجود نہیں ہے بلکہ اس میں ہلکی ہلکی پارے جیسی لہریں نظر آتی تھیں۔

"یہ کاغذ آپ کو کہاں سے ملا ہے جناب" ـــ؟ مینجر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"سڑک پر پڑا ہوا تھا" ـــ عمران نے خشک لہجے میں جواب دیا تو مینجر نے ایک لمحے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور پھر اس نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا اور پھر ہونٹ بھینچ لئے۔ چند لمحوں بعد اس نے ایک طویل سانس لیا۔

"مجھے افسوس ہے جناب! ـــ یہ کوئی خاص قسم کا کاغذ ہے۔ میں

نے ایسا کاغذ پہلے کبھی نہیں دیکھا" ــــ مینجر نے اس بار خشک لہجے میں کہا اور خط واپس عمران کی طرف بڑھا دیا۔

عمران نے خط لے کر اسے جیب میں ڈالا اور پھر جیب سے چند وزیٹنگ کارڈ نکال کر اس نے ان میں سے ایک کارڈ مینجر کے سامنے رکھ دیا۔

" آپ اپنے آپ کو حراست میں سمجھیں اور میرے ساتھ ہیڈ کوارٹر چلیں"۔ عمران نے انتہائی خشک لہجے میں کہا اور باقی کارڈ جیب میں ڈالنے کے بعد اس نے اندرونی جیب سے ریوالور نکال لیا۔ اس کے چہرے پر اس وقت بے پناہ سرد مہری تھی۔

" کک ــ کک ــ کیا فرما رہے ہیں آپ" ــــ ؟ مینجر کا چہرہ یکلخت ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا۔ کارڈ پر لکھے ہوئے عمران کے عہدے ڈپٹی ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس کے ساتھ ساتھ عمران کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور نے اس کی حالت واقعی یکلخت انتہائی خراب کر دی تھی۔

" میں درست کہہ رہا ہوں ــ اٹھیں، ورنہ آپ کو ہتھکڑی پہنا کر بھی لے جایا جا سکتا ہے" ــــ عمران کا لہجہ اور زیادہ خشک ہو گیا۔

" مم ــ مم ــ مگر جناب! ــ میرا قصور جناب" ــــ مینجر کی حالت قابل رحم حد تک خراب ہو گئی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ ابھی بیہوش ہو کر گر پڑے گا۔

" قصور یہ ہے کہ آپ نے وہ معلومات جو حکومت کو چاہیئے تھیں انہیں جان بوجھ کر چھپایا ہے اور یہ بہت سنگین جرم ہے ــــ آپ کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ آپ اس کاغذ کے بارے میں معلومات

RAFREXO@HOTMAIL.COM

رکھتے ہیں لیکن آپ نے جان بوجھ کر اس بات سے انکار کر دیا ہے"۔ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

" ج ج ــ جناب! ــ میں معافی چاہتا ہوں ــــ آپ نے پہلے اپنا تعارف نہیں کرایا ــــ میں کاروباری آدمی ہوں اس لئے میں کسی الجھن میں نہیں پھنسنا چاہتا تھا ــــ لیکن اب اگر یہ سرکاری معاملہ ہے تو میں ہر ممکن تعاون کروں گا ــــ اگر میری معلومات سے حکومت کو فائدہ پہنچ سکتا ہے تو مجھے بے حد مسرت ہو گی جناب"۔ مینجر نے جلدی جلدی بولتے ہوئے کہا۔

" ایسی صورت میں حکومت آپ کی مشکور ہو گی ــــ لیکن یہ سوچ لیجئے کہ اگر آپ نے جھوٹ بولنے یا کچھ چھپانے کی کوشش کی تو پھر"۔ عمران نے لہجے کو اور زیادہ سخت بناتے ہوئے کہا۔ وہ ان کاروباری افراد کی نفسیات کو سمجھتا تھا اس لئے جان بوجھ کر ایسی باتیں کر رہا تھا۔

" نہیں جناب! ــ میں شریف اور محب وطن شہری ہوں ــــ یہ کاغذ جو آپ نے مجھے دکھایا ہے دراصل یہ کاغذ رُوسیاہ میں بننے والا ایک مخصوص کاغذ ہے۔ اس کاغذ کے اندر آپ کو پارے کی طرح جو لہریں نظر آ رہی ہیں یہ ایک خاص قسم کی گیس ہے ــــ یہ تو مجھے معلوم نہیں ہے کہ اسے استعمال کیسے کیا جا سکتا ہے لیکن بہرحال اس گیس کی مدد سے کسی بھی ایسے آدمی کو جس کے پاس یہ کاغذ ہو آسانی سے طویل عرصے کے لئے بیہوش کیا جا سکتا ہے ــــ یہ کاغذ رُوسیاہ میں صرف کے۔جی۔بی خاص خاص موقعوں پر استعمال کرتی ہے ــــ آج سے چار سال قبل میں کاروبار کے سلسلے میں روسیاہ گیا تھا

تو وہاں مجھے ایک ایسے کارخانے میں جانے کا موقع ملا جو خفیہ طور پر یہ کاغذ تیار کرتا ہے اس کارخانے کا منیجر میرا دوست بن گیا اور پھر اس نے مجھے ورائٹی کے طور پر یہ کاغذ دکھایا تھا اور اس کی خاصیت بتائی تھی۔ ظاہر ہے یہ چیز میرے لئے نئی تھی اس لئے میں بیحد حیران ہوا۔ اس نے مجھے ان لہروں کے بارے میں تفصیل بتائی اور آج چار سال بعد میں نے دوبارہ یہ کاغذ آپ کے ہاتھ میں دیکھا ہے اور آپ سے میرا تعارف نہ تھا اس لئے ظاہر ہے کہ میں آپ کو کیسے یہ تفصیل بتا سکتا تھا" ——— منیجر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران کے چہرے پر حقیقی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اُسے اس کاغذ کی ساخت عجیب ضرور لگی تھی لیکن اس کی اس حیرت انگیز خاصیت کے بارے میں تو اس کے ذہن میں تصور تک نہ تھا۔

"شکریہ! — اب آپ کو یہ کہنا تو ضروری نہیں کہ یہ بات لیک آؤٹ نہ ہو" ——— عمران نے کہا۔

"اوہ — نہیں جناب — میں سمجھتا ہوں جناب" ——— منیجر نے جلدی سے جواب دیا اور عمران نے اس کے سامنے رکھا ہوا اپنا کارڈ اٹھا کر جیب میں ڈالا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل آیا۔ اس کے ذہن میں عجیب سا بھونچال آیا ہوا تھا۔ سردار احمد جان کی طرف سے اس قسم کے خاص کاغذ پر خط لکھ کر بھجوانے سے مسئلہ واقعی الجھ گیا تھا۔ سردار احمد جان تو پاکیشیا کا حلیف تھا اور سیکرٹ سروس سے مدد حاصل کرنے آیا تھا پھر اس قسم کے کاغذ کا استعمال بہرحال اب اس کے ذہن پر سنجیدگی کی گہری تہہ چھا گئی اور اس نے کار کا رخ سرداور کی لیبارٹری کی طرف موڑ دیا اور اب فوری طور پر سرداور کی مدد سے اس کاغذ کی مکمل چیکنگ کرنا چاہتا تھا تاکہ اصل بات سامنے آجائے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی سردار احمد جان نے چونک کر میز پر رکھے ہوئے فون کو دیکھا اور پھر ریسیور اٹھا لیا۔

"سردار احمد جان" ——— سردار احمد جان نے اسی طرح بارعب لہجے میں کہا۔

"ربانی بول رہا ہوں باس! — عامر سہیل والی ترکیب بے حد کامیاب رہی ہے۔ اس کیپٹن شکیل اور اس کے بعد اس کے ساتھی صفدر کے فلیٹ میں بھی سپیشل ڈکٹا فون پہنچا دیئے گئے ہیں ——— صفدر نے نہ صرف اپنے طور پر عامر سہیل کے بارے میں انکوائری کی ہے بلکہ اس سلسلے میں اس نے دو اور اشخاص نعمانی اور صدیقی کی بھی ڈیوٹی لگائی تھی اور ابھی تھوڑی دیر پہلے اس صفدر کے فلیٹ میں یہ دونوں آدمی آئے اور انہوں نے اسے یہی رپورٹ دی کہ عامر سہیل صحیح آدمی ہے۔ انہوں نے اس کے محکمے سے اس کے بارے میں تفصیلی رپورٹیں حاصل کر لی ہیں۔ وہاں باتوں کے دوران

تین دوسرے افراد کا بھی ذکر آیا ہے جن کے نام تنویر، چوہان اور خاور لئے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ایک عورت جولیا کا نام بھی آیا ہے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ انہوں نے باتوں کے دوران چیف کا نام بھی لیا ہے"۔ ربانی نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

" ویری گڈ ــــ اس کا مطلب ہے کہ کیپٹن شکیل کے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ممبر ہونے کا اندازہ درست ثابت ہوا ــــ تم نے ان نئے آدمیوں کی نگرانی کرائی ہے" ــــ سردار احمد جان نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یس باس" ــــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" چیف سے ان کا مطلب یقیناً ایکسٹو ہوگا ــــ ہمیں اصل تلاش تو اسی کی ہے۔ بہرحال تم نے ہر لحاظ سے محتاط رہنا ہے ــــ ویسے عامر سہیل نے جو کارڈ کیپٹن شکیل کو دیا تھا وہ اس وقت کس کے پاس ہے" ــــ ؟ سردار احمد جان نے پوچھا۔

" وہ اسی صفدر کے پاس ہے" ــــ ربانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ــــ عمران کے بارے میں کوئی خبر ــــ وہ واپس آگیا ہے یا نہیں" ــــ ؟ سردار احمد جان نے پوچھا۔

" جی ہاں! ــــ وہ واپس آگیا ہے۔ لیکن واپس آنے کے تھوڑی دیر بعد ہی وہ کار لے کر وہاں سے چلا اور پہلے وہ دارالحکومت کی پیپر مارکیٹ کی ایک دکان پر گیا اور اس کے بعد وہاں سے وہ دارالحکومت سے شمال مشرق کی طرف ایک سیڈ سپلائی کرنے والی فیکٹری میں چلا گیا ــــ آپ نے چونکہ اس کے فلیٹ میں ڈکٹا فون لگانے سے منع کر دیا تھا اس

RAFREXO@HOTMAIL.COM

لئے اس کی بات چیت کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا البتہ ہم نے اس کی کار کے عقبی بمپر میں زیرو زیرو لگا دیا ہے جس کی وجہ سے اس کی نقل و حرکت چیک ہوتی رہی ہے" ــــ ربانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے اس لئے اگر اسے ڈکٹا فون کا علم ہوگیا تو پھر ہو سکتا ہے ہماری ساری پلاننگ ہی فیل ہو جائے اس لئے میں نے منع کیا تھا ــــ لیکن کاغذ کی دکان اور پھر سیڈ فیکٹری اس کے جانے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے ــــ ؟ بہرحال ٹھیک ہے تم نگرانی جاری رکھو" ــــ سردار احمد جان نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر سامنے میز پر رکھی ہوئی شراب کی بوتل اٹھا کر اس نے منہ سے لگالی اور دو لمبے لمبے گھونٹ لے کر اس نے اسے واپس میز پر رکھ دیا۔ اس کا سرخ و سفید چہرہ شراب کی حدت کی وجہ سے اور زیادہ سرخ ہو گیا تھا۔ آنکھوں میں بھی سرخی ابھر آئی تھی۔ اس نے کرسی کی نشست سے سر ٹکایا اور آنکھیں بند کر لیں۔ اس کی پیشانی پر لکیریں سی ابھر آئی تھیں۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ کسی گہری سوچ میں غرق ہو۔

چند لمحوں بعد اس نے اچانک آنکھیں کھول لیں اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے پھر اس نے ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" ربانی سپیکنگ" ــــ دوسری طرف سے رابطہ قائم ہوتے ہی ربانی کی آواز سنائی دی۔

" سردار احمد جان بول رہا ہوں" ــــ سردار احمد جان نے کہا۔

"یس باس" ——— دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا۔

"ربانی! ——— کیا ان لوگوں کی بات چیت میں ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کسی قسم کا کوئی اشارہ نہیں ملا ——— یا تم نے بتایا نہیں" ——— سردار احمد جان نے سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں باس! ——— کوئی بات ایسی نہیں ہوئی۔ میں نے خاص طور پر اس بات کو چیک کیا تھا" ——— ربانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عجیب لوگ ہیں ——— سیکرٹ سروس کے رکن ہیں لیکن نہ ہی ہیڈ کوارٹر جاتے ہیں اور نہ ہی اس کے بارے میں کوئی گفتگو کرتے ہیں"۔ سردار احمد جان نے کہا۔

"باس! ——— میرا خیال ہے کہ ان لوگوں کا سیٹ اپ ہی ایسا ہے کہ یہ لوگ صرف خاص ٹرانسمیٹرز یا فون پر ہی ہدایات لیتے ہوں گے ——— یا رپورٹیں دیتے ہوں گے ——— ویسے اب تک ایسا کوئی فون بھی ان میں سے کسی نے وصول نہیں کیا۔ بس پہلی بار چیف کا نام لیا ہے انہوں نے" ربانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ سیٹ اپ ہے تو پھر ہمارا مشن کامیاب نہیں ہو سکتا ——— ہمارا اصل ٹارگٹ تو سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ اگر اس کا ہی علم نہیں ہو گا تو پھر مشن کیسے مکمل ہو گا" ——— سردار احمد جان نے کہا۔

"اگر آپ حکم کریں تو کسی بھی ممبر کو اغوا کر کے اس پر تشدد کر کے اس سے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں" ——— ربانی نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"احمقانہ باتیں مت کرو ——— یہ لوگ سیکرٹ سروس کے ممبر ہیں کوئی عام مجرم نہیں ہیں ——— یہ خاص طور پر تربیت یافتہ ہیں اس لئے اول تو انہوں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

نے کچھ بتانا نہیں ——— دوسری بات یہ کہ ہو سکتا ہے کہ انہیں سرے سے معلوم ہی نہ ہو ——— اور تیسری اور اہم بات یہ ہے کہ اس طرح ایک آدمی کے اغوا سے ساری سیکرٹ سروس چونک پڑے گی اور ہماری ساری پلاننگ ہی ختم ہو کر رہ جائے گی" ——— سردار احمد جان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سوری باس" ——— دوسری طرف سے ربانی نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"سنو! ——— اس بارے میں پوری طرح چوکنا رہنا۔ جیسے ہی ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کوئی اشارہ ملے تم نے فوراً مجھے اس سے مطلع کرنا ہے"۔ سردار احمد جان نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"مسئلہ پیدا ہو گیا ——— مجھے ایم سے بات کرنی ہو گی" ——— سردار احمد جان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور اٹھا لیا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"سردار احمد جان سپیکنگ" ——— دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے کی آواز سنتے ہی سردار احمد جان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ایم اٹنڈنگ یو" ——— بھاری آواز میں جواب دیا گیا۔

"باس! ——— مسئلہ کچھ پیچیدہ ہو گیا ہے ——— میں نے اس لئے فون کیا ہے تاکہ اس بارے میں کھل کر بات ہو جائے" ——— سردار احمد جان نے اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا مسئلہ ہے ——— کھل کر بات کرو" ——— دوسری طرف سے ایم نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"باس! —— ہمارا مشن یہی ہے ناں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مع اس کے چیف کا خاتمہ کر دیا جائے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر سے نمبر تھرٹی فائل اڑا لی جائے" —— سردار احمد جان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس" —— ایم نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہم نے دوطرفہ پلاننگ کی ہے —— ایک تو یہ کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو پہاڑوں میں لے جایا جائے اور پھر وہاں انہیں ہلاک کر دیا جائے اور حکومت پاکیشیا کو اطلاع دی جائے کہ وہ مخالف قبیلے کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے ہیں اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ سیکرٹ سروس کا چیف کبھی ٹیم کے ساتھ نہیں جاتا۔ اس لئے سیکرٹ سروس کے جانے کے بعد وہ اکیلا رہ جائے گا اس طرح آسانی سے اس کے ہیڈ کوارٹر پر قبضہ بھی ہو سکتا ہے، اسے ختم بھی کیا جا سکتا ہے اور وہاں سے فائل بھی حاصل کی جا سکتی ہے —— اور اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ٹیم بھیجنے سے انکار کر دے تو پھر سیکرٹ سروس کو نظروں میں رکھا جائے۔ اس کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ چلایا جائے اس کے بعد بیک وقت سیکرٹ سروس کے سب ممبران کا خاتمہ کر کے ان کی لاشیں غائب کر دی جائیں —— اس طرح بھی چیف اکیلا رہ جائے گا اور اسے آسانی سے کور کیا جا سکتا ہے" —— سردار احمد جان نے مشن کی تفصیلات اس طرح دوہراتے ہوئے کہا جیسے وہ ذہن میں لکھی ہوئی کوئی تحریر پڑھ رہا ہو۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو —— ظاہر ہے پلاننگ کے بارے میں تو مجھے معلوم ہے اسے دوہرانے کا کیا فائدہ تھا" —— ایم نے ایک بار پھر ناخوشگوار

RAFREXO@HOTMAIL.COM

لہجے میں کہا۔

"میں ذہنی طور پر جائزہ لے رہا تھا باس! —— اس لئے دوہرا رہا تھا۔ بہرحال میرا مقصد یہ تھا کہ اب تک جو صورت حال سامنے آ رہی ہے اس کے مطابق سیکرٹ سروس کے ارکان تو تیزی سے نظروں میں آتے جا رہے ہیں لیکن اب تک نہ ہی ہیڈ کوارٹر کا پتہ چل رہا ہے اور نہ اس پُراسرار باس کا —— اس صورت حال میں اگر سیکرٹ سروس کی ٹیم واقعی جانے کے لئے تیار ہو گئی تو پھر ہم اس کے ہیڈ کوارٹر کو کیسے ٹریس کریں گے —— ؟ اور دوسری صورت میں بھی ہم زیادہ سے زیادہ سیکرٹ سروس کے ارکان کو ہی ختم کر سکیں گے —— ہیڈ کوارٹر اور باس والا مسئلہ تو پھر بھی رہ جائے گا" —— سردار احمد جان نے کہا۔

"اوہ! —— واقعی تمہاری بات درست ہے لیکن یہاں یا وہاں جہاں بھی ہم چاہیں ان لوگوں پر تشدد کر کے ان سے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تفصیلات حاصل کر سکتے ہیں —— آخر وہ سیکرٹ سروس کے رکن ہیں انہیں یقیناً معلوم ہو گا" —— ایم نے کہا۔

"ہو سکتا ہے انہیں معلوم ہی نہ ہو —— مجھے تو یہ سارا سیٹ اپ ہی انتہائی پُراسرار لگ رہا ہے" —— سردار احمد جان نے کہا۔

"تو پھر تم کیا چاہتے ہو" —— ؟ اس بار ایم نے جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اگر ہم نے ان لوگوں کو چھیڑا تو یقیناً سیکرٹ سروس چونک پڑے گی اور یہ لوگ انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنے میں مشہور ہیں۔ ویسے

میرے ذہن میں صرف ایک ہی پوائنٹ آیا ہے کہ اگر کسی صورت بھی معلوم نہ ہو سکا تو پھر اس عمران پر ہی تشدد کرنا پڑے گا ۔۔۔۔ سر سلطان نے اُسے نمائندہ خصوصی کہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ دوسروں کو علم ہو یا نہ ہو اُسے لازماً علم ہوگا" ۔۔۔۔ سردار احمد جان نے کہا اور اس بار دوسری طرف سے ایم کے طنزیہ انداز میں ہنسنے کی آواز سنائی دی ۔

"تم نے شراب تو زیادہ مقدار میں نہیں پی لی سردار احمد جان ۔۔۔ عمران کے بارے میں اچھی طرح جاننے کے باوجود تم ایسی بات کر رہے ہو" ۔۔۔۔ ایم نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے باس ! ۔۔۔ لیکن اس کے سوا اور کیا چارہ کار ہو سکتا ہے" ۔۔۔۔ سردار احمد جان نے جواب دیا۔

"اتنی جلدی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہمارے پاس کافی وقت ہے۔ ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے اس لئے آہستہ آہستہ صورت حال واضح ہو جائے گی اور جب پوری طرح واضح ہو گی تو اس کا کوئی کامیاب حل بھی تلاش کر ہی لیا جائے گا ۔۔۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ آخر تم اتنی جلدی کیوں پریشان ہو گئے ہو" ۔۔۔۔ ایم نے کہا۔

"واقعی باس ! ۔۔۔ بس ایسے ہی ذہن میں ایک بات آ گئی تھی۔ بہرحال ٹھیک ہے ابھی تو ابتدا ہے" ۔۔۔۔ سردار احمد جان نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"بس تم ربانی کو ہر لحاظ سے ہوشیار رہنے کا کہتے رہنا۔ کیونکہ اگر سیکرٹ سروس کے کانوں میں اصل مشن کی ذرا سی بھی بھنک پڑ گئی تو پھر ہمیں کھل کر سامنے آنا پڑے گا اور ہم کھل کر سامنے نہیں آنا چاہتے۔ اسی لئے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

تو اس بار تمہیں آگے کیا گیا ہے" ۔۔۔۔ ایم نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس ! ۔۔۔ بس ایک ذہنی کیفیت تھی، ورنہ آپ جانتے ہیں کہ میں نے آج تک ناکامی کے بارے میں سوچا بھی نہیں اور ربانی تو ایسے معاملات کا ماہر ہے" ۔۔۔۔ سردار احمد جان نے کہا اور دوسری طرف سے "او۔ کے" ۔۔۔ کہہ کر رسیور رکھ دیا گیا۔ سردار احمد جان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا ہی تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور سردار احمد جان نے چونک کر دوبارہ رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ۔۔۔ اس نے اس بار جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ربانی بول رہا ہوں باس ! ۔۔۔ عمران کی کار آپ کی کالونی میں داخل ہو چکی ہے۔ وہ یقیناً آپ سے ملنے آ رہا ہے ۔۔۔ میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کر دوں" ۔۔۔ ربانی نے کہا۔

"ٹھیک ہے" ۔۔۔ سردار احمد جان نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ وہ ذرا ٹھیک ٹھاک لباس میں عمران سے ملنا چاہتا تھا کیونکہ اس کے بارے میں اس نے بے حد تعریفیں سُن رکھی تھیں اس لئے وہ پہلی ملاقات میں ہی اس پر اپنا ایسا تاثر چھوڑنا چاہتا تھا کہ عمران اس کے متعلق کسی قسم کے شبہ میں مبتلا ہی نہ ہو سکے ۔

عمران سرداور کے دفتر میں بیٹھا ایک کتاب کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ یہ کتاب اس نے سرداور کی میز پر رکھی ہوئی دیکھی تھی۔ سرداور اس سردار احمد جان کا خط لے کر اس کا سائنسی طور پر تجزیہ کرنے گئے ہوئے تھے اس لئے عمران اس دوران کتاب پڑھنے میں مصروف ہو گیا تھا اور پھر نجانے اُسے کتنا وقت لگ گیا کہ دروازہ کھلنے کی آواز سن کر عمران چونک پڑا۔ سرداور اندر داخل ہو رہے تھے۔ عمران نے کتاب بند کر کے رکھ دی۔

"کمال ہے عمران! ---- یہ واقعی انتہائی حیرت انگیز ایجاد ہے۔ ورنہ جب تم نے پہلے اس کے متعلق بتایا تھا تو مجھے قطعی یقین نہ آیا تھا کہ ایک کاغذ میں ایسا سسٹم بھی موجود ہو سکتا ہے ---- لیکن اب تجزیے سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے" ---- سرداور نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"اوہ واقعی ---- سچ پوچھیں تو مجھے بھی یقین نہ آرہا تھا اس لئے میں آپ کے پاس آیا تھا" ---- عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران بیٹے! ---- یہ کاغذ نہیں ہے ---- یہ دراصل سینتھالین کی انتہائی دو نفیس شیٹیں ہیں جنہیں ایکرومائٹ کے ساتھ ملا کر تیار کیا گیا ہے اور ایکرومائٹ کے ملنے کی وجہ سے جو خلا پیدا ہو جاتا ہے اس میں الیتعاس گیس کے زیرو مالیکیول بھرے ہوئے ہیں ---- بظاہر یہ کاغذ کی طرح ہی ہے۔ اس پر چھپائی بھی ہو سکتی ہے اور اس پر لکھا بھی جا سکتا ہے ---- اسے کاغذ کی طرح موڑا بھی جا سکتا ہے اور تہہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ لیکن بہرحال یہ کاغذ نہیں ہے اور جب ایک مخصوص حصے میں سے ریڈیو لہروں کی توانائی کو پھیلا دیا جائے تو ایکرومائٹ جذب ہو جاتا ہے اور الیتعاس گیس کے زیرو مالیکیول آپس میں مل کر فوراً ہوا میں مل جاتے ہیں اور اس کا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ ایک مخصوص رینج میں یہ ہوا انسانی ذہن کو وقتی طور پر ماؤف کر کے اُسے بیہوش کر دیتی ہے" ---- سرداور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی انہوں نے ایک بڑا سا کاغذ جس پر سائنسی تجزیے کی کمپیوٹر رپورٹ درج تھی عمران کی طرف بڑھا دیا۔

عمران کافی دیر تک اس رپورٹ کو پڑھتا رہا۔

"سرداور! ---- یہ کاغذ تو انتہائی مہنگا پڑتا ہوگا ---- میرے خیال میں اتنے ٹکڑے کی تیاری جس پر اس سردار نے خط لکھا ہے کم از کم پچاس لاکھ روپے تو خرچ آجاتے ہوں گے" ---- عمران نے سر اٹھاتے ہوئے کہا۔

" ہمارے ہاں تو شاید اس سے بھی زیادہ خرچ آئیں لیکن روسیاہ میں اتنا خرچہ نہیں ہوگا کیونکہ وہاں یہ سب چیزیں وہ خود بڑی تعداد میں تیار کرتے ہیں جب کہ ہمیں دوسروں سے اسے خریدنا پڑتا ہے" ____ سردادر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" ٹھیک ہے ____ چلو ایک بات تو کلیئر ہو گئی ____ شکریہ سردادر آپ کو میں نے ڈسٹرب کیا" ____ عمران نے کاغذ کو بند کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

" اگر تم مناسب سمجھو تو یہ کاغذ مجھے دے دو ____ میرے ذہن میں اس کے تجزیے کے دوران ایک نیا آئیڈیا آیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کاغذ کی مدد سے اس آئیڈیے پر مزید کام کر کے دیکھوں" ____ سردادر نے کہا۔

" ٹھیک ہے آپ رکھ لیں ____ مجھے تو ویسے بھی خطرہ لگا رہے گا کہ کسی وقت اس کی وجہ سے بیہوش ہو جاؤں" ____ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سردادر بے اختیار ہنس پڑے۔ عمران ان سے اجازت لے کر لیبارٹری کے بیرونی گیٹ کی طرف چل پڑا۔ اب بہرحال یہ بات طے ہو چکی تھی کہ یہ سردار احمد جان روسیاہ کا کوئی خصوصی ایجنٹ ہے اور کسی خاص مقصد کے لئے یہاں یہ سب ڈرامہ کھیلا جا رہا ہے اب اس نے اس سردار احمد جان سے ملنے کا فیصلہ کر لیا تاکہ اب وہ اس کے اصل مقصد کو تلاش کرنے پر کام کر سکے۔ لیکن پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو اس نے کار کا رخ سر سلطان کے دفتر کی طرف موڑ دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سر سلطان کے دفتر میں موجود تھا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

" کیا فیصلہ کیا تم نے سردار احمد جان کے قبیلے کی مدد کے سلسلے میں"؟ سر سلطان نے عمران سے پوچھا۔

" کیا کسی طرح قبیلے کے سردار گل جان سے بات ہو سکتی ہے" ____؟ عمران نے ان کے سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

" سردار گل جان سے ____ کیوں" ____؟ سر سلطان عمران کی بات سن کر بری طرح چونک پڑے۔

" میں چاہتا ہوں کہ سردار احمد جان سے بات چیت سے پہلے اصل سردار سے بات ہو جائے ____ سردار احمد جان نوجوان ہیں جبکہ سردار گل جان بزرگ آدمی ہیں۔ ہو سکتا ہے سردار احمد جان جذباتی انداز میں کچھ بڑھا چڑھا کر بات کر رہے ہوں" ____ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" سردار گل جان تو طویل عرصے سے علیل ہیں اس لئے قبیلے کی عملی طور پر سربراہی سردار احمد جان نے ہی سنبھال رکھی ہے ____ ویسے ان سے بات ہو سکتی ہے پولیٹیکل ایجنٹ کی معرفت" ____ سر سلطان نے کہا۔

" کیا ان کے پاس براہ راست فون نہیں ہے" ____ عمران نے پوچھا۔

" مجھے معلوم نہیں ____ ویسے ہونا تو چاہیئے۔ بہرحال میں پولیٹیکل ایجنٹ سے بات کر کے معلوم کرتا ہوں" ____ سر سلطان نے کہا اور پھر انہوں نے رسیور اٹھا کر پی۔ اے کو آزاد علاقے کے پولیٹیکل ایجنٹ سے بات کرانے کے لئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" اگر سردار گل جان سے براہ راست بات نہ ہو سکے تو آپ میری بات

اس پولیٹیکل ایجنٹ سے کرا دیجئے ایکسٹو کے نمائندہ کی حیثیت سے"۔
عمران نے کہا اور سر سلطان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بجی اور سر سلطان نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" سر ۔۔۔ پولیٹیکل ایجنٹ اجمل خان صاحب سے بات کیجئے" ۔۔۔۔ پی اے نے کہا۔

" بات کراؤ" ۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

" ہیلو سر ۔۔۔ میں اجمل خان بول رہا ہوں" ۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی لیکن لہجہ مؤدبانہ تھا۔

" سلطان بول رہا ہوں ۔۔۔۔ اجمل خان صاحب! ۔۔۔۔ بڑے قبیلے کے سردار گل جان سے فون پر بات چیت ہو سکتی ہے؟ میں نے ان سے ضروری بات کرنی ہے" ۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

" سردار گل جان سے ۔۔۔۔ اوہ نہیں سر! ۔۔۔ وہ بے حد علیل ہیں۔ اور تقریباً نیم غشی کی حالت میں ہیں۔ اس کے علاوہ وہ بات کرنا تو ایک طرف، کسی کو صحیح طور پر پہچانتے بھی نہیں" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو سر سلطان نے رسیور پر ہاتھ رکھ کر یہی بات سامنے بیٹھے ہوئے عمران کو بتا دی۔

" آپ میری بات کرائیں اس پولیٹیکل ایجنٹ سے ۔۔۔۔ لیکن پہلے ذرا اچھی طرح تعارف کرا دیں" ۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ہیلو اجمل خان! ۔۔۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو بڑے قبیلے کے سردار احمد جان نے کسی معاملے میں مدد کی درخواست کی ہے ان کی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

طرف سے ان کے نمائندہ خصوصی جناب علی عمران صاحب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں ۔۔۔۔ آپ یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کے اختیارات سے تو اچھی طرح واقف ہوں گے اس لئے آپ برائے مہربانی انہیں کسی قسم کی شکایت کا موقع نہ دیں" ۔۔۔۔ سر سلطان نے اجمل خان کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

" میں سمجھتا ہوں، جناب!" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے اجمل خان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور سر سلطان نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

" ہیلو ۔۔۔ علی عمران بول رہا ہوں" ۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" یس سر ۔۔۔ میں پولیٹیکل ایجنٹ اجمل خان بول رہا ہوں۔ فرمایئے!" دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ اور زیادہ مؤدبانہ ہو گیا۔

" اجمل خان! ۔۔۔ سردار گل جان کب سے بیمار ہیں ۔۔۔۔؟" عمران نے پوچھا۔

" جی دو سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے" ۔۔۔۔ اجمل خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" انہیں کیا بیماری ہے ۔۔۔۔؟" عمران نے پوچھا۔

" ویسے تو جناب! ۔۔۔ بڑھاپا بذات خود ایک بیماری ہوتی ہے۔ لیکن دو سال قبل سردار گل جان کی صحت بے حد اچھی تھی۔ پھر اچانک انہیں بلڈ پریشر کی بیماری لاحق ہوئی اور باوجود علاج کے معاملہ بڑھتا چلا گیا۔ اب گذشتہ ایک ماہ سے وہ بے حد بیمار ہیں۔ ڈاکٹر تو بلڈ پریشر ہی بتاتے

ہیں" ۔۔۔ اجمل خان نے جواب دیا۔

" ان کے بعد بڑے قبیلے کا سردار کون بنے گا" ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

" قبائلی روایات کے مطابق تو ان کے بڑے صاحبزادے سردار سکندر جان کا حق ہے لیکن چونکہ سردار احمد جان جو ان کے چھوٹے بھائی ہیں وہ عملی طور پر بے حد فعال ہیں جب کہ سردار سکندر جان تقریباً گوشہ نشین قسم کے آدمی ہیں اس لئے اکثر کہا جاتا ہے کہ سردار سکندر جان اپنے چھوٹے بھائی کے حق میں دستبردار ہو جائیں گے" ۔۔۔ اجمل خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا وہ شروع سے ہی گوشہ نشین قسم کے آدمی ہیں ۔۔۔ یا بعد میں ایسے ہوئے ہیں" ۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" وہ شروع سے ہی انتہائی سیدھے سادے اور مرنجان مرنج قسم کے آدمی ہیں لیکن جب سے ان کے والد بیمار ہوتے ہیں وہ کچھ زیادہ ہی گوشہ نشین ہو گئے ہیں" ۔۔۔ اجمل خان نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" سردار احمد جان تعلیم یافتہ ہیں یا ۔۔۔" عمران نے پوچھا۔

" جی ہاں ۔۔۔ وہ خاصے تعلیم یافتہ ہیں۔ پاکیشیا کی نیشنل یونیورسٹی سے انہوں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہوئی ہے" ۔۔۔ اجمل خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" روسیاہ کے متعلق ان کے نظریات کیا ہیں" ۔۔۔ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

" روسیاہ وہ اکثر آتے جاتے رہتے ہیں ۔۔۔ وہاں ان کے دوست بھی ہیں اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے یہاں کے بااثر قبائلی اکثر روسیاہ شوگران بلکہ کافرستان آتے جاتے رہتے ہیں۔ لیکن بہرحال اتنا مجھے معلوم ہے کہ سردار احمد جان پاکیشیا کے زبردست حامی ہیں۔ وہ تو آزاد قبائلی علاقے کو باقاعدہ پاکیشیا میں شامل کرنے کی بات بھی اکثر کرتے رہتے ہیں" ۔۔۔ اجمل خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اچھا یہ بتائیں کہ بڑے قبیلے کے مخالف قبیلے کے متعلق حکومت پاکیشیا کو رپورٹ ملی ہے کہ اس کے پاس اچانک بے پناہ اور انتہائی جدید اسلحہ نظر آنے لگ گیا ہے اور انہوں نے جدید ترین اسلحے کے خفیہ ڈپو بھی پہاڑوں میں قائم کر لئے ہیں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

" جناب ۔۔۔ مجھے سردار احمد جان نے گذشتہ دنوں یہ بات کی تھی اور میں نے اپنے طور پر وہاں مکمل تحقیقات کی ہے لیکن یہ بات ثابت نہیں ہو سکی ۔۔۔ البتہ یہ بات درست ہے کہ دوسرے قبیلے کے افراد کے پاس اب جدید اسلحہ نظر آنے لگا ہے لیکن یہ کوئی نئی بات نہیں ہے ۔۔۔ بڑے قبیلے کے افراد بھی وہی جدید اسلحہ استعمال کرتے ہیں یہ اسلحہ روسیاہ، شوگران اور کافرستان سے سمگل کیا جاتا ہے ۔۔۔ اصل پریشانی سٹورز کی بابت تھی وہ غلط ثابت ہوئی ہے اس لئے میں نے سردار احمد جان کے اصرار پر حکومت پاکیشیا کو سردار احمد جان کی اطلاع اور ایسی رپورٹ ارسال کر دی تھی" ۔۔۔ پولیٹیکل ایجنٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا اس بات کے امکانات ہیں کہ دوسرا قبیلہ اس بڑے قبیلے پر

اچانک حملہ کر کے اسے ختم کر دے اور سارے علاقے پر قبضہ کر لے ۔۔۔ ؟
عمران نے پوچھا۔

"اوہ نہیں جناب! ۔۔۔ ایسا تو عملی طور پر بھی ناممکن ہے۔ ویسے دوسرا قبیلہ تعداد کے لحاظ سے بھی اتنا کم ہے کہ وہ ایسا سوچ بھی نہیں سکتے"۔
اجمل خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس دوسرے قبیلے کی ہمدردیاں کس ملک کے ساتھ ہیں" ۔۔۔ ؟
عمران نے پوچھا۔

"وہ بھی پاکیشیا کا ہی حلیف ہے جناب" ۔۔۔ پولیٹیکل ایجنٹ نے جواب دیا۔

"اوکے ۔۔۔ اب آپ سے یہ کہنے کی ضرورت تو نہیں کہ یہ تمام گفتگو کسی طرح بھی لیک آوٹ نہیں ہونی چاہیئے ۔۔۔ اسے ٹاپ کانفیڈنشل ہی رہنا چاہیئے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میں اپنی ذمہ داری بخوبی سمجھتا ہوں سر" ۔۔۔ اجمل خان نے جواب دیا اور عمران نے خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"تم نے تو اس پر ایسے جرح شروع کر دی جیسے تم اس سے کوئی خاص بات اگلوانا چاہتے تھے ۔۔۔ بات کیا ہے۔ کیا یہ سردار احمد جان مشکوک ہے" ۔۔۔ ؟ سر سلطان نے کہا۔ عمران سے بات چیت کے دوران چونکہ انہوں نے لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا تھا اس لئے وہ ساری بات چیت باقاعدہ سنتے رہے تھے۔

"نہیں، ایسی تو کوئی بات نہیں ۔۔۔ دراصل ہمیں ہر پہلو کا خیال رکھنا پڑتا ہے ۔۔۔ اچھا اب مجھے اجازت دیجئے۔ اب میں سردار احمد جان

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سے مل لوں۔ اس کے بعد آل بارے میں کوئی حتمی فیصلہ کروں گا"۔
عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر سر سلطان کو سلام کر کے وہ ان کے دفتر سے نکلا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار اس کالونی کی طرف بڑھی جا رہی تھی جہاں سردار احمد جان کی رہائش تھی۔

تھوڑی دیر بعد اس نے کار کوٹھی کے بڑے پھاٹک پر روکی اور کار سے نیچے اتر کر اس نے ستون پر لگی ہوئی کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی سائیڈ پھاٹک کھلا اور ایک قبائلی جس کے ہاتھ میں جدید مشین گن تھی باہر آگیا۔

"سردار صاحب سے کہیں کہ علی عمران ملنے آیا ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور وہ قبائلی سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد پھاٹک کھل گیا اور عمران کار اندر لے گیا۔ پورچ میں کار روک کر وہ جیسے ہی اترا ایک ادھیڑ عمر قبائلی تیزی سے چلتا ہوا اس کے قریب آیا۔

"تشریف لائیے جناب! ۔۔۔ میں سردار صاحب کا نائب الف خان ہوں" ۔۔۔ آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ عمران کو برآمدے کے کونے میں بنے ہوئے ایک خوبصورت سے ڈرائنگ روم میں لے آیا۔ چند لمحوں بعد عمران کے سامنے مشروب کا گلاس بھی پہنچ گیا اور ابھی عمران نے مشروب ختم ہی کیا تھا کہ اندرونی دروازہ کھلا اور ایک دراز قد، ٹھوس اور خوبصورت جسم کا مالک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ بارعب تھا۔ بڑی بڑی مونچھیں تھیں۔ وہ واقعی کسی پہاڑی قبیلے کا سردار لگتا تھا جسم پر البتہ جدید لباس تھا۔

"مجھے سردار احمد جان کہتے ہیں" ۔۔۔ آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مم — مم — مجھے حقیر فقیر — پرتقصیر کو علی عمران کہتے ہیں۔ ویسے آپ صرف علی عمران بھی کہہ سکتے ہیں" —— عمران کے چہرے پر چھائی سنجیدگی یکلخت ایسے غائب ہو گئی تھی جیسے وہ زندگی میں کبھی سنجیدہ رہا ہی نہ ہو۔ اس وقت اس کے چہرے پر حماقتوں کا آبشار اپنی پوری روانی سے بہہ رہا تھا۔

"القاب اچھے ہیں — بہرحال تشریف رکھیے" —— بارعب چہرے والے سردار احمد جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ رکھ لیجیے — مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے" —— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور سردار احمد جان بے اختیار ہنس پڑے۔

"خوب! — آپ تو واقعی بے حد حاضر جواب ہیں" —— سردار احمد جان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں سردار صاحب! — میں تو بڑا پکا مسلمان ہوں" —— عمران نے کہا تو سردار احمد جان چونک پڑے۔

"مسلمان — لیکن میں نے کب کہا ہے کہ آپ مسلمان نہیں ہیں" —— سردار احمد جان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کہا تو یہی جاتا ہے کہ مسلمان حساب میں کمزور ہوتے ہیں اور حاضر جواب کا تو یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ جس کے پاس ہر سوال کا جواب حاضر ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار سردار احمد جان بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"بہت خوب — آپ نے آج مجھے قہقہہ مار کر ہنسنے پر مجبور کر دیا ہے۔ ورنہ میرے ملنے والے مجھے انتہائی سنجیدہ آدمی سمجھتے ہیں۔ بہرحال

RAFREXO@HOTMAIL.COM

میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ میرا خط ملنے پر ملاقات کے لئے تشریف لائے —— دراصل ہم آجکل انتہائی خطرناک حالات سے دوچار ہیں اور آپ کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کے خاص آدمی ہیں اس لئے میں نے خصوصی طور پر آپ کو خط لکھ کر آپ سے ملاقات کی خواہش کی تھی —— ویسے میں سرسلطان کو سارا معاملہ گوش گذار کر چکا ہوں" —— سردار احمد جان نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے — میری سرسلطان سے ملاقات ہو چکی ہے لیکن کیا آپ یہ بتائیں گے کہ آپ کو یہ رپورٹ کیسے ملی کہ آپ کے مخالف قبیلے نے پہاڑوں میں جدید اسلحے کے خفیہ سٹورز قائم کر رکھے ہیں"؟ عمران نے بھی یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"میرا اکثر روسیاہ آنا جانا رہتا ہے —— وہاں میرے خاصے دوست ہیں۔ وہیں سے مجھے ایک حتمی رپورٹ ملی تھی —— روسیاہ دراصل اس قبیلے کی سرپرستی کر کے یہ سارا علاقہ ہتھیانا چاہتا ہے" —— سردار احمد جان نے جواب دیا۔

"پھر آپ نے پولٹیکل ایجنٹ کو حسب ضابطہ رپورٹ دی" ——؟ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں — اور انہوں نے اپنے طور پر انکوائری بھی کی۔ لیکن ظاہر ہے جہاں روسیاہ جیسی سپر پاور ملوث ہو، وہاں بیچارے پولٹیکل ایجنٹ کی انکوائری کیا حیثیت رکھتی ہے" —— سردار احمد جان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں جاکر یہ سٹورز تباہ بھی کر دیتی ہے تو اس سے کیا ہوگا ——— رُوسیاہ انہیں دوبارہ اسلحہ دے دیگا" ——— عمران نے کہا تو سردار احمد جان کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لئے تیزی سے الجھن کے تاثرات ابھرے لیکن جلد ہی دور ہو گئے۔

" اصل بات یہ ہے کہ دوسرے قبیلے کا سردار مستونگ خاں روسیاہ سے درپردہ ملا ہوا ہے ورنہ قبیلے کے دوسرے افراد شاید ایسے نہ ہوں اس لئے اگر اسلحے کے سٹورز کے ساتھ ساتھ مستونگ خان کا بھی خاتمہ کر دیا جائے تو یہ مسئلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو سکتا ہے" ——— سردار احمد جان نے کہا۔

" پولیٹیکل ایجنٹ کی معرفت اگر اس مستونگ خان کو یہاں پاکیشیا طلب کر کے پوری طرح چھان بین کر لی جائے تو کیا یہ زیادہ بہتر نہ ہوگا ——— ؟ دراصل پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں جاکر کوئی ایسا اقدام نہیں کرنا چاہتی جس سے قبائلیوں میں پاکیشیا کے خلاف نفرت پھیلے" ——— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" اوّل تو مستونگ خاں یہاں آئے گا ہی نہیں ——— اور اگر آ بھی جائے تو ظاہر ہے اس نے یہ بات تسلیم تو نہیں کرنی کہ اس نے اسلحہ سٹور کر رکھا ہے ——— اس کے لئے تو آپ کو وہاں جاکر ہی تحقیقات کرنا ہوگی" سردار احمد جان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ——— میں چیف کو یہ ساری باتیں بتا دونگا۔ اس کے بعد چیف کیا فیصلہ کرتے ہیں اس بارے میں بھی آپ کو اطلاع مل جائے گی ——— ویسے ایک بات بتائیں آپ نے براہ راست روسیاہ پر الزام لگا دیا ہے۔ کیا اس کے پس منظر میں کوئی خاص بات ہے" ——— عمران نے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سردار احمد جان کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا اور سردار احمد جان عمران کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

" خاص بات کیا ہو سکتی ہے۔ سب جانتے ہیں کہ مستونگ خان کا آنا جانا اور اٹھنا بیٹھنا روسیاہیوں کے ساتھ کافی ہے" ——— سردار احمد جان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ایسی بات تو آپ کے متعلق بھی کہی جا سکتی ہے ——— بہرحال آپ بے فکر رہیں ——— چیف سب کچھ سوچ سمجھ کر ہی فیصلہ کریں گے۔ ویسے بھی چیف کے اپنے بھی ایسے ذرائع ہیں جن سے وہ خود براہ راست انتہائی اہم معلومات حاصل کر لیتے ہیں اس لئے آپ کوئی فکر نہ کریں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا ——— ہاں ایک بات اور مجھے یاد آگئی ہے۔ سر سلطان بتا رہے تھے کہ حکومت پاکیشیا آزاد قبائلی سرداروں سے جلد ہی ایسا معاہدہ کرنے والی ہے جس کے بعد آزاد علاقہ باقاعدہ پاکیشیا کا حصہ بن جائے گا ——— اس صورت میں تو روسیاہ کچھ بھی نہ کر سکے گا" ——— عمران نے کہا تو سردار احمد جان کے ہونٹ اور زیادہ سختی سے بھنچ گئے۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے ——— کوئی سردار بھی ایسا معاہدہ نہیں کر سکتا۔ ہم صدیوں سے آزاد چلے آ رہے ہیں اور آزاد ہی رہیں گے ——— پھر وہاں سب سے بڑا قبیلہ تو ہمارا ہی ہے۔ جب ہم ہی اس بات کو نہیں مانیں گے تو یہ معاہدہ کیسے ہو سکتا ہے" ——— سردار احمد جان کے لہجے میں بے پناہ سختی تھی۔

" ہاں! ——— یہ بات تو ہے ——— اگر آپ ذاتی طور پر اس آئیڈیئے کی مخالفت کریں گے تو پھر ظاہر ہے ایسا نہ ہو سکے گا" ——— عمران نے کہا۔

"بالکل مخالفت کروں گا ـــــ میں ذاتی طور پر اپنے علاقے کو غلام نہیں بنا سکتا۔ چاہے یہ غلامی پاکیشیا کی ہی کیوں نہ ہو" ـــــ سردار احمد جان نے انتہائی سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ بہرحال یہ آپ لوگوں کا اپنا معاملہ ہے۔ ہمارا تو اس سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے ـــــ اب مجھے اجازت"۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور سردار احمد جان بھی اُٹھ کھڑا ہوا۔ عمران اس سے مصافحہ کر کے باہر آیا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے دانش منزل کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ اس کے ذہن میں سردار احمد جان کے متعلق بے شمار خیالات گڈمڈ سے ہو رہے تھے۔ خاص طور پر یہ بات کہ پولیٹیکل ایجنٹ نے اُسے بتایا تھا کہ سردار احمد جان پاکیشیا کے ساتھ علاقے کو شامل کرنے کا حامی ہے لیکن اس کے سامنے سردار احمد جان نے جو موقف اختیار کیا تھا وہ اس بات کے سراسر اُلٹ تھا اور سردار احمد جان کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ واقعی اس معاملے میں انتہائی سخت موقف رکھتا ہے۔ اس لئے وہ دانش منزل جا کر اس بارے میں خصوصی طور پر نہ صرف سوچ بچار کرنا چاہتا تھا بلکہ وہ روسیاہ میں موجود سیکرٹ سروس کے سپیشل فارن ایجنٹس کو بھی اس بارے میں مزید چھان بین کرنے کی ہدایات دینے کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ کیا واقعی روسیاہ نے دوسرے قبیلے کو بھاری مقدار میں اسلحہ دیا ہے یا نہیں۔

دانش منزل پہنچ کر عمران نے پھاٹک کھلوایا اور کار اندر لے گیا۔ اس کے عقب میں چونکہ پھاٹک خود بخود بند ہو گیا تھا اس لئے وہ کار

RAFREXO@HOTMAIL.COM

مخصوص پارکنگ کی طرف مڑ گیا لیکن ابھی وہ کار روک کر اترا ہی تھا کہ اس نے بلیک زیرو کو برآمدے سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتے کار کی طرف آتے دیکھا تو وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ یہ ایک غیر معمولی بات تھی۔

"کیا بات ہے بلیک زیرو! ـــ اگر تمہارے دل میں میرا اتنا ہی احترام پیدا ہو گیا ہے تو پھاٹک سے باہر آکر میرا استقبال کرنا تھا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب مجھے کیا معلوم تھا کہ آپ اپنے ساتھ سپیشل انڈیکیٹر بھی لائے ہیں" ـــ بلیک زیرو نے قریب آتے ہوئے کہا اور تیزی سے کار کے عقبی حصے کی طرف بڑھ گیا۔

"سپیشل انڈیکیٹر ـــ کیا مطلب" ـــ؟ عمران نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا اور اسی لمحے بلیک زیرو نے کار کے عقبی بمپر کے نچلے حصے کی طرف ہاتھ بڑھا کر ایک چھوٹا سا سیاہ رنگ کا بٹن اتارا اور عمران کی طرف مڑ گیا۔

"سپیشل سسٹم نے اسے چیک کر کے بے کار بھی کر دیا اور نشاندہی بھی کر دی" ـــ بلیک زیرو نے وہ بٹن عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور عمران حیرت سے اس بٹن کو دیکھنے لگا۔ وہ اُسے اُلٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا کہ یکلخت وہ اور زیادہ چونک پڑا۔

"سپیشل انڈیکیٹر ـــ ویری بیڈ ـــ اس کا مطلب ہے کہ صورت حال میری توقع سے کہیں زیادہ خراب ہے" ـــــ عمران نے کہا تو اس بار بلیک زیرو حیران رہ گیا۔

"صورت حال ـــ کیسی صورت حال" ـــ؟ بلیک زیرو نے کہا۔

"آؤ" ——— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم کی طرف بڑھ گیا۔

"تم بیٹھو ——— میں اس کا تفصیلی تجزیہ کر لوں ——— مجھے یہ کچھ نئی ساخت کا لگ رہا ہے" ——— عمران نے آپریشن روم میں داخل ہو کر اپنے پیچھے آتے ہوئے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر تیزی سے لیبارٹری کی طرف جانے والے راستے کی طرف بڑھ گیا۔

لیبارٹری میں کافی دیر گذارنے کے بعد عمران جب واپس آپریشن روم میں آیا تو بلیک زیرو کچن سے نکلا اور اس کے ہاتھ میں چائے کے دو کپ موجود تھے۔

"بہت خوب! ——— اب سُگھڑاپا عورتوں سے مردوں میں منتقل ہو گیا ہے ——— جیسے ایک مشہور شاعر نے کہا تھا کہ پردہ عورتوں سے منتقل ہو کر مردوں کی عقل پر پڑ گیا ہے" ——— عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا اور بلیک زیرو بھی ہنس پڑا۔ اس نے چائے کا ایک کپ عمران کے سامنے رکھا اور دوسرا کپ اٹھائے وہ اپنی مخصوص کرسی کی طرف بڑھ گیا۔

"ہاں! ——— اب بتائیے کہ یہ کیا چکر ہے ——— آپ کی کار پر سپیشل انڈیکیٹر کی موجودگی اور اس سے آپ کی لاعلمی ——— اور پھر آپ کا یہ کہنا کہ صورت حال آپ کی توقع سے زیادہ خراب ہے ——— ان ساری باتوں کا کیا مطلب ہے" ——— بلیک زیرو نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو عمران ہنس پڑا۔

"ارے ارے ——— ایک چائے پلا کر تم نے تو پورا انٹرویو لینا شروع

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کر دیا ہے" ——— عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بھی ہنس پڑا۔

"اصل میں مجھے اس بات پر بے چینی ہے کہ آپ کی کار سے اس سپیشل انڈیکیٹر کی دستیابی کا مطلب ہے کہ کوئی اہم کیس شروع بھی ہو چکا ہے اور میں ابھی تک اس سے بے خبر ہوں" ——— بلیک زیرو نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔ اس نے جواب دینے کی بجائے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"صفدر بول رہا ہوں" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" ——— عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اوہ یس باس" ——— دوسری طرف سے صفدر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"صفدر! ——— سپیشل سٹور سے ایس۔ ایف ڈکٹا فون لے کر میزان کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھانوے بلاک اے میں فٹ کر دو ——— اور پھر وہاں ہونے والی ہر قسم کی بات چیت کا ٹیپ ہیڈ کوارٹر بھجوا دو۔ اس کے ساتھ ساتھ تم نے وہاں آنے جانے والے کی بھی نگرانی کرنی ہے ——— اپنے ساتھ دوسرے ممبرز بھی لے لو" ——— عمران نے مخصوص لہجے میں اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر" ——— صفدر نے جواب دیا۔

"سنو! ——— اس کوٹھی میں آزاد علاقے کا ایک سردار احمد جان رہتا ہے۔ خاص طور پر اس کی مکمل نگرانی کرنی ہے" ——— عمران نے کہا۔

"یس باس" ——— صفدر نے جواب دیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"سردار احمد جان ——— آپ تو میرا تجسس اور بڑھاتے جا رہے ہیں"

بلیک زیرو نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"اصل بات یہ ہے کہ مجھے خود بھی معلوم نہیں کہ چکر کیا ہے۔ بہرحال میں تمہیں مختصر طور پر بتا دیتا ہوں" ——— عمران نے بلیک زیرو کے چہرے پر موجود بے پناہ تجسس دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا اور پھر سلیمان سے خط ملنے سے لے کر سردار احمد جان سے ملاقات تک سارے واقعات اس نے مختصر طور پر بتا دیئے۔

"یہ کاغذ والی بات انتہائی حیرت انگیز ہے ——— اس کا تو مطلب ہے کہ یہ سردار احمد جان خود رُوسیاہی ایجنٹ ہے" ——— بلیک زیرو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ انڈیکیٹر بھی روسیاہی ساخت کا ہے ——— میں نے لیبارٹری میں اسے چیک کر لیا ہے اور اگر میں دانش منزل نہ آتا تو مجھے معلوم ہی نہ ہوتا کہ یہ میری کار میں فٹ ہے ——— ویسے اس سے صرف اس بات کی نشاندہی ہو سکتی ہے کہ میری کار کہاں کہاں گئی ہے ——— اس میں ڈکٹا فون سسٹم موجود نہیں ہے" ——— عمران نے چائے پیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس سارے چکر کا مقصد کیا ہو سکتا ہے ———؟" بلیک زیرو نے کہا۔

"بظاہر تو یہی مقصد نظر آتا ہے کہ رُوسیاہ کسی پُراسرار مقصد کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو آزاد قبائلی علاقے میں بھجوانا چاہتا ہے" ——— عمران نے کہا اور بلیک زیرو ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ ظاہر ہے عمران نے جب خود ہی پُراسرار مقصد کے الفاظ کہہ دیئے تھے تو اب وہ اس بارے میں مزید سوالات بھی نہ کر سکتا تھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"اب صفدر کی رپورٹ ملنے کے بعد ہی پتہ چلے گا ——— ہو سکتا ہے کوئی خاص بات سامنے آ جائے۔ اس انڈیکیٹر کی موجودگی سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ سردار احمد جان اکیلا نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ کوئی گروپ بھی ہے ——— یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس انڈیکیٹر سے سردار احمد جان کا کوئی تعلق ہی نہ ہو اور یہ کوئی اور چکر ہو" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

سردار احمد جان عمران کے جانے کے بعد کافی دیر تک اپنے خاص کمرے میں بیٹھا سوچتا رہا۔ اس کے چہرے پر گہری تشویش کے آثار نمایاں تھے۔ اس کی چھٹی حس بار بار کسی خطرے کی نشاندہی کر رہی تھی۔ اسے ذہنی طور پر عمران کی باتوں نے بری طرح الجھا دیا تھا۔ عمران کی یہ بات کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اسلحے کے سٹورز تباہ بھی کر دیئے تو کیا روسیاہ دوبارہ اسلحہ نہ دے گا۔ اس کی ساری پلاننگ کو بے معنی کر کے رکھ دیا تھا۔ یہ پوائنٹ تو اس کے ذہن میں بھی نہ آیا تھا اور اب وہ بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ کیا وہ اس الجھن کا ذکر ایم سے کرے یا اسے گول کر جائے۔ کیونکہ پہلے ہی ایم سے پریشانی کی بات کر کے وہ خاصا شرمندہ ہوا تھا۔ وہ کرسی سے اٹھا اور اس نے الماری کھول کر شراب کی بوتل نکالی اور دوبارہ کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے شراب پینا شروع کر دی وہ ذہنی طور پر کوئی فیصلہ نہ کر پا رہا تھا۔ ایک بوتل کے بعد جب اس کی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

طبیعت سیر نہ ہوئی تو اس نے دوسری بوتل الماری سے نکال لی۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ اسے کھولتا، سائیڈ ٹیبل پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ سردار احمد جان نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر بوتل میز پر رکھ کر اس نے ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

"سردار احمد جان سپیکنگ" ــــ سردار احمد جان نے سخت لہجے میں کہا۔

"ربانی بول رہا ہوں باس! ــــ دو انتہائی اہم خبریں ہیں آپ کے لئے ــــ ایک تو یہ کہ عمران آپ سے ملنے کے بعد سیدھا ایک ایسی عمارت میں گیا ہے جو قلعہ نما ہے اور اس کے ساتھ ہی عمران کی کار میں فٹ سپیشل انڈیکیٹر بھی بے کار ہو گیا ہے۔ اس نے کاشن دینا بند کر دیئے ہیں ــــ اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ عمران کے اس عمارت میں جانے کے کچھ دیر بعد ہی سیکرٹ سروس کے چیف نے صفدر کو فون کر کے اسے حکم دیا کہ وہ کسی سپیشل سٹور سے ایس۔ ایم ڈکٹا فون لے کر اسے آپ کی کوٹھی میں پہنچا دے اور کوٹھی کے اندر ہونے والی ہر قسم کی گفتگو ٹیپ کر کے اسے ہیڈ کوارٹر پہنچاتے ــــ مزید ہدایت یہ دی گئی ہے کہ وہ دوسرے ممبروں کے ساتھ کوٹھی کی مکمل نگرانی کرے اور ساتھ ہی خاص طور پر آپ کا نام لے کر یہ کہا گیا ہے کہ آپ کی بھرپور اور مکمل نگرانی کرائی جائے" ــــ ربانی نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ــــ اس کا مطلب ہے کہ یہ عمارت ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ہے ــــ اور یہ مسخرہ عمران ہی دراصل پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ہے" ــــ سردار احمد جان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ! ــــ اس کے اس عمارت میں جانے کے بعد ان ہدایات کا صفدر کو دیئے جانے سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے ــــ اور خاص طور پر جب عمران آپ سے ابھی مل کر گیا ہے" ــــ ربانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں ہوشیار رہوں گا ــــ صفدر کے مزید ساتھیوں کا پتہ چلا" ــــ ؟ سردار احمد جان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"صرف اس عورت کے فلیٹ کا پتہ چل گیا ہے جس کا نام جولیا ہے باقی ابھی تک وہی لوگ سامنے ہیں جن کے بارے میں پہلے سے علم تھا" ربانی نے جواب دیا۔

"تم نے کہا تھا کہ عامر سہیل نے جو کارڈ کیپٹن شکیل کو دیا تھا وہ صفدر کے پاس ہے ــــ کیا وہ ابھی تک صفدر کے پاس ہی ہے" ــــ ؟ سردار احمد جان نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"جی ہاں ! ــــ لیکن وہ فلیٹ میں ہے ۔ صفدر نے کوٹ تبدیل کر لیا تھا ــــ البتہ ایک بات اور میں نے آپ سے کرنی تھی ــــ جو خط آپ نے عمران کے فلیٹ میں پہنچایا تھا وہ خط عمران کے ساتھ ساتھ رہا لیکن جب وہ سیڈ فیکٹری گیا تو اس کے بعد اس خط کے ساتھ رابطہ اچانک ٹوٹ گیا اور اس کے بعد اب تک یہ رابطہ بحال نہیں ہو سکا" ــــ ربانی نے کہا۔

"ٹوٹ گیا کا کیا مطلب" ــــ سردار احمد جان بری طرح چونک پڑا۔

"یوں لگتا ہے جیسے اس کاغذ کو ضائع کر دیا گیا ہو" ــــ ربانی نے کہا تو سردار احمد جان کے بھینچے ہوئے ہونٹ اور زیادہ سختی سے بھنچ گئے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"ٹھیک ہے" ــــ سردار احمد جان نے بھینچے بھینچے ہونٹوں سے کہا اور ریسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھا اور تیزی سے کمرے سے نکل کر ایک راہداری میں سے گذرتا ہوا ایک اور چھوٹے کمرے میں آیا اور اس نے کمرے کی ایک دیوار کی جڑ میں مخصوص انداز میں بوٹ کی ٹو ماری تو فرش کا ایک کونا کسی ڈھکن کی طرح اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔ کھلے ہوئے حصے سے اب سیڑھیاں نیچے جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔ سردار احمد جان سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک دروازہ تھا اس نے دروازہ کھولا اور ایک بڑے سے کمرے میں داخل ہو گیا۔ دروازہ بند کر کے اس نے سائیڈ پر لگے ہوئے سوئچ پینل پر ایک بٹن کو پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے سرر کی تیز آواز کے ساتھ ہی دروازے پر سیاہ رنگ کی فولادی چادر چڑھ گئی۔ سردار احمد جان تیزی سے کمرے کی دیوار سے نصب ایک قد آدم مشین کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے مشین پر چڑھے ہوئے سرخ رنگ کے کور کو ہٹایا اور پھر مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ مشین پر لگے ہوئے مختلف رنگوں کے چھوٹے بڑے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے تو وہ مشین کے سامنے سے ہٹ کر ایک سائیڈ پر موجود بڑی سی میز کی طرف بڑھ گیا جس کے پیچھے ایک اونچی نشست کی کرسی بھی رکھی ہوئی تھی۔ سردار احمد جان کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے میز کی ایک دراز کھول کر اس میں سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے میز پر رکھ کر اس پر ایک مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو ۔ ہیلو ــــ ایکس وی تھری کالنگ چیف ۔ اوور" ــــ سردار احمد جان نے بار بار یہ فقرہ روسیاہی زبان میں دوہرانا شروع کر دیا۔ اس

کا لہجہ بھی خالصتاً روسیاہی تھا۔

"یس — چیف اٹنڈنگ ۔ اوور" —— چند لمحوں بعد ایک بھاری اور سخت آواز سنائی دی۔

"چیف —— میں پاکیشیا کے دارالحکومت سے کال کر رہا ہوں — مشن ایس ایس کی موجودہ صورت حال آپ سے ڈسکس کرنی ہے۔ اوور" —— سردار احمد جان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ایم سے بات نہیں ہوئی۔ اوور" —— دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"ایم سے بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں چیف! —— کیونکہ موجودہ پلاننگ ایم کی ہی ہے اور مجھے موجودہ پلاننگ یکسر فیل ہوتی نظر آ رہی ہے اور آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایم اپنی پلاننگ پر کوئی تنقید بھی برداشت ہی نہیں کر سکتے۔ اوور" —— سردار احمد جان نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا —— تفصیل بتاؤ۔ اوور" —— دوسری طرف سے کہا گیا اور سردار احمد جان نے ساری پلاننگ دوہرانے کے بعد شروع سے لے کر اب تک کی ساری صورت حال پوری تفصیل سے بتا دی۔

"تمہارا اختلاف کن پوائنٹس پر ہے۔ اوور" —— دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"چیف —— جہاں تک میں سمجھا ہوں۔ لیٹر پیپر کا کہیں سائنسی تجزیہ کیا گیا ہے کیونکہ اس کے بغیر اس کا رابطہ لنک مشین سے ختم نہیں ہو سکتا۔ اس طرح یقیناً انہیں اس لیٹر پیپر کی اصل حقیقت کا علم ہو گیا ہو گا اور تجزیہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کرانے کا مقصد یہی ہو سکتا ہے کہ انہیں اس کے بارے میں کچھ نہ کچھ ضرور علم ہو گا —— دوسری بات یہ کہ عامر سہیل کا کردار اس لئے ڈالا گیا تھا کہ عامر سہیل اس کیپٹن شکیل کا بھتیجہ بن کر جذباتی طور پر اس کے بے حد قریب ہو جائے گا اور عامر سہیل کی مدد سے آسانی سے سیکرٹ سروس کا پورا سیٹ اپ کیپٹن شکیل کے ذریعے سامنے لایا جا سکے گا۔ لیکن کیپٹن شکیل نے اس معاملے میں انتہائی سرد مہری کا مظاہرہ کیا ہے بلکہ عامر سہیل کے خلاف اس کے ساتھیوں نے باقاعدہ انکوائری بھی شروع کر دی ہے اور ظاہر ہے وہ سیکرٹ سروس کے رکن ہیں —— کہیں نہ کہیں انہیں کوئی کلیو مل ہی جائے گا۔ اس طرح یہ عجیب و غریب پلاننگ بھی ہمارے خلاف چلی جائے گی —— اور تیسری بات یہ کہ اس علی عمران کی باتوں سے مجھے یقین ہے کہ وہ سیکرٹ سروس کی ٹیم آزاد علاقے میں نہیں بھیجے گا کیونکہ منطقی طور پر اس کی یہ بات درست ہے کہ اگر ایک بار اسلحے کے سٹورز ختم کر دیئے گئے تو روسیاہ دوبارہ ایسا مزید اسلحہ دے سکتا ہے اس لئے ٹیم بھیجنے کا کوئی فائدہ نہیں —— اور یقیناً پاکیشیا اور آزاد علاقے کے سرداروں کے درمیان باہمی معاہدے کی بات چیت کسی نہ کسی سطح پر ہو رہی ہو گی جس سے ہم لاعلم ہیں —— اور آخری بات یہ کہ اس عمران کے مجھ سے مل کر جانے کے بعد میری گفتگو اور نگرانی کے احکامات پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کی طرف سے دیئے جانے کا مطلب ہے کہ عمران خود ہی چیف ہے اور اسے مجھ پر بھی یقیناً کوئی شک پڑ گیا ہے —— ایسی صورت میں ایم کی موجودہ پلاننگ کا کیا حشر ہو سکتا ہے اس بارے میں آپ بہتر سوچ سکتے ہیں۔ اوور" —— سردار احمد جان

نے پوری وضاحت سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" لیکن اس صورت میں پلاننگ کے دوسرے حصے پر فوری عمل کیا جاسکتا ہے ــــ ہیڈ کوارٹر کا ہمیں علم ہوگیا ہے ــ اگر عمران چیف ہے تو وہ بھی تمہارے سامنے ہے ــــ سیکرٹ سروس کے بیشتر ممبران بھی سامنے ہیں تو ان سب کا خاتمہ آسانی سے کیا جاسکتا ہے ــــ اگر پہلا حصہ ناکام ہو جاتا ہے تو دوسرے حصے پر عملدرآمد میں تو کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ اوور" ــــ چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آپ کی بات درست ہے۔ لیکن اس کا ابھی سے فیصلہ ہو جانا چاہیے ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ جب ہماری گردنیں پکڑ لیں تب ہم فیصلہ کریں کہ دوسرے حصے پر عمل کرنا چاہیے ــــ اور اس کے ساتھ یہ رسک بھی بہرحال موجود رہے گا کہ جیسے ہی حملہ شروع ہوگا سیکرٹ سروس جو ابھی صرف شک و شبہ میں پھنسی ہوتی ہے فوری طور پر اور بھرپور انداز میں حرکت میں آجائے گی۔ اوور" ــــ سردار احمد جان نے کہا۔

" تو تم کیا چاہتے ہو ــ کھل کر بات کرو۔ فیلڈ ورک تو تم نے ہی کرنا ہے۔ ایم کے ذمہ تو صرف پلاننگ بنانا اور اس پر ہونے والے عملدرآمد کو سپروائز کرنے کا کام چھوڑا گیا تھا۔ اوور" ــــ چیف نے کہا۔

" باس! ــ میرا خیال ہے کہ ہمیں دوسرے حصے پر فوری طور پر عملدرآمد کر دینا چاہیے ــــ مقصد تو سپر سویپ ہے یعنی موجودہ سیکرٹ سروس کا مکمل خاتمہ ــ اس کے امکانات موجود ہیں مگر اس کے لئے ہمیں دو کام کرنے ہوں گے۔ ایک تو اس عامر سہیل کو فوری طور پر سامنے سے ہٹانا ہوگا دوسرا مجھے بھی فوری طور پر سکرین سے ہٹنا ہوگا تاکہ اگر کوئی کمی رہ جائے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

تو سیکرٹ سروس ہمیں تلاش ہی نہ کر سکے ــــ ربانی اور اس کا گروپ سرے سے سامنے ہی نہیں ہے۔ سامنے تو صرف میں اور عامر سہیل ہی ہیں ہمارے سامنے سے ہٹ جانے کی وجہ سے وہ لوگ ہمارے خلاف کچھ بھی نہ کر سکیں گے۔ اوور" ــــ سردار احمد جان نے کہا۔

" تمہاری باتیں درست ہیں ایس۔ دی تھری ــــ عمران کو جب شک پڑ گیا ہے تو وہ اب بھوت کی طرح تمہارے پیچھے پڑ جائے گا ــــ وہ ان معاملات میں انتہائی شاطر آدمی ہے ــ اصل میں ایم سے دو بنیادی غلطیاں ہوئی ہیں۔ اسے عمران کے سامنے لیٹر پیڈ نہ لانا چاہیے تھا اور دوسری بات یہ کہ ہمیں بھی صرف بات کر کے واپس چلا جانا چاہیے تھا ــــ اگر سیکرٹ سروس کی ٹیم نے وہاں جانا ہوتا تو خود بخود پہنچ جاتی۔ اوور" ــــ چیف نے کہا۔

" ایم کا خیال تھا کہ اگر وہ اپنے طور پر وہاں گئے تو نجانے کس روپ میں جائیں اور ہم سے ٹریس نہ ہو سکیں۔ اس طرح اگر وہ میرے ساتھ جائیں گے تو ہمارے سامنے رہیں گے اور ہم آسانی سے کسی بھی لمحے ان کا مکمل صفایا کر سکتے ہیں ــــ لیٹر پیڈ بھی اسی لئے بھجوایا تھا کہ عمران جیسے شاطر اور ہوشیار آدمی کا شاید ویسے ختم کیا جانا ممکن نہ ہو تو اس لیٹر پیڈ کے ذریعے جولانا اس کے فلیٹ میں ہی رہے گا اسے کسی بھی وقت بیہوش کیا جاسکتا ہے اور اس کے بعد اس کا خاتمہ انتہائی آسان ہو جائے گا۔ اوور" ــــ سردار احمد جان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ہونہہ ــ پلاننگ تو ایم کی اچھی ہے لیکن جو کچھ تم نے بتایا ہے اس میں واقعی رسک موجود ہے ــــ او۔ کے ــ تم ایسا کرو کہ فوری طور

پر سکرین سے ہٹ جاؤ اور اس وقت تک انتظار کرو جب تک ہیڈ کوارٹر اور اس کے چیف کے بارے میں حتمی معلومات نہیں مل جاتیں —— عامر سہیل کو بھی ہٹا دو —— سیکرٹ سروس کے باقی ممبران کو بھی ٹریس کرتے رہو —— اور پھر جیسے ہی سب کچھ سامنے آئے فل اور فائنل ریڈ کر کے تمام سیکرٹ سروس کا مکمل صفایا کر دو —— لیکن اس بات کا خیال رکھنا کہ اکیلا عمران ایک طرف اور باقی پوری سیکرٹ سروس ایک طرف رکھی جائے تو دونوں پلڑے برابر ہی رہیں گے۔ اس لئے عمران کا خاتمہ ہر صورت میں ہونا چاہیئے۔ اوور" —— چیف نے کہا۔

" اگر ایسی بات ہے چیف ! —— تو پھر زیادہ آسان بات یہ ہے کہ پہلے عمران کا خاتمہ کر دیا جائے اور پھر موقع دیکھ کر باقی سیکرٹ سروس کا بھی خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ اوور" —— سردار احمد جان نے کہا۔

" یہ کام بھول کر بھی نہ کرنا —— جو کچھ کرنا اکٹھا ہی کرنا —— اگر عمران اتنی آسانی سے مرنے والوں میں سے ہوتا تو نجانے اب تک کتنی بار مر چکا ہوتا۔ اوور" —— چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن چیف ! —— موجودہ سیکرٹ سروس کے خاتمے سے روسیاہ کو کیا فائدہ پہنچے گا —— حکومت پاکیشیا دوسری ٹیم بنا دے گی۔ اوور" —— سردار احمد جان نے کہا۔

" ایسی ٹیم شاید صدیوں میں بھی دوبارہ نہ بن سکے۔ بس اتنا ہی کہنا کافی ہے —— اوکے —— میں ایم کو کال کر کے واپس بلا لیتا ہوں۔ اب تم خود مختار ہو —— ایس۔ ایس مشن کو جس طرح چاہو مکمل کرو لیکن اتنا تو تم اچھی طرح جانتے ہو گے کہ ایس۔ وی میں ناکامی کے لفظ کے کیا معنی ہوتے ہیں۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اوور اینڈ آل" —— دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا اور سردار احمد جان نے سر ہلاتے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کیا اور پھر میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" ربانی بول رہا ہوں" —— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ربانی کی آواز سنائی دی۔

" سردار احمد جان بول رہا ہوں" —— سردار احمد جان نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

" باس ! —— میں نے آپ کو بتایا تھا کہ آپ کی نگرانی ہو رہی ہے" —— ربانی نے بھنچی بھنچی آواز میں کہا۔

" مجھے معلوم ہے —— تم فکر نہ کرو۔ میں سپیشل روم سے بول رہا ہوں۔ اور ٹی۔ بی ٹی مشین بھی آن ہے۔ اس لئے آواز چیک نہیں ہو سکتی —— کھل کر بات کرو" —— سردار احمد جان نے اسی لہجے میں کہا۔

" اوہ —— پھر ٹھیک ہے باس ! —— ویسے آپ کی کوٹھی کے گرد صفدر اپنے دو ساتھیوں سمیت موجود ہے۔ ایک آدمی جس کا نام تنویر ہے وہ عقب میں ہے —— جبکہ نعمانی نام کا آدمی سامنے کے رخ پر ہے اور صفدر خود کچھ دور ہٹ کر ایک نو تعمیر شدہ کوٹھی کے اندر موجود ہے —— انہوں نے ایک مخصوص گن کے ذریعے کوئی سرخ رنگ کا کیپسول آپ کی کوٹھی کے اندر پھینکا تھا" —— ربانی نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے —— سنو ! میرا چیف سے تفصیلی بات ہو گئی ہے۔ ایم کو واپس بلا لیا گیا ہے اور اب ایس۔ ایس مشن کا میں مکمل سربراہ بن گیا ہوں —— اس کے ساتھ ہی لائن آف ایکشن بھی تبدیل کر دی گئی

ہے ۔ عامر سہیل کو فوراً سکرین آف ہونے کا حکم دے دو ——— میں بھی بطور سردار احمد جان یہاں سے باقاعدہ جا رہا ہوں ۔ اس کے بعد واپس تمہارے ہیڈ کوارٹر میں سپیشل میک اپ میں پہنچ جاؤں گا ——— میری واپسی تک تم نے مزید جتنے بھی سیکرٹ سروس کے ممبران ٹریس ہو سکتے ہوں کرنے ہیں اور اس ہیڈ کوارٹر عمارت میں چیکنگ مشین پہنچانی ہے تاکہ اندر موجود حفاظتی سسٹم کے بارے میں ہمیں تفصیلی معلومات حاصل ہو سکیں ——— میں واپس آ کر فل ایکشن کروں گا کیونکہ اب ایس ایس مشن کو یہیں دارالحکومت میں ہی مکمل کرنے کے احکامات چیف نے دے دیئے ہیں " ——— سردار احمد جان نے کہا ۔

" ٹھیک ہے باس ! ——— مشن جب یہاں آسانی سے مکمل ہو سکتا ہے تو پھر مزید ڈھیل دینے کی کیا ضرورت ہے " ——— ربانی نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" اب اس مشن کی کامیابی یا ناکامی کا انحصار صرف تمہاری اور تمہارے گروپ کی کارکردگی پر ہے ——— اور تم یہ بات تو اچھی طرح جانتے ہی ہو گے کہ ناکامی کا مطلب ایس ۔ وی میں کیا ہوتا ہے " ——— سردار احمد جان نے کہا ۔

" میں سمجھتا ہوں باس ! ——— آپ بے فکر رہیں " ——— دوسری طرف سے ربانی نے کہا ۔

" سنو ! ——— میری واپسی تک تم نے صرف نگرانی کرنی ہے ۔ کوئی مداخلت کسی طرح بھی نہ کرنا جس سے سیکرٹ سروس کو معمولی سا شک بھی پڑے ——— انتہائی احتیاط سے کام کرنا ——— اور سنو ! ——— تھوڑی دیر بعد تم نے مجھے فون کر کے بابا جان کی طبیعت زیادہ خراب ہونے کی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اطلاع دینی ہے ۔ سمجھ گئے ہو " ——— سردار احمد جان نے کہا ۔

" یس باس ! ——— سمجھ گیا ہوں " ——— ربانی نے جواب دیا اور سردار احمد جان نے ——— او کے ——— کہہ کر رسیور رکھا اور پھر ٹرانسمیٹر کو اٹھا کر دراز میں ڈالنے کے بعد وہ اٹھا اور مشین کی طرف بڑھ گیا ۔ اس نے مشین کو آف کیا اور واپس اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جس پر سیاہ فولادی چادر چڑھی ہوئی تھی ۔ اس نے سوئچ پینل کا بٹن دبایا تو سیاہ فولادی چادر واپس چھت میں غائب ہو گئی ۔ اب دروازہ نظر آنے لگ گیا تھا ۔ سردار احمد جان نے دروازہ کھولا اور سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر کھلے حصے سے نکل کر کمرے میں پہنچ گیا ۔ دیوار کی جڑ میں پیر مار کر اس نے فرش کا کھلا حصہ برابر کیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جدھر سے اٹھ کر وہ ادھر آیا تھا ۔ ابھی اس کمرے میں پہنچے اسے چند ہی لمحے ہوئے تھے کہ میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور سردار احمد جان نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا ۔

" سردار احمد جان بول رہا ہوں " ——— سردار احمد جان نے انتہائی بارعب لہجے میں کہا ۔

" شیر خان بول رہا ہوں سردار ——— بڑے سردار صاحب کی طبیعت اچانک بے حد خراب ہو گئی ہے ۔ آپ فوراً پہنچیں " ——— دوسری طرف سے ایک گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی ۔

" اوہ ——— اچھا اچھا ——— میں آ رہا ہوں ۔ زیادہ خراب تو نہیں ہے " ——— سردار احمد جان نے گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا ۔

" یس سردار ——— آپ فوراً پہنچنے کی کریں باقی اللہ کو جو منظور ہو گا " ———

دوسری طرف سے کہا گیا اور سردار احمد جان نے رسیور رکھا اور پھر جلدی سے میز پر رکھی ہوئی الیکٹرک بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

"جی سردار" — کمرے کا دروازہ کھلنے کے بعد ایک نوجوان نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"بابر کو کہو کہ جلدی جیپ تیار کرے۔ بابا جان کی طبیعت اچانک بگڑ گئی ہے اور ہمیں سارے کام چھوڑ کر فوراً جانا ہے — اور سنو! رستم کو میرے پاس بھیج دو — جلدی" — سردار احمد جان نے کرسی سے اٹھتے ہوئے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"جی سردار" — نوجوان نے کہا اور جلدی سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔

"جی سردار" — ادھیڑ عمر آدمی نے ادب سے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"رستم خان! — شیر خان کا ابھی فون آیا ہے کہ بابا جی کی طبیعت اچانک بگڑ گئی ہے اس لئے ہمیں فوراً واپس جانا ہے۔ تم کوٹھی کا خیال رکھنا اور اگر وہ عمران صاحب دوبارہ آئیں یا ان کا فون آئے یا کسی اور کا آئے تو انہیں بتا دینا کہ ہمیں کیوں فوراً واپس جانا پڑ گیا ہے — جیسے ہی بابا جان کی طبیعت ٹھیک ہو گی ہم واپس آ جائیں گے" — سردار احمد جان نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"جی سردار — حکم کی تعمیل ہو گی" — رستم خان نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"جاؤ اور جیسے ہی جیپ تیار ہو، مجھے اطلاع دو — میں اس دوران لباس بدل لوں" — سردار احمد جان نے کہا اور تیزی سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

صفدر اپنے فلیٹ میں بیٹھا ٹیلیویژن پر ایک دستاویزی فلم دیکھنے میں مصروف تھا۔ اسے دستاویزی فلمیں بے حد پسند تھیں اس لئے اس کے پاس پوری دنیا میں بنی ہوئی وڈیو دستاویزی فلموں کا خاصا بڑا ذخیرہ موجود تھا اور وہ جب بھی فارغ ہوتا تو یا تو کوئی نئی خریدی ہوئی دستاویزی فلم دیکھنے لگتا یا اپنی وڈیو لائبریری سے کوئی فلم نکال لیتا تھا۔ اس وقت جو فلم چل رہی تھی وہ برفانی انسان پر بنائی گئی ایک دستاویزی فلم تھی۔ اس فلم میں ایسے شواہد اکٹھے کئے گئے تھے جس سے یہ بات ثابت ہوتی تھی کہ دنیا میں کہیں نہ کہیں برفانی انسان کا وجود بہرحال موجود ہے۔ گو آج تک کوئی برفانی انسان مکمل وجود کی صورت میں سامنے نہ آیا تھا لیکن برف میں اس کے پیروں کے نشانات اور اس کی جھلکیوں کی بنا پر یہ فلم بنائی گئی تھی۔ فلم چونکہ خاصی دلچسپ اور تجسس انگیز تھی اس لئے صفدر آرام کرسی پر بیٹھا اسے دیکھنے میں پوری طرح مگن

تھا کہ اچانک کال بیل کی آواز سنائی دی اور صفدر بے اختیار چونک پڑا۔ دوسرے لمحے وہ اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کون ہے"۔۔۔ صفدر نے دروازے کی چٹخنی کھولنے سے پہلے حسب عادت پوچھا۔

"سس ۔۔۔ سس ۔۔۔ صدر صاحب کا فلیٹ یہی ہے"۔۔۔؟ دوسری طرف سے عمران کی بڑی سہمی ہوئی سی آواز سنائی دی اور صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر چٹخنی کھولی اور پھر دروازہ کھول دیا۔

"اگر صدر جیسے بڑے عہدیدار ایسے ہی فلیٹوں میں رہنے لگ جائیں تو ملک کی قسمت نہ بدل جاتے"۔۔۔ صفدر نے ایک طرف ہٹتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ملک کی قسمت صرف رہنے سے نہیں بدل سکتی ۔۔۔ محنت اور کام سے بدلتی ہے ۔۔۔ اگر تمہاری بجائے صدر مملکت بھی فلیٹ میں بیٹھ کر ٹی۔ وی دیکھتے رہیں تو قسمت نے واقعی بدل جانا ہے لیکن یہ تبدیلی زوال کی طرف ہی ہوگی ۔۔۔ ترقی کی طرف نہیں ہو سکتی"۔۔۔ عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ سامنے ڈرائینگ روم کے کونے میں پڑا چلتا ہوا ٹی۔ وی یہاں سے دکھائی دے رہا تھا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"صدر کے پاس تو ظاہر ہے کام ہوگا ۔۔۔ ہم تو آجکل مکمل طور پر بیکار ہیں"۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ۔۔۔ برفانی انسان والی فلم دیکھ رہے ہو ۔۔۔ واہ! آگ کے انسان

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کو واقعی برفانی نظارہ ہی اچھا لگتا ہے ۔۔۔ ٹھنڈک نہ سہی ٹھنڈک کا احساس ہی سہی"۔۔۔ عمران نے ڈرائینگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"آگ کا انسان ۔۔۔ کیا مطلب! ۔۔۔ انسان تو مٹی سے بنا ہوا ہے آگ سے تو شیطان بنا ہے"۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چلو اگر تم نے غلطی درست کر ہی لی ہے تو ایسے ہی سہی ۔۔۔ میں تو اس لئے کہہ رہا تھا کہ یہاں پاکیشیا میں جس قدر گرمی پڑتی ہے یہاں کے رہنے والے کو آگ کا انسان بھی کہا جا سکتا ہے ۔۔۔ بہرحال اپنے متعلق تم بہتر جان سکتے ہو"۔۔۔ عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو صفدر بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔ کیونکہ عمران نے بڑے خوبصورت انداز میں اس کے اپنے فقرے کے مطابق اسے شیطان بنا دیا تھا۔ بہرحال صفدر نے ٹی۔ وی بند کر دیا۔ ظاہر ہے عمران کی موجودگی میں کسی دوسری دلچسپی سے لطف لینے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔

"آج ادھر کیسے بھول پڑے آپ"۔۔۔ صفدر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"بر دکھاوے کے لئے جا رہا تھا ۔۔۔ میں نے سوچا کہ چلو شہ بالا کو بھی ساتھ لے لیا جائے"۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"بر دکھاوے کے لئے ۔۔۔ اوہ سمجھ گیا ۔۔۔ مطلب ہے کہ آپ جولیا کے فلیٹ پر جا رہے تھے"۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بس یہی تمہاری سمجھ جانے والی خصوصیت ایسی ہے کہ تم سکہ بند قسم کے شہ بالا بن سکتے ہو"۔۔۔ عمران نے کہا اور صفدر ایک بار پھر

ہنس پڑا۔

"لیکن عمران صاحب! — جولیا کے فلیٹ میں جاتے ہوئے آپ کو میرا سہارا لینے کی کیا ضرورت پیش آگئی تھی" — صفدر نے جان بوجھ کر بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم تو ہے کہ پاکیشیا میں اب اسلامی قانون نافذ ہو چکا ہے اور جولیا بہرحال نامحرم ہے — اس لئے اکیلے اس کے فلیٹ میں جانا قانون کی نگاہ میں مشکوک بھی ہو سکتا ہے" — عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"تو آپ یہ "نا" ہٹا کیوں نہیں دیتے" — صفدر نے پوری طرح لطف لیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ اس فلیٹ سے جولیا کو ہٹا کر پھر وہاں جاؤں"۔ عمران نے سوالیہ لہجے میں کہا۔

"ارے — کمال ہے — آپ جیسا آدمی بھی میری بات نہیں سمجھ سکا۔ آپ نے کہا ہے کہ جولیا نامحرم ہے اس لئے آپ وہاں اکیلے نہیں جانا چاہتے — اس لئے میں نے کہا ہے کہ آپ "نا" ہٹا دیں اور جولیا کو محرم بنا لیں — پھر تو کوئی پابندی نہ ہو گی" — صفدر نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"یعنی تمہارا مطلب ہے کہ ذرا سی جو امید باقی رہ گئی ہے اس کا بھی خاتمہ بالخیر ہو جائے" — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"امید کا خاتمہ بالخیر — کیا مطلب" — ؟ اس بار صفدر چونک پڑا۔

"ظاہر ہے "نا" کی وجہ سے ہی تو سارا اسکوپ تھا "نا" ہٹ گیا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

تو سکوپ ختم — نامحرم کا مطلب ہوتا ہے جس سے شادی ہو سکتی ہو۔ اور محرم وہ ہوتا ہے جس سے شادی ہو ہی نہ سکتی ہو — جیسے ماں بہن، بیٹی وغیرہ — اب مجھے یہ تو معلوم نہ تھا کہ تم اس قدر عالم فاضل آدمی ہو گئے اس لئے میں نے تو "نا" کا سیدھا سادہ مطلب لیا تھا کہ مشہور مثال ہے کہ وہ سیاست دان ہی نہیں جو "ہاں" نہ کہے اور وہ عورت ہی نہیں جو "نا" نہ کہے — اور ظاہر ہے جولیا عورت ہے اس لئے میں سمجھا کہ "نا" ہٹا دینے کا مطلب ہے کہ جولیا کو فلیٹ سے ہٹا دیا جائے" — عمران نے اس طرح وضاحت کرتے ہوئے کہا جیسے استاد بچوں کو سبق پڑھاتے ہیں اور صفدر کے چہرے پر گہری ندامت کے آثار پھیلتے چلے گئے۔

"ویری سوری عمران صاحب! — میں نے آج تک ان الفاظ کے اصل معنوں پر کبھی غور ہی نہ کیا تھا — میں تو سمجھا تھا کہ "نا" ہٹنے کا مطلب ہے کہ آپ جولیا سے شادی کر لیں — اب مجھے کیا معلوم تھا کہ محرم کا مطلب دوسرا ہوتا ہے" — صفدر نے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ اس کی آنکھوں میں بے اختیار چمک ابھر آئی تھی۔

"واہ! — کیا خوبصورت لفظ بولا ہے تم نے "شادی" — جی چاہتا ہے تمہارا منہ چوم لوں لیکن تمہارے منہ پر موجود مونچھوں کا برش ذرا ہارڈ قسم کا ہے اس لئے مجبوری ہے — میں تو تمہارے مشورے پر عملدرآمد کے لئے تیار ہوں — بزرگ کہتے ہیں نیک مشورے پر فوری عملدرآمد کرنا چاہیئے لیکن اب کیا کروں یکطرفہ ٹریفک والا مسئلہ ہے" — عمران نے مسکراتے

ہوتے کہا اور صفدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"آپ کم از کم میرے سامنے تو یہ بات نہ کیا کریں ـــــ آپ بھی اپنے متعلق مس جولیا کے جذبات اچھی طرح جانتے ہیں اس کے باوجود ـــــ اب میں کیا کہوں" ـــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم سب کچھ کہہ سکتے ہو ـــــ شہ بالا کو حق ہوتا ہے ہر بات کہنے کا ـــــ لیکن ایک مسئلہ اور بھی ہے کہ شہ بالا عام طور پر شادی شدہ ہوتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ پہلے تمہارا نمبر آئے گا پھر ہی تم شہ بالا بن سکو گے ـــــ چلو مسئلہ ختم ـــــ نہ ہی چیف نے تمہارا نمبر لگنے دینا ہے اور نہ تم نے شہ بالا بننا ہے" ـــــ عمران نے بڑے مایوس سے لہجے میں کہا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"ٹالنے کے لئے آپ واقعی انتہائی خوبصورت جواز پیدا کر ہی لیتے ہیں ـــــ بہرحال آپ بیٹھیں۔ میں آپ کے لئے چائے بناتا ہوں" ـــــ صفدر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران کے سر ہلانے پر وہ تیزی سے سائیڈ میں موجود کچن کی طرف بڑھ گیا۔

عمران نے میز پر رکھا ہوا ایک رسالہ اٹھایا اور اسے دیکھنے لگا لیکن پھر اسے رکھ کر وہ اٹھا اور ایک سائیڈ میں موجود کتابوں کے ریک کی طرف بڑھ گیا۔ وہ چونکہ ذہنی طور پر فارغ تھا اس لئے اس نے سوچا کہ شاید صفدر کی ذاتی لائبریری سے کوئی اچھی سی کتاب مل جائے تو وہ اسے پڑھنے کے لئے ساتھ لے جائے گا۔ پھر اس نے ایک کتاب پسند کی اور اسے کھینچ کر وہ واپس کرسی کی طرف مڑا ہی تھا کہ یکلخت چونک پڑا دوسرے لمحے وہ تیزی سے ریک کی طرف گھوما اور غور سے اس خالی جگہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کو دیکھنے لگا جہاں سے اس نے کتاب کھینچی تھی۔ پھر اس نے پھرتی سے دائیں طرف والی کتاب کو بھی اٹھا لیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا۔

"یہ تو بک ربن ہے ـــ میں سمجھا نجانے کیا چیز ہے" ـــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا کیونکہ پہلی کتاب نکالتے وقت اسے سرخ رنگ کے ربن کے سرے کی جھلک ساتھ والی کتاب سے نکلی ہوئی دکھائی دی تھی۔ اور اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی ڈائنامیٹ کا فلیتہ ہو۔ اس لئے عمران چونکا تھا۔ لیکن اب ساتھ والی کتاب نکالنے سے اسے معلوم ہو گیا تھا کہ جسے وہ ڈائنامیٹ کا فلیتہ سمجھا تھا وہ دراصل کتاب کے اندر نشانی رکھنے کے لئے لگائے جانے والا ربن ہے جو کتاب سے نکل کر ریک کے تختے پر گر گیا تھا اور اس کے اوپر کتاب آ گئی۔ اس کا دوسرا سرا تختے کی درمیانی جھری میں ڈھلکا ہوا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر وہ ربن اٹھایا تاکہ اسے کتاب کے اندر رکھ دے لیکن جیسے ہی وہ ربن کو اٹھانے لگا اس کا دوسرا سرا ریک کی پشت اور تختے کی درمیانی جھری میں پھنس گیا۔

"کیا مطلب" ـــــ عمران نے حیرت بھرے انداز میں سوچا اور پھر اس نے جھک کر تختے کے نیچے سے اس کے دوسرے سرے کو دیکھا ہی تھا کہ بے اختیار اچھل پڑا۔ دوسرے لمحے اس نے ربن کو چھوڑ کر تختے کے نچلے حصے میں ہاتھ ڈالا اور پھر جیسے ہی اس کا ہاتھ باہر آیا اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں کیونکہ ربن کے دوسرے سرے پر ایک انتہائی جدید ڈکٹا فون بٹن بندھا ہوا تھا۔ عمران اسے غور سے دیکھتا رہا۔ ویسے اس کی آنکھوں میں اب بھی شدید ترین حیرت موجود تھی۔ دوسرے لمحے اس نے

جلدی سے اُسے دوبارہ بالکل پہلے کی طرح رکھ دیا اور پھر کتابوں کو واپس رکھ کر وہ کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔

اسی لمحے صفدر چائے کے دو کپ اٹھائے ڈرائینگ روم میں داخل ہوا۔

"کیا ہوا۔ آپ کچھ پریشان سے دکھائی دے رہے ہیں" ——— صفدر نے عمران کے چہرے پر چھائی ہوئی سنجیدگی اور سوچ کو مارک کرتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"بس اچانک خیال آگیا ہے کہ تمہیں شہ بالا بنانے کے چکر میں کہیں میں ساری عمر کنوارہ ہی نہ رہ جاؤں۔ اس لئے سوچ رہا تھا کہ کسے شہ بالا بنایا جائے ——— لیکن سوائے سوپر فیاض کے اور کوئی ایسا آدمی ہی نہیں جو شادی شدہ ہو۔ اور سوپر فیاض کو تم جانتے ہو۔ وہ شہ بالا بننے کی بجائے خود دولہا بننے کے لئے تیار ہو جائے گا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ نے خود ہی کوشش نہیں کی ——— چلیئے سیکرٹ سروس کے ممبران کا مسئلہ تو چیف کی اجازت پر منحصر ہے مگر ٹائیگر تو سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں ہے ——— اسی طرح سلیمان ہے ——— جوزف ہے ——— جوانا ہے ——— کسی ایک کی شادی کرا دیجئے۔ بس شہ بالا تیار" ——— صفدر نے کرسی پر بیٹھ کر چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"اصل میں میری قسمت میں کوئی گڑبڑ ہے ——— مجھے جو بھی ملتا ہے عورت بیزار ہی ملتا ہے ——— ٹائیگر صاحب کو بلڈ ریز مشن کے دوران ایک محترمہ ساگوری نے پسند کر لیا تھا لیکن ٹائیگر صاحب خالص خونخوار قسم کے ٹائیگر ثابت ہوئے ——— جوزف تو عورت کا تصور کرتے ہی کانپنے لگ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

جاتا ہے۔ اُسے فوراً ہی شیکا کی جھیل کے کنارے پر ناچنے والی وہ عورتیں یاد آجاتی ہیں جو مردوں کا خون چوستی ہیں ——— اور جہاں تک جوانا کا تعلق ہے اُسے شادی کرنے سے زیادہ عورتوں کی گردنیں توڑنے میں لطف آتا ہے ——— اور رہ گیا سلیمان ——— تو وہ واقعی تیار ہے لیکن یہاں میری مفلسی آڑے آجاتی ہے۔ اس کی سابقہ تنخواہیں اور بونس کی ادائیگی ہو تو اس کا کام بنے ——— اب مفت میں تو شادی ہونے سے رہی"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور صفدر ایک بار پھر کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"پھر تو واقعی آپ کو طویل انتظار کرنا پڑے گا" ——— صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں ——— اتنا مایوس ہونے کی بھی ضرورت نہیں ہے ——— بس کوئی ایسی محترمہ مل جانے دو جو تمہارے چیف کو کنٹرول کر سکے۔ بس پھر دیکھنا باجماعت شادیاں ہوں گی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا ہوا ——— کہاں چل دیئے آپ" ——— ؟ صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جو ینده یا بنده ——— یعنی جو تلاش کرتا ہے اسی کو ملتا ہے۔ اس لئے چیف کی ہونے والی بیگم کو تلاش کرنے جا رہا ہوں ——— دعا کرنا، اپنے لئے بھی اور میرے لئے بھی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا اور صفدر ہنستا ہوا اٹھا اور اس نے عمران کے جانے کے بعد دروازہ لاک کیا اور واپس ڈرائینگ روم میں آکر اس نے ٹی۔ وی دوبارہ آن کر دیا اور کرسی پر بیٹھ کر ایک بار پھر

فلم دیکھنے میں مصروف ہوگیا۔ کافی دیر بعد فلم ختم ہوئی تو اس نے اٹھ کر وی سی آر کے ساتھ ساتھ ٹی۔وی بھی آف کیا ہی تھا کہ میز پر پڑے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ وہ تیزی سے مڑا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"صفدر سپیکنگ" ——— صفدر نے کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں صفدر ——— چیف نے ایمرجنسی آرڈر دیا ہے"۔ دوسری طرف سے جولیا کی سپاٹ آواز سنائی دی۔

"ایمرجنسی آرڈر" ——— صفدر نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں — چیف کے دوسرے آرڈر تک ایمرجنسی آرڈر جاری رہے گا ——— انتہائی محتاط رہنا" ——— جولیا نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا۔ صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ ایمرجنسی آرڈر ایک خاص کوڈ تھا اور صفدر اس کوڈ کے معنی اچھی طرح جانتا تھا۔ ایمرجنسی آرڈر کا مطلب تھا کہ فلیٹ چھوڑ کر متبادل رہائش گاہ پر شفٹنگ۔ نام بھی تبدیل اور میک اپ بھی کرنا ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی انتہائی احتیاط کا مطلب تھا کہ نگرانی سے ہوشیار رہا جائے۔ لیکن وہ یہ سوچ رہا تھا کہ آخر اچانک ایمرجنسی آرڈر نافذ ہونے کا مقصد کیا ہے۔ بہرحال وہ تیزی سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ لباس بدلنے کے ساتھ ساتھ میک اپ بھی کر لے اور پھر فلیٹ کے خفیہ دروازے سے نکل کر نگرانی کا خیال رکھتے ہوئے متبادل رہائش گاہ پر پہنچ جائے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سیاہ رنگ کی کار تیزی سے مڑ کر ایک شاندار کوٹھی کے گیٹ پر رک گئی اور ڈرائیور نے جو ایک مقامی آدمی تھا نیچے اتر کر ستون پر لگی ہوئی کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے سائیڈ پھاٹک کھلا اور ایک مقامی نوجوان باہر آگیا۔

"ایس۔ وی۔ بھری" ——— مقامی آدمی نے آہستہ سے آنے والے سے کہا تو وہ تیزی سے مڑا اور دوبارہ سائیڈ پھاٹک سے اندر داخل ہوگیا جبکہ وہ مقامی آدمی واپس ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے بڑا پھاٹک کھلا اور کار تیزی سے چلتی ہوئی اندر داخل ہوگئی۔ پورچ میں دو کاریں پہلے سے موجود تھیں۔ سیاہ رنگ کی کار بھی ان کے عقب میں جا کر رک گئی۔ برآمدے میں دو آدمی بڑے چوکنا انداز میں کھڑے تھے۔

"ایس۔ وی۔ بھری" ——— کار سے اترنے والے نے اونچی آواز میں کہا۔ تو ان دونوں نے بے اختیار بوکھلاہٹ بھرے انداز میں اسے سلام کیا اور تیزی سے اس کی طرف بڑھے۔

"ربانی کہاں ہے" ___ آنے والے نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"باس آپریشن رُوم میں ہیں" ___ ان میں سے ایک نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور آنے والا سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ درمیانی راہداری سے گذر کر وہ آخر میں موجود سیڑھیاں اترتا ہوا ایک بند دروازے پر پہنچا جس پر سُرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔

"ربانی! ___ دروازہ کھولو ___ میں سردار احمد جان ہوں" ___ آنے والے نے سائیڈ پر لگے ہوئے ایک بٹن کو پریس کرتے ہوئے سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا تو دوسرے لمحے دروازے کے اوپر جلتا ہوا سُرخ بلب بجھ گیا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ آٹومیٹک انداز میں کھلتا چلا گیا۔ سردار احمد جان جو مقامی میک اپ میں تھا آگے بڑھا۔ یہ ایک بڑا ہال کمرہ تھا جس میں دیواروں کے ساتھ مختلف قسم کی مشینیں نصب تھیں اور ہر مشین کے سامنے ایک آدمی موجود تھا۔ ایک سائیڈ پر شیشے کا بنا ہوا ایک کیبن تھا۔ اسی لمحے کیبن کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان باہر آ گیا۔

"آپ آ گئے باس" ___ نوجوان نے جو ربانی تھا سپاٹ سے لہجے میں کہا۔

"ہاں! ___ مگر کیا بات ہے تمہارے چہرے پر بارہ کیوں بج رہے ہیں" سردار احمد جان نے چونک کر کہا۔

"باس! ___ کل دوپہر سے سیکرٹ سروس کے وہ تمام ممبران جو ہماری نظروں میں تھے اچانک اپنے فلیٹس سے چلے گئے ہیں اور ابھی تک ان کی واپسی نہیں ہوئی ___ اور باہر نگرانی پر موجود افراد کو بھی ان کے جانے کا علم نہیں ہوا ___ وہ خفیہ راستوں سے گئے ہیں کیونکہ ہمارے آدمی سامنے ہی موجود تھے" ___ ربانی نے سردار احمد جان کے ساتھ کیبن میں داخل

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب! ___ کہاں چلے گئے ہیں وہ" ___ سردار احمد جان نے اندر موجود ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس! ___ پہلے اس عورت جولیا کو فون کال آئی۔ ایکسٹو نے اس سے بات کی تھی۔ اس نے اس سے کہا کہ سب ممبرز کو اطلاع دے دو کہ تاحکم ثانی ایمرجنسی آرڈر جاری رہے گا ___ وہ سب انتہائی محتاط رہیں ___ اس جولیا نے پوچھا کہ یہ آرڈر اس کے لئے بھی ہے تو اس ایکسٹو نے "یس" کہا اور رابطہ ختم ہو گیا ___ جولیا نے باری باری سب کو کال کیا اور یہی آرڈر ان تک پہنچا دیا۔ اس نے سات کالیں کیں۔ جبکہ ہمیں صرف چار کا علم ہو سکا تھا ___ بہرحال وہ چاروں یہ فون کال ملنے کے بعد اچانک غائب ہو گئے۔ وہ جولیا بھی غائب ہے۔ ہم ابھی تک ان کی واپسی کا انتظار کر رہے ہیں لیکن فلیٹس کے دروازے اندر سے بند ہیں اور اندر مکمل خاموشی ہے" ___ ربانی نے کرسی پر بیٹھ کر پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"وہ ڈکٹا فون کام کر رہے ہیں" ___ سردار احمد جان نے ہونٹ چلتے ہوئے پوچھا۔

"یس باس! ___ وہ فلیٹس میں موجود بھی ہیں اور کام بھی کر رہے ہیں" ___ ربانی نے جواب دیا۔

"اس ہیڈ کوارٹر والی عمارت کو چیک کیا تھا تم نے" ___ سردار احمد جان نے پوچھا۔

"یس باس! ___ چیکنگ مشین نے اندر پہنچنے کے بعد کام ہی نہیں کیا۔

یوں لگتا ہے جیسے اندر کوئی ایسا خصوصی انتظام ہے کہ جو مشین بھی اس کے اندر پہنچتی ہے یکلخت کام کرنا چھوڑ دیتی ہے ـــــ پہلے بھی عمران کی کار جیسے ہی اس عمارت کے اندر گئی اس کے بمپر کے نیچے لگے ہوئے سپیشل انڈیکیٹر نے کام چھوڑ دیا اور اب بھی ایسا ہی ہوا ہے" ـــــ ربانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران تو نظروں میں ہے یا وہ بھی غائب ہو چکا ہے" ـــــ؟ سردار احمد جان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"وہ بھی غائب ہے ـــــ وہ صفدر کے فلیٹ پر گیا۔ وہاں پہلے وہ گپیں ہانکتے رہے اس کے بعد وہ فلیٹ سے گیا۔ ہمارے آدمی اس کی نگرانی کر رہے تھے لیکن ایک سڑک کا موڑ مڑنے کے بعد اس کی کار اچانک غائب ہو گئی۔ یوں لگتا ہے جیسے کار کو آسمان کھا گیا ہو یا زمین نگل گئی ـــــ اس ساری سڑک کی چیکنگ کر لی گئی ہے لیکن کوئی پتہ نہیں چل سکا اور نہ ہی وہ فلیٹ میں واپس آیا ہے۔ اب میں اس کے فلیٹ کی نگرانی کرا رہا ہوں" ـــــ ربانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان سب لوگوں کا اس طرح اچانک غائب ہو جانے کا مطلب تو یہی ہو سکتا ہے کہ انہیں یہ معلوم ہو گیا ہے کہ سیکرٹ سروس کے ممبروں اور ان کی رہائش گاہوں کی نگرانی ہو رہی ہے اور ہو سکتا ہے کہ کسی فلیٹ میں موجود ڈکٹا فون ان کی نظروں میں آگیا ہو" ـــــ سردار احمد جان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسی بات ہوتی باس! ـــــ تو پھر کم از کم وہ ڈکٹا فون تو ضرور آف کر دیا جاتا۔ جب کہ سارے ڈکٹا فون باقاعدہ کام بھی کر رہے ہیں" ـــــ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ربانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــ اوہ ـــ ویری بیڈ ـــ ویری بیڈ ـــ ربانی! فوراً ان ڈکٹا فونز کا رابطہ ختم کر دو۔ ورنہ ویوز ڈیٹیکٹر کی مدد سے وہ ان ڈکٹا فونز کا ریسیونگ سنٹر تلاش کر کے یہاں ہمارے سروں پر آ کھڑے ہوں گے"۔ سردار احمد جان نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا اور ساتھ ہی ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوہ واقعی باس! ـــ لیکن اس طرح اگر وہ دوبارہ فلیٹس میں آگئے تو ہمیں معلوم ہی نہ ہو سکے گا" ـــ ربانی نے کہا۔

"صرف ایک ایک آدمی ان کے فلیٹس کے سامنے رکھ لو ـــ فوری طور پر یہ مشینی لنک بند کر دو ـــ جلدی کرو" ـــ سردار احمد جان نے کہا تو ربانی تیزی سے کیبن میں موجود ایک طویل و عریض مشین کی طرف بڑھ گیا اور اسے آپریٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پلٹا تو سامنے موجود مشین مکمل طور پر آف ہو چکی تھی۔ حالانکہ پہلے اس پر چھوٹے چھوٹے کئی بلب مسلسل جل بجھ رہے تھے۔

"عامر سہیل کا کیا ہوا" ـــ؟ سردار احمد جان نے پوچھا۔

"وہ ہیڈ کوارٹر میں موجود ہے۔ میک اپ ختم کر دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کا تمام سیٹ اپ بھی" ـــ ربانی نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ان لوگوں کے اچانک غائب ہو جانے کی وجہ سے ہم فوری طور پر روشنی سے اندھیرے میں داخل ہو گئے ہیں۔ لیکن بہرحال ہمیں ان کے حلیوں اور ان کی رہائش گاہوں کا علم ہو چکا ہے اور ان کے ہیڈ کوارٹر کا بھی ـــ اور اب ہمیں سب سے زیادہ اس

ہیڈکوارٹر پر توجہ کرنی چاہیئے ــــــ اگر ہم کسی طرح اس ہیڈکوارٹر کو کور کر لیں تو پھر یہ سارے ممبرز خود بخود ہماری گرفت میں آجائیں گے۔ چیکنگ مشین کے فیل ہو جانے کا مطلب ہے کہ اندر انتہائی جدید ترین سائنسی انتظامات موجود ہیں" ــــــ سردار احمد جان نے ایسے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا جیسے سامنے بیٹھے ہوئے ربانی کو کہنے کی بجائے اپنے آپ سے باتیں کر رہا ہو۔

" باس! ــــــ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں ایک بات کہوں" ــــــ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد ربانی نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا تو سردار احمد جان بے اختیار چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

" بات ــــ کونسی بات ــــ کیا کہنا چاہتے ہو تم" ــــــ؟ سردار احمد جان نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس کے تصور میں بھی یہ بات نہ آسکتی ہو کہ ربانی بھی کوئی بات کہہ سکتا ہے۔

" باس! ــــ ہماری پلاننگ بنیادی طور پر غلط ہے ــــ اس پلاننگ کے ساتھ ہم ایس۔ ایس مشن میں کسی صورت میں بھی کامیاب نہیں ہو سکتے" ــــــ ربانی نے کہا۔

" پلاننگ بنیادی طور پر غلط ہے ــــ کیا مطلب ــــ کھل کر بات کرو" ــــــ سردار احمد جان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" باس! ــــ ہمیں اس طرح چھپ کر کام کرنے کی بجائے کھل کر کام کرنا چاہیئے۔ اگر ہم کھل کر کام کرتے تو اب تک کم از کم سیکرٹ سروس کے چار ممبرز تو ہلاک ہو چکے ہوتے ــــــ لیکن ہم اس طرح چھپ کر کام کر رہے ہیں جیسے ہم سیکرٹ سروس کے مقابلے میں کوئی انتہائی کم تر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

درجے کی تنظیم سے متعلق ہوں" ــــــ ربانی نے جواب دیا۔

" تمہیں اصل حالات کا علم نہیں ہے۔ اصل مسئلہ اور ہے ــــــ مین پلاننگ یہ تھی کہ سیکرٹ سروس کو ایک مشن دے کر پہاڑی علاقوں میں لے جایا جائے اور پھر اس کا خاتمہ کر دیا جائے ــــــ اس کے بعد اس کے ہیڈکوارٹر پر ریڈ کیا جائے اور اسے تباہ و برباد کرنے کے ساتھ ساتھ وہاں سے فائل بھی حاصل کر لی جائے ــــــ اس طرح روسیاہ کے تین مشن بیک وقت مکمل ہو سکتے تھے ــــــ ایک تو موجودہ سیکرٹ سروس کا مکمل خاتمہ ــــ دوسرا سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر سے فائل کا حصول۔ اور تیسرا اور آخری مشن یہ کہ اس کے بعد روسیاہ ان آزاد پہاڑی علاقوں میں اپنا مخصوص جاسوسی سنٹر قائم کر سکے گا ــــــ تمہیں معلوم تو ہے کہ اس کے لئے ہمارے قبیلے کے ایک سو سے زائد نوجوانوں کو روسیاہ میں خفیہ طور پر باقاعدہ تربیت بھی دی جا رہی ہے۔ یہ سنٹر پہاڑوں کے اندر خفیہ ہوگا اور وہاں روسیاہ ایسے جدید ترین سائنسی آلات نصب کرے گا جس سے نہ صرف پاکیشیا، بہادرستان بلکہ ناگالینڈ۔ شوگران کے خاص خاص اڈے نظروں میں رہیں گے بلکہ اس سنٹر سے وہ فضا میں موجود ایکریمیا کے چیکنگ خلائی سیاروں کو بھی آسانی سے جام کر سکے گا ــــــ بہرحال یہ بہت بڑا منصوبہ ہے اور اس منصوبے کو ہمیشہ کے لئے محفوظ رکھنے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کیا جانا ضروری ہے ــــــ ہمیں اس لئے استعمال کیا گیا ہے کہ ہم کبھی پاکیشیا سیکرٹ سروس یا ایکریمین ایجنٹوں کے سامنے نہیں آتے ــــــ اور خاموش رہ کر کام کرنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ختم بھی ہو جائے اور کسی کو یہ علم ہی نہ ہو سکے کہ

اُسے کس نے ختم کیا ہے ــــ رُوسیاہ نے ــــ ایکریمیا نے ــــ کافرستان نے ــــ یا کس نے ــــ لیکن پھر میں اس نتیجے پر پہنچا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس پہاڑوں میں جانے کے لیے تیار نہیں۔ اس لئے میں نے چیف سے بات کی اور اس طرح ایم کو ہٹا لیا گیا اور میں بھی بظاہر پیچھے ہٹ گیا۔ اور اب ہم نے یہاں رہ کر ان کا خاتمہ کرنا ہے ــــ پلاننگ یہی تھی کہ جب تک ان کا سارا سیٹ اپ سامنے نہ آجائے، ہم لوگ ایکشن میں نہ آئیں ــــ آج تک پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک ممبر بھی کسی کے سامنے نہ آیا تھا لیکن چھان بین کے بعد اس کیپٹن شکیل کے متعلق معلوم ہوا کہ اُسے ملٹری انٹیلی جنس سے پاکیشیا سیکرٹ سروس میں ٹرانسفر کیا گیا ہے اس پر مزید کام کیا گیا تو وہ سامنے آگیا لیکن وہ بالکل اکیلا رہتا تھا اور انتہائی کم گو اور کم ملنے جلنے والا آدمی ہے ــــ چنانچہ عامر سہیل کو بطور اس کا بھتیجہ سامنے لایا گیا تاکہ عامر سہیل اس کے قریب رہ کر اس سے ملنے والوں میں سے سیکرٹ سروس کے ممبرز کو چیک کرے گا لیکن ہمارا یہ منصوبہ بھی فیل ہو گیا ــــ اس کیپٹن شکیل نے کوئی جذباتی ردعمل ہی ظاہر نہ کیا البتہ اس سے یہ فائدہ ہو گیا کہ اس نے سپیشل کارڈ صفدر کو دے دیا۔ اس طرح ہمیں یہ علم ہو گیا کہ صفدر بھی سیکرٹ سروس کا ممبر ہے اور اس کی وجہ سے دوسروں کا بھی علم ہو گیا ــــ عمران کے بارے میں ہم پہلے ہی جانتے تھے۔ بہرحال عمران کی وجہ سے ہمیں ہیڈ کوارٹر کا بھی علم ہو گیا ــــ لیکن ان سب کے اس طرح غائب ہو جانے کے بعد واقعی ہمیں نئے سرے سے پلاننگ کرنا ہو گی ــــ ایسی پلاننگ جس کی مدد سے ہمارے تمام مقاصد تیزی سے مکمل ہو سکیں" ــــ سردار

RAFREXO@HOTMAIL.COM

احمد جان نے پورے حالات کا تفصیلی تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

" میں تو اب بھی یہی کہتا ہوں باس! ــــ کہ ہمیں اب کھل کر سامنے آجانا چاہیئے ــــ ہیڈ کوارٹر پر ہم انتہائی طاقت ور بموں کی بارش کر دیں اس طرح وہاں موجود سائنسی نظام بھی خود بخود تہس نہس ہو کر رہ جائے گا" ــــ ربانی نے کہا۔

" احمق ہو تم ــــ زیادہ جوش نقصان کا باعث بنتا ہے۔ ہیڈ کوارٹر کی تباہی سے وہ ریڈ فائل بھی ختم ہو جائے گی جسے حاصل کرنا رُوسیاہ کے لئے انتہائی ضروری ہے ــــ ہمیں اسے اندر سے فتح کرنا ہو گا۔ تب ہی ہم کامیاب ہو سکتے ہیں" ــــ سردار احمد جان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" اوہ ۔ یس باس" ــــ ربانی نے قدرے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا۔

" تم اپنی تمام تر توجہ سیکرٹ سروس کے ممبران کی طرف رکھو ــــ میں نے رُوسیاہ سے اپنے سیکشن کے دس آدمی کال کر لئے ہیں وہ آج ہی ایک مخصوص اڈے پر پہنچنے والے ہیں۔ میں ان کے ساتھ ہیڈ کوارٹر پر کام کروں گا ــــ تمہارا اور میرا رابطہ صرف سپیشل ٹرانسمیٹر کے ذریعے ہو گا ــــ سمجھے" سردار احمد جان نے کہا۔

" کونسا اڈہ باس" ــــ ؟ ربانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہ نیا اڈہ ہے۔ تمہیں اس کا علم نہیں ہے اور نہ ہی ہونا چاہیئے تاکہ ایس وی۔ بھری سیکشن اور ربانی سیکشن کے درمیان کوئی تعلق کسی طرح بھی ثابت نہ ہو سکے ــــ تم صرف سپیشل ٹرانسمیٹر پر مجھے رپورٹیں دو گے اور میری ہدایات لے کر ان پر عمل کرو گے ــــ بہرحال سیکرٹ سروس کے ممبران کا خاتمہ تمہارے سیکشن کی ڈیوٹی ہے" ــــ سردار احمد جان نے

اُٹھ کر کھڑے ہوتے کہا۔

"یس باس" ___ ربانی نے بھی اٹھتے ہوتے کہا اور سردار احمد جان تیزی سے مڑا اور کیبن سے نکل کر ہال میں سے ہوتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے وہاں پہنچتے ہی دروازہ خود بخود کھل گیا اور سردار احمد جان سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر راہداری میں پہنچ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار اس کوٹھی سے نکل کر دوبارہ دارالحکومت کی سڑکوں پر دوڑتی ہوئی دارالحکومت کے جنوبی علاقے کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

دانش منزل کے آپریشن روم میں اس وقت بلیک زیرو اکیلا بیٹھا ہوا تھا لیکن وہ بار بار اس دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا جس دروازے سے دانش منزل کی لیبارٹری کو راستہ جاتا تھا۔ عمران کافی دیر سے لیبارٹری میں موجود تھا پھر اچانک وہ دروازہ کھلا اور عمران اندر داخل ہوا۔

"پتہ چل گیا عمران صاحب" ___؟ بلیک زیرو نے انتہائی اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے بھی اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"پتہ چل جاتا ___ لیکن اچانک وہ ڈکٹا فون آف ہو گیا۔ اس طرح سارا سلسلہ ہی ختم ہو گیا" ___ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا مطلب! ___ سلسلہ کیسے ختم ہو گیا" ___؟ بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ عمران کے بیٹھنے کے بعد کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

"ڈکٹا فون کو ویوز چیکنگ مشین سے لنک کیا اور پھر دارالحکومت کے

تفصیلی نقشے کو مشین میں مخصوص انداز میں ایڈجسٹ کرنے کے بعد جیسے ہی میں نے مشین آن کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا، ڈکٹا فون یکلخت آف ہو گیا ——— اس میں سے نکلنے والی مخصوص ویوز ہی ختم ہو گئیں۔ دوسرے لفظوں میں اس کے ریسیونگ سیٹ کو آف کر دیا گیا ہے۔ اس لئے اب اس ڈکٹا فون کی مدد سے ریسیونگ سیٹ کو ٹریس نہیں کیا جا سکتا" ——— عمران نے جواب دیا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ انہیں اس بات کا علم ہو گیا ہو کہ ڈکٹا فون سے چیکنگ کی جا رہی ہے اس لئے انہوں نے اسے آف کر دیا ہو ——— باقی ڈکٹا فون جو جولیا۔ کیپٹن شکیل، صدیقی اور نعمانی کی رہائش گاہوں سے ملے ہیں ان کو چیک کیا آپ نے" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"ظاہر ہے ——— لیکن وہ سب بیک وقت ہی آف کر دیئے گئے ہیں ——— چلو اس سے صفدر والے سے تو انہیں مشین ایڈجسٹمنٹ کے دوران کوئی آواز سنائی دے گئی ہو۔ حالانکہ میں نے اپنے طور پر تو بے حد احتیاط کی تھی لیکن باقی ڈکٹا فون تو میں نے ساؤنڈ پروف پیکنگ میں رکھے ہوئے تھے وہ کیوں آف کر دیئے گئے ہیں" ——— عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو کے بھینچے ہونٹ اور زیادہ بھینچ گئے۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے۔

"میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ اس بار سیکرٹ سروس کے خلاف کوئی انتہائی گہری اور خطرناک سازش ہو رہی ہے۔ پہلے آپ کی کار سے سپیشل انڈیکیٹر ملا جس کا آپ کو علم ہی نہ تھا ——— پھر صفدر کے فلیٹ سے یہ ڈکٹا فون سامنے آیا۔ اس کے بعد باقی چند ممبران کے فلیٹس سے بھی یہ برآمد ہوئے۔ اس

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کے ساتھ ساتھ دانش منزل میں انتہائی جدید چیکنگ مشین بھی پھینکی گئی۔ اگر دانش منزل کا خصوصی نظام آن نہ ہوتا تو پوری دانش منزل کو اس مشین کے ذریعے ٹریس کر لیا جاتا ——— یہ سب کچھ ہو بھی رہا ہے اور ہم ان ساری باتوں سے قطعی بے خبر ہیں۔ ہمیں کسی بات کا علم ہی نہیں کہ یہ کون لوگ ہیں اور کیوں ایسا ہو رہا ہے" ——— بلیک زیرو نے تیز تیز لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"اس بار معلوم ہوتا ہے کہ سیر کے مقابل سوا سیر آیا ہے ——— آج تک تو ہم ہی لوگوں کو حیران کرتے چلے آ رہے تھے ——— کوئی ایسا تو آیا جس نے ہمیں حیران تو کیا ششدر کر دیا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"واقعی ششدر ہونے والی بات ہے۔ یہ تصور ہی نہیں ہو سکتا تھا کہ سیکرٹ سروس کے ممبران کے فلیٹس میں باقاعدہ جدید ڈکٹا فون کام کر رہے ہیں اور نہ ہی ایکسٹو کو اس کا علم ہے اور نہ ہی سیکرٹ سروس کے ممبران کو" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"ایکسٹو کی عزت بچانے کے لئے تو مجھے صفدر کے فلیٹ میں نظر آنے والا ڈکٹا فون واپس رکھنا پڑا۔ ورنہ اس بار واقعی ہزار آنکھیں رکھنے والا ایکسٹو مکمل طور پر اندھا سمجھ لیا جاتا" ——— عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور بلیک زیرو کے ہونٹ اور زیادہ بھینچ گئے۔

"آپ ہنس رہے ہیں۔ جبکہ میرے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی ہیں"۔ بلیک زیرو سے نہ رہا گیا تو آخر کار وہ بول ہی پڑا۔ عمران نے بے اختیار قہقہہ مارا۔

"خوب ——— جب ہم کام کرتے ہیں تو مخالفوں کے ذہنوں میں بھی ایسی

ہی آندھیاں چلتی ہوں گی ـــــ لیکن اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب تک ہم واقعی مکمل اندھیرے میں تھے اور شکر کرو کہ تمہاری ٹیم بچ گئی ہے۔ نجانے انہوں نے کیا سوچ کر فائنل ایکشن نہیں کیا ورنہ مجھے خطرہ تھا کہ اس بار سیکرٹ سروس کو دفنانا ہی پڑتا" عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

"میرا خیال ہے اس بار رُوسیاہ کی کوئی خصوصی تنظیم ہمارے خلاف کام کر رہی ہے" ـــــ اچانک بلیک زیرو نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"رُوسیاہ کی تنظیم ـــــ یہ نتیجہ تم نے کیسے نکال لیا ـــــ کیا اس سردار احمد جان کی وجہ سے" ـــــ عمران نے چونک کر کہا۔

"ہاں! ـــــ اس کی یہاں آمد کے بعد ہی یہ پُراسرار سلسلہ شروع ہوا ہے ـــــ اور گو اس بات کی تصدیق ہو گئی ہے کہ وہ اصل سردار احمد جان ہے اور بڑے قبیلے کے سردار گل جان کی طبیعت بھی واقعی انتہائی خراب ہو گئی تھی اور سردار احمد جان بھی وہیں موجود ہے اور یہ کوٹھی بھی سردار احمد جان کے لئے مخصوص ہے لیکن ان سب باتوں کے باوجود میرا دل کہہ رہا ہے کہ وہ اس چکر میں لازماً ملوث ہے ـــــ وہ یقیناً روسیاہ کا ایجنٹ ہے" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

عمران نے جواب میں کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ میز پر موجود سپیشل ٹرانسمیٹر سے کال آنی شروع ہو گئی۔ عمران سمجھ گیا کہ کال ٹائیگر کی طرف سے ہی ہو گی کیونکہ سپیشل ٹرانسمیٹر پر عمران کی ذاتی فریکوئنسی ایڈجسٹ تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ـــ ہیلو ـــ ٹائیگر کالنگ باس۔ اوور" ـــــ ٹرانسمیٹر آن

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہوتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"یس ـــ عمران اٹنڈنگ یو" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"باس! ـــ میں نے اصل عامر سہیل کا کھوج نکال لیا ہے ـــــ وہ یہاں کے ایک بدمعاش روڈنی کی ذاتی قید میں ہے۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اصل عامر سہیل کا کیا مطلب! ـــــ میں سمجھا نہیں ـــــ یہ اصل اور نقل کا سلسلہ کہاں سے پیدا ہو گیا۔ اوور" ـــــ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس! ـــ انکوائری سے تو یہی پتہ چلا تھا کہ محکمہ رجسٹریشن کا آفیسر عامر سہیل محکمے سے طویل اور بغیر تنخواہ کے رخصت لے کر کہیں چلا گیا ہے اس کا گھر بھی بند ہے اور کسی کو بھی معلوم نہیں ہے کہ وہ کہاں چلا گیا ہے ـــــ لیکن ابھی تھوڑی دیر پہلے میں ڈریگون سپیشل کلب میں موجود تھا۔ یہ کلب روڈنی کی ملکیت ہے کہ باتوں باتوں میں اس کے اسسٹنٹ نے عامر سہیل کا ذکر کیا تو میں چونک پڑا ـــــ میں نے اس سے گھما پھرا کر پوچھا تو اتنا معلوم ہو گیا ہے کہ کوئی سرکاری ملازم جس کا نام عامر سہیل ہے، روڈنی کی ذاتی قید میں ہے اور کافی عرصہ سے ہے ـــــ میں نے اس کا حلیہ بھی معلوم کر لیا ہے۔ وہ بالکل عامر سہیل جیسا ہی ہے ـــــ اب اگر آپ کہیں تو میں روڈنی سے معلومات حاصل کر دوں۔ اوور" ـــــ ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"روڈنی کی ذاتی قید میں ہے ـــ کیا مطلب! ـــ اس روڈنی نے اُسے کیوں قید کیا ہوا ہے۔ اوور" ـــ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس! ـــ یہ کافی طویل عرصے سے قید ہے ـــ کیپٹن شکیل صاحب کو عامر سہیل کے ملنے سے بھی پہلے کا ـــ اسی لئے تو میں نے اصل عامر سہیل کے الفاظ کہے تھے۔ اوور" ـــ دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ ـــ تو یہ بات ہے ـــ ٹھیک ہے۔ میں خود آرہا ہوں۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے ـــ یہ روڈنی کہاں ہوگا۔ اوور" ـــ عمران نے پُرجوش لہجے میں پوچھا۔

"ڈریگون سپیشل کلب میں موجود ہے ـــ میں نے معلوم کر لیا ہے۔ اوور" ـــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"او کے ـــ تم زیرو میک اپ میں آنا ـــ میں بھی اسی میک اپ میں ہونگا ـــ اوور اینڈ آل" ـــ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ اہم کلیو ثابت ہوسکتا ہے بلیک زیرو ـــ اس لئے میں خود جا رہا ہوں ـــ ویسے تم پوری طرح ہوشیار رہنا۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اس چیکنگ مشین سے بھی زیادہ جدید کوئی اور حربہ استعمال کریں" ـــ عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور تیزی سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ عام سے میک اپ میں دانش منزل کی خصوصی کار لے کر اس کے خفیہ راستے سے نکل کر سڑک پر پہنچ گیا تھا۔ جب سے یہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سارا چکر چلا تھا اس نے اپنی کار دانش منزل میں ہی بند کر دی تھی اور دانش منزل کی خصوصی کار پر خفیہ راستے سے آجا رہا تھا تاکہ اگر کسی بھی طریقے سے دانش منزل کی یا اس کی اپنی چیکنگ ہو رہی ہو تو اسے چیک نہ کیا جاسکے۔

پندرہ منٹ کی تیز ڈرائیونگ کے بعد وہ ڈریگون سپیشل کلب تک پہنچ گیا۔ یہ ایک جدید انداز کی بنی ہوئی عمارت تھی جس کا بیرونی رخ بالکل کسی پگوڈے کے انداز میں بنایا گیا تھا۔ بظاہر تو یہ غیر ملکی کھانوں کا ریسٹورنٹ تھا لیکن اس کے نیچے بنے ہوئے تہہ خانوں میں نہ صرف ہر قسم کی منشیات ملتی تھی بلکہ وہاں اونچے پیمانے پر جوا بھی کھیلا جاتا تھا ـــ یہ معلومات اُسے اس کلب کے بارے میں پہلے سے معلوم تھیں لیکن چونکہ وہ ایسے معاملات پر توجہ نہ دیتا تھا اس لئے اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ اس کے مالک کا نام روڈنی ہے۔ کار ایک سائیڈ پر روک کر وہ نیچے اُترا اور پھر تیزی سے کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن وہاں اُسے ٹائیگر نظر نہ آیا۔ زیرو میک اپ ایک مخصوص میک اپ تھا اس لئے عمران نے اُسے زیرو میک اپ کا کہا تھا تاکہ وہ اُسے آسانی سے پہچان سکے اور ٹائیگر کو یہاں باہر ہی ہونا چاہیئے تھا۔

"ہوسکتا ہے وہ اندر ہو" ـــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کلب کے ہال میں داخل ہوگیا۔ لیکن وہاں داخل ہوتے ہی اُسے حیرت ہوئی کیونکہ ہال میں موجود افراد جو غیر ملکی کھانے کھانے میں مصروف تھے انتہائی اعلیٰ طبقے کے افراد تھے۔ ہال کا ماحول بھی شریفانہ اور سنجیدہ تھا جب کہ اس کا خیال تھا کہ یہاں جرائم پیشہ افراد کی کثرت ہوگی لیکن اب یہاں کا

ماحول دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ روڈنی نے کلب کی بظاہر حیثیت شریفانہ ہی رکھی ہوئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ خود بھی خاصا گہرا آدمی ہوگا۔

عمران تیز تیز قدم اٹھاتا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"مجھے روڈنی سے ملنا ہے"۔۔۔۔ اس نے کاؤنٹر پر کھڑی لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس ابھی دفتر سے اُٹھ کر کہیں گئے ہیں اور یہ معلوم نہیں کہ کہاں گئے ہیں اور کب واپس آئیں گے"۔۔۔۔ لڑکی نے انتہائی مہذبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے ساری بات ہی کہہ دی۔

"ان کی رہائش گاہ کہاں ہے۔۔۔۔ میں نے ان سے فوری اور لازماً ملنا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"پام ویو کالونی میں ان کی رہائش ہے۔۔۔۔ کوٹھی نمبر بارہ۔ اے بلاک لیکن وہ رہائش پر کسی سے ملنا پسند نہیں کرتے"۔۔۔۔ لڑکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔۔۔ تھینک یو"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ ابھی وہ دروازے کے قریب ہی پہنچا تھا کہ اس کی کلائی پر ضربیں لگنی شروع ہو گئیں۔ اس کا مطلب تھا کہ واچ ٹرانسمیٹر پر کال آنی شروع ہو گئی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے سے نکل کر اپنی کار کی طرف بڑھتا گیا۔

"ہیلو۔۔۔ ہیلو۔۔۔ ٹائیگر کالنگ۔ اوور"۔۔۔۔ کار میں بیٹھ کر اس نے جیسے ہی واچ ٹرانسمیٹر آن کر کے کان سے لگایا، ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"یس۔۔۔ عمران اٹینڈنگ یو۔ اوور"۔۔۔۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"باس۔۔۔ روڈنی آپ کے آنے سے پہلے کلب سے نکل گیا تھا۔ اس لئے مجھے اس کے پیچھے جانا پڑا۔۔۔۔ وہ اس وقت امپیریل کالونی کی ایک کوٹھی نمبر ایک سو ایک میں موجود ہے۔۔۔ کوٹھی کے باہر چیف انجینئر ڈویلپمنٹ اتھارٹی لطف اللہ خان کی نیم پلیٹ موجود ہے۔ اوور"۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔۔۔ میں وہیں آرہا ہوں۔۔۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے کار سٹارٹ کی اور دوسرے لمحے کار ایک بار پھر سڑک پر دوڑنے لگی۔ امپیریل کالونی وہاں سے زیادہ دور نہ تھی۔ اس لئے تھوڑی دیر بعد عمران امپیریل کالونی میں داخل ہو گیا۔ ایک سو ایک نمبر کوٹھی کالونی کے تقریباً آخر میں تھی اس لئے وہاں تک پہنچتے پہنچتے عمران کو دس منٹ مزید لگ گئے۔ کوٹھی کے سامنے سے گذر کر اس نے کچھ آگے جا کر کار روکی اور پھر دروازہ کھول کر جیسے ہی نیچے اترا، قریب ہی نوتعمیر عمارت کی ایک دیوار کے پیچھے سے ٹائیگر زیرو میک اپ میں باہر آگیا۔ چونکہ عمران کے پاس اس کی کار نہ تھی اس لئے ٹائیگر کار نہ پہچان سکا تھا اور جب عمران باہر آیا تب ہی وہ اُسے پہچان سکا۔

"کیا رپورٹ ہے"۔۔۔۔؟ عمران نے اس کے قریب آنے پر پوچھا۔

"وہ ابھی تک اندر ہے باس"۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور واپس کار کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ کوٹھی کا پھاٹک کھل رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس میں سے گہرے نیلے رنگ کی کار باہر نکلی جس کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک بھاری چہرے اور بڑی بڑی مونچھوں والا آدمی موجود تھا۔

"بھی روڈنی ہے باس" ـــــ ٹائیگر نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا
وہ دونوں اس طرح کار کے قریب کھڑے تھے جیسے راہ جاتے اچانک مل گئے ہوں۔ روڈنی نے بھی سرسری سی نظر ان کی طرف ڈالی لیکن پھر کار آگے بڑھ گئی۔

"تمہاری کار کہاں ہے" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"وہ تیسری گلی میں کھڑی ہے" ـــــ ٹائیگر نے کہا۔

"تم جاؤ اس کے پیچھے ـــــ میں اس کوٹھی کو چیک کروں گا" ـــــ عمران نے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا جہاں اس کی کار موجود تھی۔ عمران نے کار کی فرنٹ سیٹ کو اوپر اٹھایا اور اس کے نیچے بنے ہوئے باکس میں سے اس نے ایک عجیب سی ساخت کا پستول نکال کر ہاتھ میں لیا اور اس کے ساتھ ہی اندر موجود ایک ڈبے کو کھول کر اس میں سے اس نے ایک چھوٹا سا ڈکٹا فون کیپسول نکال کر اسے چارج کیا اور پھر اسے پستول کے میگزین میں ڈال کر اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ جب کسی کو خصوصی طور پر اپنی طرف متوجہ نہ پایا تو اس نے پستول کی نال کا رخ ڈاکٹر لطف اللہ کی کوٹھی کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ سٹک کی تیز آواز کے ساتھ ہی پستول کی نال سے وہ کیپسول نکل کر ہوا میں اڑتا ہوا کوٹھی کے پورچ کی چھت پر جا گرا اور عمران تیزی سے مڑا اور اس نے پستول کو سیٹ اٹھا کر واپس باکس میں ڈالا اور اس کے اندر سے ایک چھوٹا سا رسیونگ سیٹ نکال کر اس نے سیٹ بند کی اور پھر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے رسیونگ سیٹ کو ڈیش بورڈ کے اوپر رکھا اور کار چلا کر اسے آگے بڑھا لے گیا۔ ایک لمبا چکر کاٹ کر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

وہ اس کوٹھی کے قریب موجود درختوں کے ایک جھنڈ میں پہنچ کر رکا اور اس نے ڈیش بورڈ سے رسیونگ سیٹ اٹھا کر اس نے ایک بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے اس کے کانوں میں ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے کی ہلکی ہلکی آواز سنائی دی۔ یہ آواز اس رسیونگ سیٹ سے نکل رہی تھی۔

"ہیلو۔ لطف اللہ خان بول رہا ہوں" ـــــ ایک ہلکی سی آواز سنائی دی پھر خاموشی طاری رہی۔ کیونکہ رسیور سے نکلنے والی آواز کو ڈکٹا فون کیچ نہ کر پا رہا تھا۔

"ٹھیک ہے ـــ مجھے ابھی ابھی آپ کا پیغام ملا ہے۔ روڈنی صاحب یہ پیغام دے گئے ہیں اور رقم بھی دے گئے ہیں ـــ میں کوشش کروں گا کہ آپ کا کام جلد سے جلد مکمل کر سکوں" ـــــ دوبارہ وہی ہلکی سی آواز سنائی دی اور چند لمحوں کے لئے پھر خاموشی طاری رہی

"بالکل جناب! ـــ گارنٹی سے کام ہو جائے گا ـــ آپ بے فکر رہیں۔ زیادہ سے زیادہ دو روز میں کام کر دوں گا" ـــــ لطف اللہ خان نے کہا اور اس کے بعد نمبر ڈائل کئے جانے کی آواز سنائی دی۔

"لطف اللہ خان بول رہا ہوں ـــ اسلم خان ریکارڈ کیپر سے بات کراؤ"۔ چند لمحوں بعد لطف اللہ خان کی آواز دوبارہ سنائی دی اور خاموشی طاری ہو گئی۔

"اسلم! ـــ میرے ذاتی ریکارڈ سے سنٹرل زون کا ماسٹر پلان اور سنٹرل زون کے سیوریج پلان نکال کر ان کی کاپیاں کراؤ اور یہ کاپیاں فوری طور پر میری کوٹھی پر پہنچا دو ـــ گیٹ پر رسول بخش کو دے دینا" ـــــ لطف اللہ خان نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔

گو بظاہر یہ ساری بات چیت غیر متعلق تھی۔ ٹائیگر نے اُسے بتا دیا تھا کہ یہ لطف اللہ خان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا چیف انجینئر ہے اور چیف انجینئر نے ظاہر ہے ایسے ہی کاغذات منگوائے تھے لیکن روڈنی جیسے شخص کی طرف سے کسی چیف انجینئر کو کام دینا اور خاص طور پر رقم کا حوالہ ـــ یہ سب باتیں اس کے ذہن میں کسی خاص بات کے وقوع پذیر ہونے کا اشارہ کر رہی تھیں۔ اس لئے اس نے سوچا کہ وہ انتظار کرے۔ جب وہ اسلم حسین یہ کاغذات دے جائے تو اس کے بعد اندر جا کر اس لطف اللہ خان سے پوچھ گچھ کرے۔ چنانچہ وہ انتظار کرنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد واچ ٹرانسمیٹر پر ٹائیگر کی کال آگئی اور عمران نے جلدی سے اس کا ونڈ بٹن کھینچ کر مخصوص انداز میں پریس کر دیا۔

"ٹائیگر کالنگ۔ اوور" ـــ ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"یس ـــ عمران بول رہا ہوں ـــ کیا رپورٹ ہے۔ اوور" ـــ؟ عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"روڈنی واپس اپنے کلب میں آیا ہے اور دفتر میں موجود ہے۔ اوور" دوسری طرف سے ٹائیگر نے اطلاع دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ نگرانی جاری رکھو ـــ میں بعد میں تمہیں کال کروں گا ـــ اوور اینڈ آل" ـــ عمران نے کہا اور ونڈ بٹن مزید دبا کر اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

اسی لمحے ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی نمبر پلیٹ والی ایک جیپ کوٹھی کے گیٹ کے سامنے رکی اور اس میں سے ایک اُدھیڑ عمر آدمی نے نیچے اتر کر کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد سائیڈ پھاٹک کھلا اور ایک

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ملازم نما آدمی باہر آیا۔ وہ اس ادھیڑ عمر آدمی سے باتیں کرتا رہا اور پھر اُدھیڑ عمر آدمی دوبارہ جیپ کی طرف مڑا اور اس نے جیپ میں سے بڑے بڑے تہہ شدہ کاغذ جو نقشے ہی لگتے تھے اٹھا کر اس ملازم کو دے دیئے اور ملازم واپس اندر چلا گیا جب کہ وہ ادھیڑ عمر آدمی دوبارہ جیپ میں بیٹھا اور جیپ جدھر سے آئی تھی اُدھر واپس چلی گئی۔ عمران خاموشی سے کار میں بیٹھا رہا۔

"جناب! ـــ اسلم حسین یہ کاغذ دے گیا ہے" ـــ دروازہ کھلنے کی آواز کے ساتھ ہی اس رسول بخش کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے ـــ میز پر رکھ دو اور سنو! ـــ اب مجھے کسی طرح بھی ڈسٹرب نہ کیا جائے ـــ جو بھی آئے اسے ٹال دینا" ـــ لطف اللہ خان کی آواز سنائی دی۔

"بہتر سر" ـــ رسول بخش نے کہا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ عمران سمجھ گیا کہ یہ لطف اللہ خان یا تو غیر شادی شدہ ہے اور اس کوٹھی میں اکیلا اس ملازم کے ساتھ رہتا ہے یا پھر اس کی فیملی کہیں گئی ہوئی ہے۔ ورنہ اس کی بیوی یا بچوں میں کسی کی آواز تو سنائی دیتی۔ اس نے ریسیونگ سیٹ آف کیا اور پھر کار سے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اب اس لطف اللہ خان سے مل کر اس روڈنی کے دیئے ہوئے مشن کی وضاحت کرانا چاہتا تھا جس کے لئے اُسے رقم دی گئی تھی۔ اس کا قیاس تو یہی تھا کہ یہ کوئی غیر متعلق مسئلہ ہے لیکن وہ بہرحال پوری طرح مطمئن ہونا چاہتا تھا۔

گیٹ پر رک کر عمران نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد

سائیڈ پھاٹک کھلا اور وہی ملازم نما آدمی باہر آ گیا۔

" جی فرمائیے" ۔۔۔ ملازم نما آدمی نے حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھتے ہوئے کہا اور عمران آواز سے ہی پہچان گیا کہ یہی رسول بخش ہے۔

" فرماتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے ہاتھ بڑھا کر اس رسول بخش کو گردن سے پکڑا اور اسے دھکیلتا ہوا سائیڈ پھاٹک سے اندر لے گیا۔

" کیا ۔ کیا کر رہے ہیں" ۔۔۔ رسول بخش نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں احتجاج کرتے ہوئے کہا لیکن اندر داخل ہو کر عمران نے اس کی گردن چھوڑی اور جیب سے ریوالور نکال لیا جس پر سائلنسر لگا ہوا تھا۔

" آواز نکالی تو ابھی ڈھیر کر دوں گا" ۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" مم ۔ مم ۔ میں تو نوکر ہوں" ۔۔۔ رسول بخش نے خوف سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اسی لئے تو زندہ ہو ۔۔۔ ورنہ ایک لمحے میں کھوپڑی کے ٹکڑے اُڑ جاتے ۔۔۔ چلو چیف انجنیئر کے پاس لے چلو مجھے ۔۔۔ اور سنو ۔۔۔ اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو میں ذمہ دار نہ ہوں گا" ۔۔۔ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

" مم ۔ مم ۔ مجھے مت مارو ۔۔۔ میں تو غریب نوکر ہوں" ۔۔۔ رسول بخش کی حالت واقعی قابل رحم ہو گئی تھی۔

" جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو ۔۔۔ میں اپنی بات دوہرانے کا عادی نہیں ہوں" ۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

" ٹھیک ہے ۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ چیف انجنیئر صاحب اپنے خاص کمرے میں ہیں ۔۔۔ آؤ میں تمہیں وہاں لے چلتا ہوں ۔۔۔ لیکن مجھے نہ مارو۔ میں غریب آدمی ہوں ۔۔۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں" ۔۔۔ رسول بخش نے بری طرح خوفزدہ لہجے میں کہا۔

" اگر تم نے تعاون کیا تو زندہ رہو گے ورنہ ۔۔۔" عمران کا لہجہ اسی طرح سخت تھا اور پھر وہ رسول بخش کے پیچھے پیچھے چلتا ہوا کوٹھی کے اندرونی حصے میں آ گیا۔

" اس کمرے میں ہیں چیف صاحب" ۔۔۔ رسول بخش نے ایک دروازے کے سامنے رُک کر کہا اور دوسرے لمحے وہ بُری طرح چیختا ہوا نیچے فرش پر جا گرا۔ عمران نے ریوالور کا دستہ پوری قوت سے اس کے سر پر مار دیا تھا۔ رسول بخش کا جسم ایک لمحے کے لئے تڑپا دوسرے لمحے ساکت ہو گیا۔

اسی لمحے دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا۔ دروازے پر ایک بھاری بدن کا ادھیڑ عمر آدمی کھڑا ہوا تھا۔ وہ فرش پر پڑے رسول بخش اور سامنے کھڑے عمران کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

" چلو اندر" ۔۔۔ عمران نے یکلخت ہاتھ بڑھا کر ریوالور اسکے سینے پر رکھا اور اسے دھکیلتا ہوا کمرے کے اندر لے گیا۔

" کک ۔ کک ۔ کون ہو تم" ۔۔۔ اس ادھیڑ عمر آدمی نے خوف سے گھگھیاتے ہوئے کہا۔

یہ ایک دفتر نما کمرہ تھا جس کی ایک سائیڈ پر میز تھی جس پر ٹیبل لیمپ جل رہا تھا اور اس کے نیچے دو بڑے بڑے نقشے پھیلے ہوئے پڑے تھے

یہ یقیناً لطف اللہ خان چیف انجینئر تھا جو ان نقشوں پر بیٹھا کوئی کام کر رہا تھا کہ باہر سے رسول بخش کے چیخنے کی آواز سن کر دروازے پر آیا تھا۔ عمران نے لات مار کر عقب میں دروازہ بند کر دیا اس کے ہاتھ میں موجود ریوالور کا رخ ظاہر ہے اب لطف اللہ خان کی طرف تھا جس کے چہرے پر شدید خوف تھا۔

"روڈنی نے تمہیں کونسا مشن دیا ہے"۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"روڈنی نے ۔۔۔ کون روڈنی"۔۔۔ لطف اللہ خان نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا اچھل کر پہلو کے بل فرش پر جا گرا۔ عمران کا زوردار تھپڑ پوری قوت سے اس کے چہرے پر پڑا تھا۔

"بتاؤ"۔۔۔ عمران کی لات گھومی اور لطف اللہ خان کی چیخ سے ایک بار پھر کمرہ گونج اٹھا۔ عمران کی لات اس کی پسلیوں پر پڑی تھی۔

"بب ۔۔ بب ۔۔ بتاتا ہوں ۔۔۔ مت مارو مجھے ۔۔ بتاتا ہوں"۔۔۔ لطف اللہ خان نے بری طرح پھڑکتے ہوئے اور کراہتے ہوئے کہا۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ ۔۔۔ اور سنو! ۔۔۔ اب اگر تم نے انکار کیا تو ایک لمحے میں گردن توڑ دوں گا"۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو لطف اللہ خان پہلو پہ ہاتھ رکھے بری طرح لڑکھڑاتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے حلق سے کراہیں نکل رہی تھیں۔ چہرہ تکلیف کی شدت سے نہ صرف مسخ ہو گیا تھا بلکہ پورا چہرہ پسینے میں ڈوب گیا تھا۔

"بولو"۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"اس نے مجھے کہا تھا کہ ایک خاص عمارت کے نیچے موجود سرکاری سیوریج

RAFREXO@HOTMAIL.COM

لائن کو چیک کر کے اس کا نقشہ بنا کر دوں اور چونکہ سیوریج سسٹم کا ریکارڈ میری تحویل میں تھا اس لئے میں نے وعدہ کر لیا"۔۔۔ لطف اللہ خان نے کراہتے ہوئے کہا۔

"کونسی عمارت ہے"۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اس نے مجھے پتہ لکھ کر دیا تھا اس کی مدد سے چیک کر رہا تھا ۔۔۔ میں ذاتی طور پر اس عمارت کو نہیں جانتا"۔۔۔ لطف اللہ خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چلو ادھر میز کی طرف ۔۔۔ اور مجھے دکھاؤ کونسی عمارت ہے"۔۔۔ عمران نے کہا اور لطف اللہ خان تیزی سے مڑ کر میز کی طرف بڑھ گیا۔ عمران ریوالور لئے اس کے پیچھے تھا۔

"یہ ہے وہ عمارت ۔۔۔ میں نے اس کے گرد سرخ دائرہ ڈال دیا ہے"۔۔۔ لطف اللہ خان نے ماسٹر پلان میں ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔ اس جگہ سرخ دائرہ پڑا ہوا تھا۔

عمران غور سے ماسٹر پلان کو دیکھتا رہا اور دوسرے لمحے وہ اس بری طرح اچھلا جیسے اس کے پیروں تلے اچانک ایٹم بم پھٹ پڑا ہو۔ کیونکہ یہ عمارت دانش منزل تھی۔ سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر۔

"کتنی رقم دی تھی تمہیں اس نے اس کام کے لئے"۔۔۔ عمران نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے پوچھا۔

"ایک لاکھ روپے"۔۔۔ لطف اللہ خان نے جواب دیا۔

"روڈنی کے جانے کے بعد فون کس کا آیا تھا جسے تم نے کہا تھا کہ دو دنوں میں کام مکمل ہو جائے گا"۔۔۔ عمران نے غور سے اسے دیکھتے ہوئے

کہا اور لطف اللہ خان ایک بار پھر چونک پڑا۔

"تت۔۔۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا"۔۔۔ لطف اللہ خان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جو میں پوچھ رہا ہوں وہ بتاؤ۔۔۔ ورنہ ایک لمحے میں گولیوں سے چھلنی کر دوں گا"۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"روڈنی نے مجھے آکر کہا تھا کہ ایک بہت بڑے نواب کو یہ معلومات چاہئیں۔۔۔ روڈنی میرا پہلے سے واقف تھا کیونکہ میں اس کے کلب میں آتا جاتا رہتا ہوں۔ چونکہ کام ناجائز تھا اس لئے جب روڈنی نے مجھے ایک لاکھ روپیہ دیا تو میں نے خوشی سے حامی بھر لی۔۔۔ روڈنی کے جانے کے بعد اس نواب کا فون آیا۔ وہ کنفرم کر رہا تھا کہ روڈنی نے مجھے کام دیا ہے یا نہیں۔۔۔ اور کام کب تک ہو جائے گا۔ اس نے اپنا نام صرف نواب بتایا تھا۔ لیکن اب چیکنگ سے معلوم ہوا ہے کہ اس عمارت کے نیچے سیوریج لائن ہے ہی نہیں۔۔۔ اس عمارت کا اپنا سیوریج سسٹم ہوگا۔۔۔ اب میں سوچ رہا تھا کہ میں کیا کروں۔۔۔ کیا اسے رقم واپس کر دوں یا فرضی نقشہ بنا کر دے دوں کہ باہر سے رسول بخش کے چیخنے کی آواز سنائی دی اور میں نے دروازہ کھولا تو تم سامنے آگئے"۔۔۔ لطف اللہ خان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہوں۔۔۔ روڈنی کو فون کرو اور اسے یہاں بلاؤ۔۔۔ جو بہانہ مرضی آئے کر دینا۔ لیکن یہ سوچ لو کہ اگر دس منٹ کے اندر اندر روڈنی یہاں نہ پہنچا اور تم نے اسے کوئی اشارہ کرنے کی کوشش کی تو گولیوں سے چھلنی کر دونگا۔۔۔ ہاں! اگر روڈنی یہاں پہنچ گیا تو تمہاری جان بچ سکتی ہے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بولو"۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ بلاتا ہوں۔۔۔ وہ آجائے گا"۔۔۔ لطف اللہ خان نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ عمران ریوالور لئے اس کے بالکل قریب موجود تھا۔

"ڈریگون سپیشل کلب"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"روڈنی سے بات کرائیں۔۔۔ میں لطف اللہ خان بول رہا ہوں"۔ لطف اللہ خان نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"ہولڈ آن کریں"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک سخت سی آواز رسیور پر سنائی دی۔

"روڈنی بول رہا ہوں۔۔۔ کیا بات ہے جناب!۔۔۔ آپ نے کیسے کال کی ہے"۔۔۔ روڈنی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"مسٹر روڈنی!۔۔۔ میں نے نقشے منگوا لئے ہیں اور انہیں چیک کرنے بیٹھا تو یہ دیکھ کر مجھے بے حد الجھن ہوئی ہے کہ جو محل وقوع آپ نے بتایا تھا وہاں دو بڑی بڑی عمارتیں ہیں۔۔۔ اب میں نے آپ سے پوچھنا ہے کہ آپ کو کس عمارت کے سیوریج سسٹم کے بارے میں معلومات مہیا کرنی ہیں۔۔۔ آپ یہاں آکر میری الجھن حل کر دیں تاکہ میں کام کو آگے بڑھا سکوں"۔۔۔ لطف اللہ خان نے کہا۔

"دونوں کے بارے میں معلومات دے دیں۔۔۔ نواب صاحب کی جو بھی مطلوبہ عمارت ہوگی وہ خود سمجھ جائیں گے۔ مجھے تو انہوں نے جو محل وقوع بتایا تھا وہ میں نے آپ کو بتا دیا۔ اس سے زیادہ مجھے معلوم

نہیں ہے" ـــــ دوسری طرف سے روڈنی نے جواب دیا اور عمران نے جلدی سے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ دیا۔

"اسے کہو کہ نواب صاحب کا نمبر بتا دے تاکہ اس سے پوچھا جا سکے"۔ عمران نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا اور ماؤتھ پیس سے ہاتھ اٹھا لیا۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر نواب صاحب کا فون نمبر بتا دیجئے۔ میں ان سے تفصیل پوچھ لیتا ہوں ـــــ آپ کے جانے کے بعد نواب صاحب کا فون آیا تھا وہ جلدی کر رہے تھے اس لئے میں نے فوری نقشہ جات منگوا لئے تھے" ـــــ لطف اللہ خان واقعی انتہائی ذہانت بھرے انداز میں بات کر رہا تھا۔

"ٹھیک ہے ـــــ تم خود ان سے تفصیل پوچھ لو ـــــ میں نمبر بتا دیتا ہوں" ـــــ دوسری طرف سے روڈنی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نمبر بتا دیا۔

"شکریہ" ـــــ لطف اللہ خان نے کہا اور اسی لمحے عمران نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا اور لطف اللہ خان کے ہاتھ سے رسیور لے کر کریڈل پر خود ہی رکھ دیا۔

"ایک طرف ہٹ کر دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ ـــــ جلدی کرو" ـــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم ـــــ مگر" ـــــ لطف اللہ خان نے کچھ کہنا چاہا ہی تھا کہ عمران نے سائلنسر لگی ہوئی نال اس کی گردن سے لگا دی۔

"اچھا اچھا" ـــــ لطف اللہ خان نے گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا اور تیزی سے سامنے والی دیوار کی طرف بڑھا۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے ریوالور

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کو اچھال کر اسے نال سے پکڑا اور پھر اس سے پہلے کہ لطف اللہ خان دیوار تک پہنچتا، ریوالور کا دستہ پوری قوت سے اس کی کھوپڑی پر پڑا اور وہ بری طرح چیختا ہوا سامنے دیوار سے جا ٹکرایا اور ٹکرا کر نیچے گر ہی رہا تھا کہ عمران کی لات گھومی اور لطف اللہ کی کنپٹی پر پوری قوت سے پڑی لطف اللہ خان کے حلق سے ایک اور زوردار چیخ نکلی اور اس کا جسم ایک لمحے کے لئے پھیلا اور پھر ساکت ہو گیا۔ وہ بیہوش ہو چکا تھا۔

عمران تیزی سے مڑا اور اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے اس نے انکوائری کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ـــــ انکوائری پلیز" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آپریٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"چیف آف ملٹری انٹیلی جنس" ـــــ عمران نے لہجے کو انتہائی کرخت بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ یس سر ـــــ یس سر" ـــــ آپریٹر نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایک نمبر بتا رہا ہوں ـــــ تم بتاؤ گے کہ یہ نمبر کہاں نصب ہے ـــــ انتہائی حد تک درست پتہ بتانا۔ کیونکہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے" ـــــ عمران نے اسی طرح انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے روڈنی کا بتایا ہوا نمبر دوہرا دیا۔

"یس سر ـــــ میں چیک کرتا ہوں" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا رہا۔

"ہیلو سر" —— چند لمحوں بعد آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"یس" —— عمران نے کہا۔

"پتہ نوٹ کر لیں جناب! —— لیک ویو کالونی، کوٹھی نمبر اٹھارہ۔ اے بلاک —— فون نواب ارشد حسین خان کے نام پر لگا ہوا ہے جناب"۔ دوسری طرف سے آپریٹر نے کہا۔

"اچھی طرح چیک کیا ہے —— ایک بار پھر چیک کر لو۔ کوئی غلطی نہیں ہونی چاہیئے۔ ورنہ تم سرد قبر میں بھی اتارے جا سکتے ہو" —— عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"مم —— مم —— میں دوبارہ چیک کر لیتا ہوں جناب! —— ویسے میں نے پہلے بھی بہت احتیاط سے چیک کیا ہے" —— دوسری طرف سے آپریٹر نے کہا اور چند لمحوں بعد اس کی آواز دوبارہ سنائی دی اور اس نے وہی نام اور پتہ دوبارہ دوہرا دیا۔

"اب یہ کہنے کی تو ضرورت نہیں کہ اِٹ اِز ٹاپ سیکرٹ" —— عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ نہیں سر —— میں سمجھتا ہوں سر" —— آپریٹر نے جواب دیا اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر اس نے تیزی سے ایکسٹو کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو" —— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں —— ایک پتہ نوٹ کرو" —— عمران نے اصل لہجے میں کہا اور ساتھ ہی آپریٹر کا بتایا ہوا پتہ دوہرا دیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"یس سر —— نوٹ کر لیا ہے" —— بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"صفدر اور تنویر کو وہاں بھیج دو اور انہیں کہو کہ وہ بیہوش کرنے والے گیس کیپسول اپنے ساتھ لے جائیں —— ہو سکتا ہے اس کوٹھی کی نگرانی ہو رہی ہو۔ اس لئے انہیں پوری طرح ہوشیار رہنا چاہیئے —— اس کوٹھی میں کوئی نواب ارشد حسین رہتا ہے اُسے اغوا کر کے دانش منزل پہنچا دیں —— لیکن سپیشل وے سے —— سامنے سے نہیں —— سمجھ گئے ہو" —— عمران نے تیز لہجے میں کہا اور بلیک زیرو کے ہاں کہنے پر اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر تیزی سے روڈنی کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس" —— دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد سخت تھا لیکن بولنے والا مقامی تھا۔

"میں چیف انجنیئر لطف اللہ خان بول رہا ہوں —— نواب صاحب سے بات کرنی ہے —— مجھے یہ نمبر ڈریگون سپیشل کلب کے روڈنی نے دیا ہے" —— عمران نے اس بار لطف اللہ خان کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ واقعی کسی بہت بڑے نواب سے بات کر رہا ہو۔

"ہولڈ کرو" —— دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر کافی دیر تک خاموشی طاری رہی۔ اس کے بعد ایک اور آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ نواب بول رہا ہوں" —— بولنے والے کا لہجہ بے حد تفاخرانہ تھا۔ لہجہ بتا رہا تھا کہ بولنے والا واقعی کوئی نواب ہی ہے۔

"جناب نواب صاحب! ـــــ میں چیف انجینئر لطف اللہ خان بول رہا ہوں ـــــ روڈنی نے مجھے جو پتہ دیا تھا اور آپ نے بھی فون پر کام جلدی کرنے کے لئے کہا تھا اس لئے میں نے فوری طور پر کام شروع کر دیا۔ لیکن جناب! ـــــ اس پتے کے مطابق تو نقشے میں دو عمارتیں آتی ہیں ـــــ اب میں الجھ گیا ہوں کہ آپ کس عمارت کے سیوریج سسٹم کے بارے میں معلوم کرنا چاہتے ہیں ـــــ میں نے روڈنی سے بات کی تھی لیکن روڈنی کو خود معلوم نہیں تھا اس لئے اس نے آپ کا نمبر دیا تو میں نے آپ سے بات کی" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"ہم نے روڈنی سے کنفرم کر لیا ہے کہ تم نے اس سے بات کی ہے تم دونوں عمارتوں پر کام مکمل کر کے روڈنی تک پہنچا دو ـــــ ہم تمہارا معاوضہ ڈبل دے دیں گے لیکن کام ہر لحاظ سے مکمل ہونا چاہیئے۔ خاص طور پر سیوریج کے وہ پوائنٹ جو ان عمارتوں کے اندر کھلتے ہیں ان کی پوری تشریح ہونی چاہیئے ـــــ سمجھ گئے ہو" ـــــ دوسری طرف سے اسی لہجے میں کہا گیا۔

"یس سر ـــــ ٹھیک ہے جناب! ـــــ میں دونوں پر کام کر دیتا ہوں۔ آپ واقعی انصاف پسند ہیں" ـــــ عمران نے کہا اور دوسری طرف سے ریسیور رکھ دیا گیا تو عمران نے بھی ریسیور رکھ دیا۔ پھر وہ میز کی طرف بڑھ گیا اس نے وہاں پڑے ہوئے دونوں نقشے اٹھائے چونکہ یہ اصل نقشے نہ تھے بلکہ ان کی نقلیں تھیں اس لئے اس نے میز پر پڑے سگریٹ پیکٹ کے اوپر موجود لائٹر اٹھایا اور ملحقہ دروازے کی طرف بڑھ گیا جس کی ساخت بتا رہی تھی کہ وہ باتھ روم کا دروازہ ہے پھر اس نے اندر جا کر لائٹر کی مدد سے دونوں نقشے جلا کر ان کی راکھ کموڈ میں بہا دی اور باتھ روم سے باہر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

آ گیا۔ اب مسئلہ تھا اس لطف اللہ خان اور اس کے ملازم رسول بخش کا۔ لطف اللہ خان نے رشوت لے کر سرکاری کاغذات کی نقول فراہم کرنے کی کوشش کی تھی اس لئے وہ مجرم تھا لیکن رسول بخش کا کوئی قصور نہ تھا اور اگر وہ لطف اللہ خان کو ہلاک کر دیتا تو ظاہر ہے الزام اس بیچارے رسول بخش پر بھی آ سکتا تھا اور اگر وہ لطف اللہ خان کو قانون کے حوالے کر دیتا تو لازماً یہ بات بھی سامنے آ جاتی کہ وہ کس چیز کے بارے میں معلومات مہیا کر رہا تھا اس لئے دانش منزل بھی پولیس یا انٹیلی جنس کی نظر میں آ سکتی تھی۔ چنانچہ اس نے جھک کر لطف اللہ خان کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے۔ چند لمحوں بعد لطف اللہ خان کے جسم میں حرکت کے آثار پیدا ہوئے تو عمران پیچھے ہٹ گیا اور پھر لطف اللہ خان نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول لیں اس کے چہرے پر ابھی تک بے پناہ تکلیف کے آثار نمایاں تھے اور آنکھوں میں گہری سرخی اتر آئی تھی۔

"اٹھ کر بیٹھ جاؤ" ـــــ عمران نے ایک بار پھر ریوالور جیب سے نکالتے ہوئے سخت لہجے میں کہا اور لطف اللہ خان جلدی سے نہ صرف اٹھ کر بیٹھ گیا بلکہ تیزی سے کھڑا ہو گیا۔

"تم نے ایک لاکھ روپے کے بدلے سرکاری راز غیر متعلق آدمی کو فروخت کرنے کی کوشش کی ہے ـــــ تمہیں معلوم ہے کہ یہ کتنا بڑا جرم ہے" ـــــ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"س س ـــ سرکاری راز ـــ مم ـ مم ـــ" لطف اللہ خان نے بری طرح گھبراتے ہوئے کہا۔

"ہاں! — یہ ماسٹر پلان اور سیوریج پلان سرکاری راز نہیں ہیں"۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"نن — نہیں — یہ تو پبلک ریکارڈ ہے — کوئی بھی آدمی سرکاری فیس ادا کر کے اس کی نقل لے سکتا ہے۔ یہ تو اس سیوریج پلان کی سالانہ چیکنگ ہونی تھی اس لئے میں نے یہ پلان اپنی تحویل میں لے لئے تھے — یہ سرکاری راز نہیں ہیں" — لطف اللہ خان نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اگر یہ سرکاری راز نہیں ہیں تو پھر اس لارڈ نے تمہیں ایک بدمعاش کی معرفت ایک لاکھ روپے کیوں دیئے ہیں — وہ دفتر سے اس کی نقلیں نہ لے سکتے تھے" — عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"سالانہ چیکنگ کی وجہ سے قانونی طور پر ایک ماہ کے لئے ان نقشوں کی نقلیں جاری نہیں کی جاتیں — روڈنی نے پہلے دفتر سے نقلیں حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن چونکہ ایک ماہ تک ان پر پابندی تھی اور روڈنی کو جلدی بھی تھی اور وہ میرا دوست بھی تھا اس لئے وہ میرے پاس آیا اور ایک لاکھ روپے کی تو اس نے خود مجھے آفر کی تھی۔ ورنہ میں اسے ویسے بھی ان کی نقلیں جاری کرنے کی خصوصی اجازت دے دیتا" — لطف اللہ خان نے کہا۔

"تم نے بہرحال ضابطے کے خلاف کام کیا ہے اور اس کے لئے باقاعدہ رقم بھی لی ہے اس لئے میرے نزدیک یہ بددیانتی ہے — اور میں بددیانت آدمی کو برداشت نہیں کر سکتا — اس لئے کیا یہ بہتر نہیں کہ تم جیسے بددیانت آدمی کو گولی مار دی جائے" — عمران نے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت سفاکی کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

"مم — مم — معاف کر دو — میرے بچے ابھی چھوٹے ہیں — معاف کر دو — میں رقم روڈنی کو واپس کر دوں گا — میں آئندہ کبھی کوئی کام خلاف ضابطہ نہ کروں گا — مم — مجھے مت مارو" — لطف اللہ خان نے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو! — رقم روڈنی کو واپس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک لاکھ روپے اور اپنی طرف سے ایک لاکھ روپے ملا کر تم نے آج ہی اسے کوڑھیوں کے علاج کے لئے بنائے گئے ہسپتال کو ڈونیٹ کرنے ہیں — آج ہی — کل میں ہسپتال سے کنفرم کر لوں گا۔ اگر تم نے وہاں دو لاکھ روپے جمع نہ کرائے تو کل تمہارے جسم میں کم از کم دو لاکھ گولیاں گھس چکی ہوں گی — سمجھ گئے ہو" — عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"مم — مم — میں آج ہی جمع کرا دوں گا — میں وعدہ کرتا ہوں" — لطف اللہ خان نے فوراً ہی وعدہ کرتے ہوئے کہا۔

"اور سنو! — اگر تم نے کسی کو بھی میری یہاں آمد اور ان تمام باتوں کے متعلق کچھ بتایا تو تب بھی تمہارا یہی حشر ہو گا" — عمران نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

"مم — میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا — میں وعدہ کرتا ہوں" — لطف اللہ خان نے ایک بار پھر وعدہ کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے ایک بار پھر گھوما اور اس کی انگلی کا

مڑا ہوا ایک پوری قوت سے لطف اللہ خان کی کنپٹی پر ایک بار پھر پڑا اور وہ بری طرح چیختا ہوا ایک بار پھر زمین پر گر کر چند لمحوں کے لئے تڑپا اور پھر بیہوش ہو گیا۔

"یہ تمہاری بے ضابطگی کی معمولی سی سزا ہے" ــــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی سردار احمد جان نے جو مقامی میک اپ میں تھا ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ــــــ اس نے سرد لہجے میں کہا۔

"کے۔ ون بول رہا ہوں ــــــ آپ کے لئے میرے پاس اہم خبریں ہیں" ــــــ دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"کیسی خبریں" ــــــ ؟ سردار احمد جان نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ڈریگن سپیشل کلب کے مالک روڈنی کو اس کے دفتر میں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے اور قاتل کا کوئی پتہ نہیں چلا ــــــ روڈنی کی لاش سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اس پر کافی تشدد کیا گیا ہے ــــــ اس کے ساتھ ہی دوسری اطلاع بھی ہے کہ نواب ارشد حسین جو ہمارا خاص ایجنٹ تھا، بھی کوٹھی سے غائب ہو چکا ہے۔ اس کے تمام ملازم کوٹھی میں بیہوش

پڑے ہوئے پائے گئے ہیں۔ ان کے مطابق وہ اچانک بیہوش ہو گئے جب کہ کوٹھی کے اندر کوئی آیا بھی نہ تھا" ---- دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ ---- ویری بیڈ ---- کس نے ایسا کیا ہو گا ---- اور کیوں ----؟" سردار احمد جان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے نواب ارشد حسین کے ذمے آپ والا مشن یعنی سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کے نیچے موجود سیوریج لائن کا نقشہ اور تفصیلات حاصل کرنے کا کام لگایا ہوا تھا اور نواب ارشد حسین نے کہا تھا کہ وہ یہ کام آسانی سے کرا سکتا ہے کیونکہ اس کا یہاں کے محکموں میں خاصا اثر و رسوخ ہے ---- اور آپ کو معلوم ہے کہ روڈنی بھی اسی کا ہی آدمی ہے ---- اصل عامر سہیل کو بھی روڈنی کی ہی تحویل میں رکھا گیا تھا۔ عامر سہیل والا سارا کام بھی نواب ارشد حسین کے ذریعے ہی کرایا گیا تھا۔ وہ انتہائی بارسوخ اور با اثر آدمی ہے اس لئے آج تک اس پر کبھی کسی کو شک نہیں ہو سکا تھا کہ وہ یہاں ہمارا مین ایجنٹ ہے۔ لیکن اب اسے اچانک اغوا کر لیا گیا ہے اور روڈنی کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے" ---- کے۔ وَن نے کہا۔

"نواب ارشد حسین ایس۔ وَن کے بارے میں کتنا کچھ جانتا ہے" ----؟ سردار احمد جان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ایس۔ وَن کے بارے میں وہ کچھ بھی نہیں جانتا ---- وہ تو مقامی ایجنٹ تھا اور براہ راست میں اسے ڈیل کرتا تھا ---- عامر سہیل والا مشن بھی میں نے ہی اسے دیا تھا اور وہ کام اس نے انتہائی ذمہ داری سے مکمل

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کیا تھا۔ اور ویسے بھی وہ آج تک پہلے کبھی ٹریس نہیں ہو سکا ---- پہلی بار ایسا ہوا ہے اور مجھے یقین ہے کہ ایسا مقامی سیکرٹ سروس نے ہی کیا ہو گا" ---- کے۔ وَن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو روڈنی اور اس نواب ارشد حسین کے بارے میں کوئی کلیو مل گیا ہے اور وہ فوری طور پر حرکت میں آ گئی ---- یہ تو اچھا ہوا کہ وہ زیادہ سے زیادہ نواب ارشد حسین سے یہی معلوم کر سکیں گے کہ وہ کے۔ جی۔ بی کے لئے کام کرتا ہے ---- ایس۔ وی کے بارے میں انہیں معلوم نہ ہو سکے گا ---- بہرحال ٹھیک ہے ---- آئی ایم سوری کے۔ وَن! ---- کہ ایس۔ وی کی وجہ سے تمہارا اہم آدمی ٹریس ہو گیا" سردار احمد جان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں ---- مجھے ایسے مقامی ایجنٹوں کی کبھی پرواہ نہیں رہی۔ بھاری رقم کے بدلے ایسے اور کئی ایجنٹ پیدا کئے جا سکتے ہیں ---- میں نے اس لئے کال کیا ہے کہ آپ خود سیکرٹ سروس سے بچ کر رہیں۔ اسے اگر آپ کا معمولی سا کلیو بھی مل گیا تو یہ قیامت بن کر آپ پر ٹوٹ پڑے گی" کے۔ وَن نے کہا اور سردار احمد جان نے شکریہ کہہ کر رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"یہ مشن تو میرے لئے مصیبت بن کر رہ گیا ہے ---- کسی طرح حل ہی ہونے میں نہیں آ رہا" ---- رسیور رکھ کر سردار احمد جان نے غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی پیشانی پر اس طرح شکنیں ابھر آئی تھیں جیسے اس کی پیشانی کسی گراموفون ریکارڈ کا ایک حصہ ہو۔ آنکھوں سے شدید الجھن کے آثار نمایاں تھے۔

وہ کرسی سے اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگا۔ کافی دیر تک وہ اسی طرح ٹہلتا رہا۔ پھر تیزی سے دوبارہ میز کی طرف بڑھا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ کسی خاص نتیجے پر پہنچ گیا ہے۔ اس نے جلدی سے رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایس۔ وی ہیڈ کوارٹر" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی ایک تیز آواز سنائی دی۔

"ایس۔ وی تھری بول رہا ہوں نکولائی" ——— سردار احمد جان نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ — یس باس" ——— دوسری طرف سے اس طرح چونکتے ہوئے لہجے میں کہا گیا جیسے ایس۔ وی تھری کی طرف سے یہاں فون کئے جانے پر اسے شدید حیرت ہو۔

"تمام ممبرز کو الرٹ کر دو ——— میں خود ہیڈ کوارٹر آ رہا ہوں ——— ہم نے اب نئی لائن آف ایکشن پر کام کرنا ہے" ——— سردار احمد جان نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور پھر تیزی سے اس نے میز کی دراز کھولی۔ اس میں سے ایک چھوٹا مگر جدید ساخت کا فکسڈ فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا۔ دوسرے لمحے اس نے اس کا بٹن آن کر دیا اور ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی مخصوص آواز نکلنے لگی۔

"ہیلو — ہیلو — ایس۔ وی تھری کالنگ ربانی۔ اوور" ——— سردار احمد جان نے تیز لہجے میں بار بار کال دینی شروع کر دی۔

"یس باس! ——— ربانی اٹنڈنگ یو۔ اوور" ——— چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ربانی کی آواز سنائی دی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"ربانی! ——— میں نے نئی لائن آف ایکشن تیار کی ہے ——— تم ایسا کرو کہ فوراً ایس۔ وی تھری ہیڈ کوارٹر پہنچ جاؤ ——— میں نے گروپ کالنگ کی ہے ——— میں چاہتا ہوں کہ تم بھی اس میٹنگ میں شامل رہو۔ تاکہ کام کو صحیح معنوں میں آگے بڑھایا جا سکے۔ اوور" ——— سردار احمد جان نے کہا۔

"یس باس! ——— پاس کوڈ بتا دیں۔ اوور" ——— دوسری طرف سے ربانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پاس کوڈ ایس۔ وی تھری ——— فوراً پہنچو ——— اوور اینڈ آل" ——— سردار احمد جان نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے دوبارہ دراز میں رکھا اور پھر دراز بند کر کے وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سیاہ رنگ کی کار ڈرائیو کرتا ہوا دارالحکومت کی مختلف سڑکوں پر آگے بڑھا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ایک کالونی میں داخل ہوئی اور پھر اس نے کار ایک کوٹھی کے گیٹ کے سامنے موڑ کر روک دی اور مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا۔ دوسرے لمحے سائیڈ پھاٹک کھلا اور مقامی نوجوان باہر آ گیا۔

"ایس۔ وی۔ تھری" ——— سردار احمد جان نے کار کی کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے کہا اور نوجوان سر ہلاتا ہوا تیزی سے مڑا اور سائیڈ پھاٹک میں غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھلا اور سردار احمد جان کار اندر لے گیا۔

یہ ایک بہت وسیع و عریض کوٹھی تھی۔ لان کو کراس کرتا ہوا وہ کار پورچ میں لے گیا۔ برآمدے میں دس لمبے تڑنگے مقامی افراد کھڑے تھے۔

ان کے کھڑے ہونے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ تربیت یافتہ اور فیلڈ کے آدمی ہیں۔ سردار احمد جان کے نیچے اُترتے ہی ان میں سے ایک تیزی سے برآمدے کی سیڑھیاں اُترتے ہوئے اس کی طرف آیا۔

"آئیے باس! — ہم سب آپ کے ہی منتظر تھے" — اس آدمی نے سردار احمد جان کے قریب جا کر مودبانہ انداز میں کہا۔

"تھینک یو نکولائی! — میں نے ربانی کو بھی کال کیا ہے — تم گیٹ پر موجود آدمی کو کہہ دو — باس کوڈ ایس۔ وی۔ تھری ہی ہے"۔ سردار احمد جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس باس" — نکولائی نے کہا اور اس نے وہیں سے اونچی آواز میں پھاٹک کے قریب کھڑے اس مقامی نوجوان کو ہدایات دینی شروع کر دیں جس نے سردار احمد جان کے لئے پھاٹک کھولا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک بڑے ہال نما کمرے میں ایک بڑی سی میز کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک کرسی خالی پڑی ہوئی تھی۔

"باس! — ہم تو یہاں آ کر بے کار بیٹھے بیٹھے تنگ آ گئے ہیں۔ شکر ہے آپ کو ہمارا خیال تو آیا" — سردار احمد جان کے ساتھ بیٹھے ہوئے نکولائی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کام کے لئے ہی میں نے رُوسیاہ سے کال کیا تھا — فارغ بٹھانے کے لئے تو نہیں بلایا تھا — میں دراصل چاہتا تھا کہ مشن کے بارے میں بنیادی معلومات حاصل ہو جائیں تو تمہیں ایکشن میں لے آؤں"۔ سردار احمد جان نے جواب دیتے ہوئے کہا اور نکولائی نے سر ہلا دیا۔ اس کے باقی نو ساتھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ربانی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر نیلے رنگ کا سوٹ تھا۔

"آؤ ربانی بیٹھو — تمہارا ہی انتظار تھا" — سردار احمد جان نے ربانی سے مخاطب ہو کر کہا اور ربانی سر ہلاتا ہوا سردار احمد جان کے ساتھ پڑی ہوئی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اب سردار احمد جان کے ایک طرف نکولائی تھا اور دوسری طرف ربانی تھا۔

"سب سے پہلے میں مختصر طور پر تمہیں اس مشن کا پس منظر بتا دوں کیونکہ تمہیں اس بارے میں کوئی علم نہیں ہے — یہاں صرف ربانی اور اس کا گروپ ہی کام کرتا رہا ہے" — سردار احمد جان نے کہا اور پھر اس نے شروع سے لے کر اب تک کے حالات مختصر طور پر بتا دیئے جن میں کے۔ جی۔ بی کے مقامی ایجنٹ نواب ارشد خان کے اغوا اور اس کے آدمی روڈنی کی ہلاکت بھی شامل تھی۔

"اوہ باس! — اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے خلاف حرکت میں آ چکی ہے" — ربانی نے چونک کر کہا۔

"ہمارے خلاف نہیں — کے۔ جی۔ بی کے خلاف — نواب ارشد حسین کے ذمہ جو کام لگایا گیا تھا وہ یہاں کے۔ جی۔ بی ایجنٹوں کے مقامی چیف کے۔ وَن کے ذریعے لگایا گیا تھا۔ نواب ارشد حسین ہمارے متعلق کچھ نہیں جانتا — پہلے عامر سہیل والا کام بھی کے۔ جی۔ بی کے ذریعے ہی روڈنی سے کرایا گیا تھا۔ اس لئے اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ان سے کچھ معلوم بھی ہو گا تو صرف کے۔ جی۔ بی کے متعلق ہی معلوم ہو سکے گا — کے۔ جی۔ بی اپنے مسائل سے نمٹنا جانتی ہے" — سردار

احمد جان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس! —— آپ نے کسی نئی لائن آف ایکشن کی بات کی تھی" —— ؟ نکولائی جو اب تک خاموش بیٹھا تھا بول پڑا۔

"ہاں! —— اور اسی لئے میں نے یہ میٹنگ کال کی ہے —— میں اب اس مشن سے تنگ آگیا ہوں —— شروع شروع میں ہمیں تیز اور مسلسل کامیابیاں حاصل ہوتی رہیں۔ لیکن پھر اچانک سب کچھ ختم ہو گیا۔ سیکرٹ سروس کے تمام ممبران اچانک اس طرح غائب ہو گئے ہیں جیسے گدھے کے سر سے سینگ —— عمران بھی غائب ہے۔ صرف ہمارے سامنے وہ عمارت ہے جسے ہم سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر سمجھ رہے ہیں لیکن اس کے اندر جس قسم کے حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں اس کے مطابق تو ہم اس کے اندر داخل نہیں ہو سکتے۔ اس لئے میں نے اس کے اندر داخل ہونے کا نیا پلان بنایا تھا کہ اس عمارت کے نیچے موجود سرکاری سیوریج لائن کا نقشہ اور اس کی تفصیلات اگر ہمیں مل جائیں تو ہم آسانی سے خفیہ طور پر اس کے اندر داخل ہو سکتے ہیں کیونکہ حفاظتی آلات باہر سے آنے والوں کو پیش نظر رکھ کر نصب کئے جاتے ہیں —— گٹر لائن پوائنٹ کا تو انہیں خیال تک نہ ہو گا لیکن اب کے۔ جی۔ بی کے ایجنٹوں کی ہلاکت اور ان کی گرفتاری سے یہ مسئلہ بھی ختم ہو گیا ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے انہیں کوئی ایسا کلیو مل گیا ہو گا کہ یہ لوگ کیا کام کر رہے ہیں اور اگر نہ بھی ملا ہو گا تو انہوں نے روڈنی اور اس نواب ارشد حسین سے پوچھ لیا ہو گا۔ مسئلہ تو جیسے بھی ہوا بہر حال اب ختم ہو گیا لیکن اب میں اس سارے مشن سے واقعی تنگ آگیا ہوں اس لئے میں نے یہ میٹنگ کال کی ہے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

میرے ذہن میں ایک نئی لائن آف ایکشن آئی ہے۔ لیکن یہ لائن آف ایکشن ایسی ہے کہ جس کا نتیجہ دونوں صورتوں میں نکل سکتا ہے یا تو ہم لوگ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گے —— یا پھر ہم اپنا مشن چند روز میں ہی پورا کر لیں گے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ اس پر عمل شروع کرنے سے پہلے آپ سب سے اسے باقاعدہ ڈسکس کر لیا جائے" —— سردار احمد جان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"فرمائیں" —— نکولائی نے کہا۔

"میرے ذہن میں لائن آف ایکشن یہی ہے کہ عمران کے فلیٹ پہ میں خود جاؤں اور اس وقت تک وہیں رہوں جب تک عمران وہاں آ نہیں جاتا —— اور تم لوگ فلیٹ سے باہر موجود رہو —— جیسے ہی میں کاشن دوں تم اوپر آ جاؤ اور پھر اس عمران کو وہاں سے اغوا کر کے یہاں لے آیا جائے۔ اس کے بعد اس کی ایک ایک ہڈی توڑ کر اس سے یہ معلوم کیا جائے کہ کیا واقعی وہی پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ہے اگر وہ واقعی ایسا ہے تو پھر اس سے سیکرٹ سروس کے سارے ممبران کو کسی خاص جگہ کال کر کے اکٹھے کیا جائے اور اس کے بعد اس عمارت کو ڈائنامیٹ بموں سے اڑا دیا جائے —— اس طرح سیکرٹ سروس کا تو خاتمہ ہو جائے گا —— رہ گیا ہیڈ کوارٹر، تو اس عمران سے اس کے تمام حفاظتی انتظامات معلوم کر کے اس پر آسانی سے قبضہ کیا جا سکتا ہے اور وہاں سے اپنے مطلب کی فائل حاصل کرنے کے بعد اس عمارت کو بھی ڈائنامیٹ سے اڑا دیا جائے اور آخر میں اس عمران کو بھی ہلاک کر دیا جائے —— اس طرح ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا" —— سردار

احمد جان نے اپنی نئی لائن آف ایکشن کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"باس! ــــ جب آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ عمران انتہائی شاطر آدمی ہے تو آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ اس قدر آسانی سے قابو میں آ جائے گا" ــــ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد ربانی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس کے بارے میں اسی شاطر پن کا سن کر تو ایس۔ وی اب تک خواب ہو رہی ہے ــــ ہم ذہنی طور پر اس سے خوفزدہ ہو چکے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہم اپنے تحفظ کے چکر میں پڑ گئے ہیں اور مشن میں مکمل ناکامی ہمیں مل رہی ہے جب کہ آج سے پہلے کبھی ایس۔ وی ایسے تحفظات کے چکر میں نہیں پڑی ــــ ہمیں تیز اور ڈائریکٹ ایکشن کرنا چاہیے"۔ سردار احمد جان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"باس! ــــ اگر یہ سارا کام اس طرح ہو سکتا تو روسیاہ یہ کام آسانی سے یہاں موجود کے۔ جی۔ بی کے ایجنٹوں سے بھی کرا لیتا ــــ اُسے ایس۔ وی آپ اور ایم کو سامنے لانے کی کیا ضرورت تھی" ــــ ربانی نے تلخ لہجے میں کہا۔

"تو پھر کیا کیا جائے ــــ اسی طرح احمقوں کی طرح ان کے پیچھے دوڑتے رہیں اور ناکام ہوتے رہیں ــــ یا پھر چیف کے سامنے ناکامی کا اعلان کر کے واپس چلے جائیں" ــــ سردار احمد جان نے انتہائی جھنجھلائے ہوئے لہجے میں میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"باس! ــــ آپ کی لائن آف ایکشن درست ہے۔ ایک آدمی کو اغوا کرنا اور پھر اس پر تشدد کر کے اس سے کچھ اگلوا لینا کونسا بڑا مسئلہ ہے۔ چاہے وہ کوئی بھی کیوں نہ ہو ــــ آپ پہلے بھی خوامخواہ نگرانی وغیرہ کے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

چکر میں پڑے رہے ہیں ــــ آپ خود کیوں جاتے ہیں۔ ہمیں اس کا پتہ اور حلیہ بتا دیں۔ ہم اسے اٹھا کر یہاں لے آئیں گے" ــــ اس بار ربانی کے بولنے سے پہلے ہی نکولائی بول پڑا۔

"ٹھیک ہے ــــ بس ایسے ہی ہوگا ــــ جو بھی نتیجہ نکلے بہرحال اب ایسے ہی ہوگا۔ یہ میرا فیصلہ ہے ــــ روسیاہ والے بھی خوامخواہ اس سے ڈرتے ہیں اور شاید انہوں نے اسی لئے یہاں کے مقامی ایجنٹوں کے ذمہ یہ کام نہیں لگایا کہ سیکرٹ سروس مقامی ایجنٹوں کے بارے میں واقف ہوگی ــــ ربانی بولو ــــ کیا تمہیں میرے فیصلے سے کوئی اختلاف ہے"۔ سردار احمد جان نے اسی طرح سخت جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جب آپ نے فیصلہ کر لیا ہے باس! ــــ تو پھر اختلاف کرنا تو جرم ہے۔ پہلے آپ مشورہ لے رہے تھے اس لئے میں نے بات کر دی تھی"۔ ربانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ ــــ تو سنو! ــــ عمران کو اغوا کرنے کا کام اب نکولائی اور اس کا گروپ کرے گا ــــ تم اپنے گروپ کے ساتھ اس کی نگرانی کرو گے۔ کسی بھی لمحے انہیں کوئی خطرہ درپیش ہو تو تم نے ان کی مدد کرنی ہے ــــ میں اپنی رہائش گاہ میں رہوں گا تاکہ کسی کو میرے متعلق علم نہ ہو سکے ــــ جب عمران یہاں ہیڈ کوارٹر میں پہنچ جائے تو پھر مجھے اطلاع کرنا۔ عمران سے پوچھ گچھ میں خود کروں گا ــــ ربانی! ــــ تم نکولائی کو عمران کا حلیہ بھی بتاؤ گے اور اس کا فلیٹ بھی دکھاؤ گے" ــــ سردار احمد جان نے تیزی سے فیصلے کرتے ہوئے کہا۔

"تو کیا آپ خود اس کے فلیٹ میں نہ جائیں گے جیسا کہ آپ پہلے کہہ رہے

تھے" ——— ربانی نے حیران ہو کر کہا۔

"نہیں — میں نے ارادہ بدل دیا ہے۔ جب مقصد اُسے اغوا کرنا ہے تو پھر میں سامنے کیوں آؤں ——— اس کے فلیٹ کی نگرانی کرو۔ کبھی نہ کبھی تو بہرحال وہ فلیٹ میں آئے گا ہی سہی" ——— سردار احمد جان نے کہا اور ربانی اور نکولاتی نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"ٹھیک ہے باس! — آپ کیوں سامنے آتے ہیں — ایک آدمی کو اغوا ہی کرنا ہے — ہو جائے گا" ——— نکولاتی نے کہا اور سردار احمد جان اٹھ کھڑا ہوا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات موجود تھے جیسے اس نے اب صحیح لائن آف ایکشن تلاش کر لی ہو۔

"اب تم ربانی سے عمران اور اس کے فلیٹ کے بارے میں معلومات کرو اور باقی تفصیلات بھی خود ہی طے کر لینا ——— مجھے بس اتنی اطلاع ملنی چاہیئے کہ عمران یہاں پہنچ گیا ہے اور اس کی نگرانی نہیں کی جا رہی"۔ سردار احمد جان نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

عمران جیسے ہی آپریشن روم میں داخل ہوا، بلیک زیرو کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا ہوا ——— کیا کرسی میں کھٹمل ہیں جو تم بار بار اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہو" ——— عمران نے جان بوجھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا حالانکہ وہ جانتا تھا کہ بلیک زیرو احتراماً اٹھ کر کھڑا ہوتا ہے۔

"میں آپ کے احترام میں اُٹھ کر کھڑا ہوتا ہوں" ——— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر میں یہی کام نہ شروع کر دوں کہ دروازے سے باہر گیا اور تم بیٹھ گئے ——— اندر آیا اٹھ کھڑے ہوئے ——— پھر باہر گیا تو تم پھر بیٹھ گئے اس طرح مجھے دو چار سو دفعہ چکر تو ضرور لگانے پڑیں گے لیکن جوزف کی طرح تمہارے بھی دو چار سو ڈنڈ پورے ہو جائیں گے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آپ ہی تھک جائیں گے دروازے سے آتے اور جاتے ۔۔۔ میں نہیں تھکوں گا" ۔۔۔ بلیک زیرو نے بھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا اور عمران مسکرا دیا۔

"نواب ارشد حسین کا کیا ہوا" ۔۔۔ ؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"وہ کے۔جی۔بی کا ایجنٹ ہے ۔۔۔ صرف رقم وصول کرنے والا ایجنٹ"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کے۔جی۔بی کا ایجنٹ ۔۔۔ اوہ! آپ کے ہاتھ کیسے لگ گیا" ۔۔۔ ؟ بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا کیونکہ اسے تو سرے سے کسی بات کا علم نہ تھا۔ اسے تو صرف اتنا معلوم تھا کہ ٹائیگر کی ٹرانسمیٹر پر کال آئی تھی اور اس نے عمران کو بتایا تھا کہ کسی بدمعاش روڈنی کے پاس اصل عامر سہیل ہے اور عمران زیرو میک اپ کر کے چلا گیا تھا۔ پھر اس کی کال آئی کہ نواب ارشد حسین کو اغوا کر کے دانش منزل پہنچا دیا جائے۔ اور عمران یہاں آتے ہی نواب ارشد حسین کے پاس چلا گیا تھا۔

"اتنا حیران ہونے کی ضرورت نہیں ۔۔۔ ایسے ایجنٹوں کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہوتی ۔۔۔ یہ سپر پاورز عام کاموں کے لئے مقامی لوگوں کو پالتی ہیں ۔۔۔ انہیں بھاری رقوم دیتی ہیں۔ لیکن انہیں کوئی خاص معلومات نہیں ہوتیں۔ نواب ارشد حسین بھی ایسا ہی ایجنٹ ہے ۔۔۔ اور وہ روڈنی بھی اسی کا آدمی تھا" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تھا کا مطلب ہے وہ ختم ہو چکا ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"میں نے ٹائیگر کو واچ ٹرانسمیٹر پر ہدایات دے دی تھیں کہ وہ اس سے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

خود عامر سہیل کے متعلق تفصیلات معلوم کر کے اس کا خاتمہ کر دے کیونکہ میں اس نواب ارشد سے فوری ملنا چاہتا تھا اور مجھے یقین ہے کہ ٹائیگر نے اب تک اپنا کام مکمل کر لیا ہوگا اس لئے میں نے "تھا" کا صیغہ استعمال کیا ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے وضاحت کی۔

"آپ مجھے تفصیل تو بتائیں ۔۔۔ آپ تو گئے تھے روڈنی کے پاس اور درمیان میں یہ نواب ارشد حسین کیسے ٹپک پڑا" ۔۔۔ ؟ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے اسے ساری بات بتا دی۔

"کیا مطلب! ۔۔۔ وہ چیف انجینئر دانش منزل کے سیوریج سسٹم کو چیک کر رہا تھا۔ مگر یہاں تو سرکاری سیوریج سسٹم موجود ہی نہیں ہے ہمارا پرائیویٹ ارینجمنٹ ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسی لئے تو پرائیویٹ ارینجمنٹ کیا گیا تھا کیونکہ کسی بھی عمارت میں داخلے کے لئے سب سے آسان راستہ یہی سیوریج سسٹم ہی ہوتا ہے۔ بہرحال نواب ارشد حسین نے صرف اتنا بتایا ہے کہ اسے یہ کام چیف نے دیا تھا اور اس نے اسے روڈنی کے ذمہ لگا دیا ۔۔۔ اور چیف کے بارے میں اسے صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ فون پر اسے کام دیتا ہے اور کام ہو جانے کے بعد اس کے اکاؤنٹ میں خود بخود بھاری رقم جمع ہو جاتی ہے ۔۔۔ اور چیف کے بارے میں اسے صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ کے۔جی۔بی کا مقامی چیف ہے۔ اس سے زیادہ اسے کچھ معلوم نہیں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہو سکتا ہے وہ چھپا رہا ہو" ۔۔۔ بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہی بات سوچ کر میں نے اس کی روح سے پوچھ گچھ کرنے کی کوشش

کی کہ چلو رُوح تو جھوٹ نہ بولے گی لیکن رُوح صاحبہ جسم سے نکلتے ہی غائب ہوگئی اور مجھے بے نیل و مرام واپس آنا پڑا" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو سمجھ گیا کہ تشدد کے دوران نواب ارشد ہلاک ہو چکا ہے۔

"اس کا مطلب ہے کہ اس بار کے۔جی۔بی ہمارے خلاف کام کر رہی ہے" ـــــ بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــ لگتا تو ایسا ہی ہے ـــ بہرحال معلوم ہو جائے گا" ـــــ عمران نے مبہم سے لہجے میں کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"رائل کلب" ـــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"احسان علی خان بول رہا ہوں ـــــ اسسٹنٹ مینجر افضل راٹھور سے بات کرائیں" ـــــ عمران نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر ـــ ہولڈ آن کریں" ـــــ دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک اور آواز رسیور پر ابھری۔

"ہیلو ـــ افضل راٹھور بول رہا ہوں" ـــــ بولنے والے کے لہجے میں حیرت تھی شاید وہ احسان علی خان کو نہ پہچانتا تھا۔

"پرنس آف ڈھمپ ـــ ٹرانسمیٹر پر بات کرو" ـــــ عمران نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر پر اپنی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ بلیک زیرو خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ٹرانسمیٹر سے کال آگئی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ـــ ہیلو ـــ راٹھور کالنگ پرنس۔ اوور" ـــــ افضل راٹھور کی آواز ٹرانسمیٹر سے نکل رہی تھی۔

"یس ـــ پرنس آف ڈھمپ اٹنڈنگ یو ـــــ کال کوئی سُن تو نہیں رہا۔ اوور" ـــــ عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں جناب! ـــ میں نے پہلے ہی خیال رکھا ہے۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کے۔جی۔بی کے مقامی چیف نے نواب ارشد خان کے ذمے ایک خصوصی کام لگایا تھا جو اس نے ڈریگون سپیشل کلب کے روڈنی کے ذریعے مکمل کرانے کی کوشش کی ـــــ نواب ارشد حسین صرف اتنا بتا سکا ہے کہ اُسے یہ کام کے۔جی۔بی کے چیف نے دیا تھا ـــــ تم نے یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ کام کے۔جی۔بی کے مقامی چیف کو کس پارٹی نے دیا تھا اور اس پارٹی کے بارے میں اگر کوئی تفصیلات مل سکیں تو زیادہ بہتر ہے۔ اوور" ـــــ عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"کام کیا تھا۔ اوور" ـــــ؟ دوسری طرف سے افضل راٹھور نے پوچھا۔

"ایک عمارت کے نیچے سرکاری سیوریج سسٹم کے نقشے کی تفصیلات حاصل کرنی تھیں۔ اوور" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"او۔کے ـــ میں معلوم کر کے آپ کو کال کرتا ہوں۔ اوور" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"پوری ہوشیاری سے کام کرنا ـــــ دوسری پارٹی سے متعلق جس قدر زیادہ معلومات حاصل ہو سکیں اچھا ہے۔ اوور" ـــــ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے — میں سمجھ گیا —— لیکن جواب کل ہی دے سکوں گا۔ اوور" —— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او۔کے —— ٹرانسمیٹر پر ہی بات کرنا —— اوور اینڈ آل" —— عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"یہ کے۔جی۔بی کا ایجنٹ ہے" —— ؟ ٹرانسمیٹر آف ہوتے ہی بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں —— البتہ یہ ایک ایسے آدمی کو جانتا ہے جو کے۔جی۔بی کے مقامی ہیڈکوارٹر میں کسی اہم پوسٹ پر ہے اور ایک خاص قسم کی شراب کا بے حد رسیا ہے —— اب یہ رات کو اس سے ملے گا اور اُسے وہ شراب کافی مقدار میں پلائے گا اور پھر جب وہ آدمی نشے میں آؤٹ ہو گا تو پھر اس سے ساری باتیں معلوم کرے گا —— اس آدمی کو پتہ بھی نہ چلے گا کہ وہ کیا بتا چکا ہے اور افضل راٹھور کو معاوضے میں پرنس آف ڈھمپ سے بھاری رقم مل جائے گی" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ —— اگر ایسی بات ہے تو اس خاص آدمی کو ہمیں نظر میں رکھنا چاہیئے تاکہ یہاں موجود کے۔جی۔بی کے ایجنٹوں کی سرگرمیاں ہمارے علم میں رہیں" —— بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کیا ضرورت ہے خوامخواہ کی سردردی کی —— یہ لوگ صرف سیاسی قسم کی معلومات حاصل کر کے اپنے اپنے ملکوں کو بھیجتے ہیں اور سُپر پاورز ایسے ایجنٹ ہر ملک میں رکھتی ہیں" —— عمران نے کہا اور پھر کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"آپ کہاں چل دیئے" —— ؟ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"میں اب فلیٹ پر جا رہا ہوں —— تم نواب ارشد حسین کی لاش برقی بھٹی میں ڈال دینا" —— عمران نے جواب دیا۔

"لیکن آپ کے فلیٹ میں بھی تو ڈکٹا فون موجود ہو سکتا ہے یا ہو سکتا ہے کہ فلیٹ کی نگرانی بھی ہو رہی ہو" —— بلیک زیرو نے کہا کیونکہ جب سے صفدر کے فلیٹ سے ڈکٹا فون ملا تھا عمران فلیٹ پر واپس نہ گیا تھا۔

"اس لئے تو جا رہا ہوں کہ یہ بلی چوہے والا کھیل ختم تو ہو —— جو بھی ہو گا کم از کم سامنے تو آ جائے گا" —— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو آپ ان لوگوں کو سامنے لے آنے کے لئے اپنے آپ کو چارے کے طور پر استعمال کرنا چاہتے ہیں —— پھر میں ممبرز کی ڈیوٹی نہ لگا دوں آپ کے فلیٹ کی نگرانی کے لئے" —— بلیک زیرو نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے ایسا نہ ہو اور میں تو آرام سے فلیٹ میں پڑا سوتا رہوں اور وہ بیچارے ساری رات نگرانی کرتے رہ جائیں —— اور اگر کچھ ہو گا بھی سہی تو تم فکر نہ کرو میں اکیلا ہی سنبھال لونگا" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے ڈریسنگ رُوم کی طرف بڑھ گیا تاکہ اپنے چہرے پر موجود میک اپ صاف کر دے۔ گو فلیٹ پر جانے کی بات کرتے ہوئے اس کے ذہن میں نگرانی والی بات نہ تھی لیکن بلیک زیرو کے بات کرنے پر اس کے ذہن میں فوراً ہی یہ سکیم بن گئی کہ وہ خود کو سامنے لے آئے تاکہ اگر واقعی کوئی تنظیم ان کے خلاف کام کر رہی ہو تو کم از کم اس کا کلیو تو ملے گا ہی۔ چنانچہ اب اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ میک اپ

صاف کر کے اپنی ہی کار میں فلیٹ پر جائے گا۔ اس کار میں جس کے بمپر کے نیچے سے برآمد ہونے والے سپیشل انڈیکیٹر کے بعد اس نے اُسے استعمال نہ کیا تھا اور دانش منزل کے گیراج میں بند کر دیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار دانش منزل سے نکل کر اپنے فلیٹ کی طرف بڑھنے لگی۔ عمران کی نظریں بیک مرر پر جمی ہوئی تھیں وہ چیک کرنا چاہتا تھا کہ کہیں دانش منزل کی نگرانی تو نہیں ہو رہی کیونکہ بہرحال اب یہ بات تو سامنے آ چکی تھی کہ دانش منزل کے خلاف کوئی پارٹی کام کر رہی ہے جس نے پہلے اندر چیکنگ مشین پہنچائی اور اب اس کے سیکورٹی نظام کو چیک کرا رہی تھی لیکن فلیٹ تک پہنچ جانے کے باوجود اسے کوئی مشکوک کار نظر نہ آئی۔ اس نے کار فلیٹ کے نیچے بنے ہوئے گیراج میں بند کی اور پھر وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔ دروازے کو تالا لگا ہوا تھا اس کا مطلب تھا کہ سلیمان کہیں گیا ہوا ہے۔ عمران نے مخصوص رخنے میں سے چابی نکالی اور پھر تالا کھول کر وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا اس کی ناک سے کوئی غبارہ سا ٹکرایا۔ عمران کا ہاتھ تیزی سے ناک کی طرف بڑھا ہی تھا کہ یکلخت اس کے ذہن میں ایک دھماکہ سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔ پھر جیسے تاریکی آہستہ آہستہ چھٹتی ہے اس طرح اس کے ذہن پر موجود تاریکی کی دبیز تہہ ہلکی پڑنے لگ گئی۔ اور آہستہ آہستہ تاریکی کی جگہ روشنی نے لینی شروع کر دی اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں۔ چند لمحوں تک تو اس کا ذہن خالی خالی سا رہا پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور پیدا ہوتا گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے آپ کو ایک بڑے سے کمرے کے درمیان ایک

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ستون کے ساتھ بندھے ہوئے کھڑے دیکھا۔ اُسے لوہے کی زنجیر کے ساتھ ستون سے جکڑا گیا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ بھی ستون کی عقبی طرف کر کے اس کی کلائیوں میں ہتھکڑی ڈالی گئی تھی۔ اس کے جسم کے گرد زنجیر اس طرح بندھی ہوئی تھی کہ گردن کے نچلے حصے سے لے کر پیروں تک وہ اس طرح جکڑا ہوا تھا کہ جسم کو معمولی سی حرکت بھی نہ دے سکتا تھا صرف اس کا سر اور گردن حرکت کر سکتی تھی۔ کمرے میں کسی قسم کا کوئی سامان نہ تھا اور نہ ہی وہاں کوئی آدمی تھا اس کے سامنے ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ عمران کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ رینگ گئی۔

" چلو اب کسی مخالف کی شکل تو نظر آئے گی ——— خوامخواہ کا اسرار پھیلا رکھا تھا انہوں نے" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سب سے پہلے اپنی انگلیوں کو حرکت دے کر اپنی کلائیوں میں پڑی ہوئی کلپ ہتھکڑی کھولنے کی کوشش شروع کر دی۔ چند لمحوں کی کوشش کے بعد کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی ہتھکڑی کھل گئی۔ عمران نے ہتھکڑی نیچے نہ گرنے دی اور اُسے ایک ہاتھ سے پکڑ لیا کیونکہ اگر ہتھکڑی نیچے گر جاتی تو پھر سامنے سے نہ سہی مگر سائیڈ سے بہرحال نظر آ جاتی۔ گو اس کی کلائیاں تو آزاد ہو چکی تھیں لیکن پورے بازو زنجیر سے آزاد نہ ہو سکتے تھے کیونکہ بازوؤں کے گرد بھی زنجیریں موجود تھیں اس نے اب منہ اونچا کر کے سر سے اوپر ستون کے ساتھ بندھی ہوئی زنجیر کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا پھر اس نے نیچے اپنے قدموں میں پڑی ہوئی زنجیر کو دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ کیونکہ اب اسے زنجیر کے بندھے ہونے کا پورا سسٹم معلوم ہو گیا تھا اس

نے چیک کر لیا تھا کہ پہلے نیچے ستون کے گرد زنجیر لگا کر اُسے آپس میں منسلک کر دیا گیا تھا اور یہ رابطہ یقیناً ایک کڑے کے ذریعے ہی ہو سکتا تھا اور پھر زنجیر کو اس کے جسم کے گرد لپیٹ کر اوپر لے جا کر ایک بار پھر ستون کے گرد لگا کر اس کے سرے پر موجود کڑے کو زنجیر کی کڑی میں ڈال دیا گیا تھا اس طرح زنجیر بالکل ٹائٹ ہو گئی تھی اور اس کا بندھا ہوا جسم معمولی سی حرکت بھی نہ کر سکتا تھا لیکن عمران جانتا تھا کہ اس سارے سسٹم میں سب سے کمزور پوائنٹ وہی کڑا ہوتا ہے جو زنجیر کی کڑی میں ڈالا جاتا ہے اگر اس پر پورا دباؤ پڑ جائے تو وہ کھل بھی سکتا ہے۔

چنانچہ اس نے اس پر دباؤ ڈالنے کا آغاز کر دیا۔ سب سے پہلے تو اس نے اپنے جسم کو نیچے کی طرف سمیٹا۔ پہلے پہل تو وہ کامیاب نہ ہوا لیکن بار بار اور مسلسل کوشش کرنے سے اس کے سر کے اوپر جا کر ستون کے گرد گھومی ہوئی زنجیر تھوڑی سی نیچے کھسک آئی اور عمران سیدھا ہو گیا زنجیر کے نیچے ہونے سے اس زنجیر کی سختی ختم ہو گئی اب وہ ڈھیلی پڑ گئی تھی۔ عمران نے اب جسم کو آگے کی طرف زور ڈال کر دبانے کی کوشش شروع کر دی۔ وہ مسلسل کوشش کرتا رہا۔ سانس روک کر وہ جسم کو سمیٹتا اور پھر یکلخت سانس چھوڑ کر جسم کو پوری قوت سے پھلا کر آگے کی طرف دباؤ ڈالتا۔ اس کا جسم مسلسل زور لگانے سے پسینے میں شرابور ہو گیا لیکن اس کا یہ فائدہ ہوا کہ اب زنجیر خاصی ڈھیلی پڑ چکی تھی۔ دو چار بار مزید کوشش کرنے کے بعد جب اسے ہلکی سی کھٹک کی آواز اپنے سر کے اوپر سنائی دی تو اس کے لبوں پر بے اختیار آسودہ سی مسکراہٹ تیر گئی کیونکہ وہ اس آواز کا مطلب اچھی طرح

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سمجھتا تھا اس کا مطلب تھا کہ اوپر موجود کنڈا دباؤ پڑنے کی وجہ سے آدھے سے زیادہ کھل چکا ہے اور اب باقی کھل جانا کوئی مشکل کام نہ تھا صرف ایک زوردار جھٹکے کی ضرورت تھی اور اس کے بعد ساری زنجیر کھڑکھڑاتی ہوئی نیچے فرش پر آ گرتی۔ زنجیر میں یہی خاصیت تھی جبکہ رسی کے بل اتنی آسانی سے نہ کھلتے تھے۔ اس نے ہونٹ بھینچ کر آخری جھٹکا دینے کا ارادہ کیا ہی تھا تاکہ زنجیر کی گرفت سے آزاد ہو سکے کہ اچانک دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور عمران چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ دوسرے لمحے اس نے کھلے دروازے سے تین آدمیوں کو اندر آتے ہوئے دیکھا۔ ایک آگے تھا جبکہ دو اس کے عقب میں تھے۔ ان تینوں کا انداز جارحانہ تھا۔ گو وہ تینوں ہی مقامی تھے لیکن عمران دور سے ہی پہچان گیا تھا کہ ان تینوں کے چہروں پر میک اپ ہے۔ آگے والا خالی ہاتھ تھا جب کہ عقب میں موجود دونوں آدمیوں کے ہاتھوں میں مشین گنیں پکڑی ہوئی تھیں۔

”تو یہ ہے علی عمران —— پاکیشیا سیکرٹ سروس کا وہ مشہور زمانہ سیکرٹ ایجنٹ —— جس کا نام پوری دنیا میں دہشت بنا ہوا ہے“ —— سب سے آگے والے نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ بڑے غور سے عمران کو دیکھ رہا تھا لیکن اس کی آواز سنتے ہی عمران کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا اور دوسرے لمحے وہ پہچان گیا کہ یہ بولنے والا سردار احمد جان ہے، وہی سردار احمد جان جو اپنے باپ کی بیماری کی کال ملنے پر اچانک آزاد علاقے واپس چلا گیا تھا اور جو عمران سے مدد حاصل کرنے آیا تھا۔ گو وہ اپنے طور پر آواز بدل کر بات کر رہا تھا لیکن ظاہر ہے عمران جیسے شخص کے سامنے

اس کی ہر کوشش بے سود تھی۔

"یس باس! ——— یہی علی عمران ہے" ——— پیچھے آنے والوں میں سے ایک نے کہا اور اس کے بولنے پر ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ آدمی روسیاہی ہے۔ گو اس نے مقامی لہجے میں انگریزی بولنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ اپنا مصنوعی لہجہ پوری طرح نہ بدل سکا تھا۔

"کمال ہے ——— میں نے تو سنا تھا کہ پہاڑوں پر رہنے والوں کی قوت حافظہ بے حد تیز ہوتی ہے ——— لیکن تم تو اتنی جلدی سب کچھ بھول گئے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب! ——— کیا کہنا چاہتے ہو تم" ——— ؟ سب سے آگے والے نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہیں آخر اس طرح اپنے آپ کو چھپانے کی کیا ضرورت تھی سردار احمد جان! ——— تم ایک طاقتور اور باعزت قبیلے کے سربراہ ہو" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور وہ آدمی بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ ——— اوہ ——— تو تم مجھے سردار احمد جان سمجھ رہے ہو" ——— ؟ اس نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"اگر تم اپنے آپ کو نہیں سمجھتے تو ٹھیک ہے ——— مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے ——— سردار سکندر جان کو حکومت پاکیشیا کی طرف سے باقاعدہ سردار نامزد کر دیا جائے گا۔ ورنہ اب تک تو حکومت یہی سوچ رہی تھی کہ تم فعال اور پاکیشیا نواز آدمی ہو۔ اس لئے سردار سکندر جان کی بجائے تمہیں ہی سردار نامزد کر دیا جاتے ——— لیکن بہرحال تمہاری مرضی" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"تم کیسے سردار بناتے ہو اور کیسے نہیں ——— اس سے مجھے کوئی مطلب نہیں اور نہ ہی میں سردار احمد جان ہوں اور نہ مجھے بننے کی ضرورت ہے سمجھے ——— میں نے تمہیں اغوا کر کے یہاں اس لئے بلوایا ہے کہ تم مجھے سیکرٹ سروس کے ممبران اور سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں پوری تفصیلات بتا سکو ——— بولو ——— کیا تم ویسے ہی بتا دو گے یا تم پر باقاعدہ تشدد کیا جائے" ——— سامنے والے نے غراتے ہوئے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور عمران قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"بہت خوب ——— مجھے اندازہ نہ تھا کہ روسیاہی حکام اب اس قدر لاپرواہ ہو چکے ہیں کہ انہوں نے تم جیسے احمق کو پاکیشیا بھجوا دیا ہے ——— تمہارا کیا خیال ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس کا ہیڈ کوارٹر تمہیں کسی حلوائی کی دکان پر پڑا مل جائے گا ——— تم جاؤ اور جا کر اپنے قبیلے کی سرداری کرو" ——— عمران نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یہ واقعی ڈھیٹ آدمی ہے ——— جاؤ اور تیزاب والی پچکاری لے آؤ ——— میں دیکھتا ہوں کہ یہ کتنی دیر تک خاموش رہتا ہے" ——— سامنے والے نے مڑ کر اپنے پیچھے کھڑے دونوں ساتھیوں میں سے ایک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس" ——— اس آدمی نے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔

"تیزاب کی پچکاری ——— اوہ! ویری بیڈ ——— میں سمجھا تھا کہ تم جسمانی تشدد کرو گے" ——— عمران کے چہرے پر یکلخت انتہائی خوف کے تاثرات ابھر آئے اور اس کے ساتھ ہی سامنے والے کے فاتحانہ قہقہے سے کمرہ

گونج اٹھا۔

"ارے اس قدر بزدل ہو۔۔۔ کمال ہے۔۔۔ یہ ضروری تو نہیں تھا کہ میں پہلے ہی تمہاری آنکھوں پر پچکاری مارتا۔۔۔ پہلے تمہارے جسم کے دوسرے حصوں پر بھی ماری جا سکتی تھی"۔۔۔ سامنے والے نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے باپ رے۔۔۔ آنکھوں پر تیزاب کی پچکاری۔۔۔ اوہ مائی گاڈ"۔ عمران واقعی انتہائی حد تک خوفزدہ نظر آنے لگ گیا تھا۔

"تو پھر پچکاری آنے سے پہلے سب کچھ بتا دو۔۔۔ میرا وعدہ ہے کہ تمہاری جان بخش دی جائے گی"۔۔۔ سامنے والے نے اسی طرح فاتحانہ انداز میں کہا۔

"میں سب کچھ بتا سکتا ہوں لیکن میری بھی ایک شرط ہے۔۔۔ پہلے تم اپنا تفصیلی تعارف کراؤ۔۔۔ اور یہ بھی بتا دو کہ تم سیکرٹ سروس کے ممبران اور ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کیوں جاننا چاہتے ہو"۔۔۔ عمران نے اسی طرح سہمے ہوتے لہجے میں کہا۔

"وعدہ کرتے ہو"۔۔۔ سامنے والے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں وعدہ"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تو سنو۔۔۔ میرا تعلق روسیاہ کی ایک خفیہ ایجنسی ایس۔ وی سے ہے جو کے۔ جی۔ بی کے چیف کے تحت ہی کام کرتی ہے۔۔۔ میرا نمبر ایس۔ وی تھری ہے اور یہ میرے ساتھی بھی اسی ایجنسی سے متعلق ہیں۔ ہماری ایجنسی کے ذمے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران اور سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کرنے کا کام لگایا گیا ہے تاکہ ہم یہ معلومات حکام تک

RAFREXO@HOTMAIL.COM

پہنچا سکیں"۔۔۔ ایس۔ وی تھری نے کہا۔

"روسیاہی حکام ان معلومات کا اچار ڈالیں گے۔۔۔ یا مربہ۔۔۔؟" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب!۔۔۔ کیا تم میرا مذاق اڑا رہے ہو"۔۔۔ ایس۔ وی تھری نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"صرف اتنا بتا دو ایس۔ وی تھری صاحب!۔۔۔ کہ اصل سردار احمد جان کہاں ہے۔۔۔ اور تمہیں کیا ضرورت تھی پہلے سردار احمد جان بن کر پاکیشیا آنے کی اور سیکرٹ سروس کو آزاد علاقے میں لے جانے پر آمادہ کرنے کی۔۔۔ بحیثیت ایس۔ وی ایجنٹ بھی تم یہاں کام کر سکتے تھے جیسے اب کر رہے ہو"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ کے۔ جی۔ بی کی پلاننگ تھی اور یہ پلاننگ ایک آدمی ایم نے کی تھی اس پلاننگ کے تحت کام واقعی تیزی سے کامیابی کی طرف بڑھنے لگا۔ تمہارے ایک ایجنٹ کیپٹن شکیل کو ٹریس کیا گیا۔۔۔ دوسری طرف سردار احمد جان کی طرف سے بھی ایک خصوصی خط تمہارے فلیٹ تک پہنچایا گیا۔ کیپٹن شکیل نے وہ کارڈ اپنے ساتھی صفدر کو دے دیا۔۔۔ اس طرح صفدر بھی سامنے آ گیا اور پھر ایک ایک کر کے دوسرے ساتھی بھی سامنے آتے گئے۔۔۔ ان سب کے فلیٹس میں خصوصی ڈکٹا فونز نصب کر دیئے گئے۔ تمہارے ذریعے ہیڈ کوارٹر بھی سامنے آ گیا لیکن تمہاری باتوں سے یہ اندازہ ہو گیا کہ تم بحیثیت سیکرٹ سروس چیف ٹیم کو آزاد علاقے میں نہیں بھیجنا چاہتے۔۔۔ چنانچہ میں نے چیف سے بات کی اور ایم کو واپس بلا لیا گیا۔۔۔ مجھے آزاد کر دیا گیا۔۔۔ میں چونکہ بحیثیت سردار احمد جان

تمہارے سامنے تھا اور مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ تم نے میری کوٹھی میں خصوصی ڈکٹا فون نصب کرانے کی ہدایات دی ہیں۔ اس لئے میں ایک فرضی کال اپنے نام کروا کر بظاہر واپس چلا گیا لیکن واپسی پر یہ حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ سیکرٹ سروس اچانک اپنے فلیٹس سے غائب ہو چکی ہے جس پر میں نے براہ راست ایکشن کی پلاننگ کی اور اس کے نتیجے میں تم یہاں میرے سامنے بے بس کھڑے ہو" ـــــ ایس۔ وی تھری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اس نے تو یہ سب کچھ اس نظریے کے تحت بتا دیا تھا کہ عمران جس انداز میں بے بس ہوا کھڑا ہے اس کی یہاں سے رہائی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اب اسے یہ تو معلوم نہ تھا کہ عمران ان کی آمد سے پہلے ہی اپنا کام دکھا چکا تھا۔

"وہ اصل سردار احمد جان کہاں ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"وہ وہیں ہو گا اپنے گھر ـــــ اپنے باپ کی تیمارداری کر رہا ہو گا"۔ ایس۔ وی تھری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب! ـــــ کیا اسے ان سب باتوں کا علم نہیں ـــــ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تم نے اس کی یہاں پاکیشیا والی کوٹھی استعمال کی۔ اس کے خاص آدمیوں نے یہاں تمہیں ڈیل کیا ـــــ اسے کیسے علم نہیں ہو گا"۔ عمران نے اس بار حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ روسیاہ آتا جاتا رہتا ہے اور اتفاق سے میرا گہرا دوست ہے۔ لیکن اسے میرے متعلق یہ علم نہیں ہے کہ میں کیا ہوں ـــــ باقی رہی یہاں کوٹھی اور اس کے آدمیوں والی بات ـــــ تو کیا تم ایس۔ وی کو اپنی طرح احمق سمجھتے ہو کہ وہ اس طرح پلاننگ کرے گی ـــــ اس کے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

آدمیوں کی لاشیں تو کہیں گٹروں میں گل سڑ چکی ہوں گی۔ یہاں سب ہمارے اپنے آدمی ہیں ـــــ بہرحال اب میں نے تمہاری شرط پوری کر دی ہے اس لئے اب تم وعدہ کے مطابق مجھے تفصیلات بتاؤ۔ لیکن ایک بات سوچ لو کہ تم نے اگر جھوٹ بولا تو تمہارا حشر عبرتناک ہو گا"۔ ایس۔ وی تھری نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"بالکل بتا دونگا ـــــ تم فکر نہ کرو ـــــ لیکن پہلے ایک سائیڈ مکمل ہو جائے ـــــ تم نے بتایا نہیں کہ ان معلومات کا روسیاہ اچار ڈالے گا۔ یا مربہ ـــــ آخر وہ ان معلومات کا کرے گا کیا" ـــــ عمران نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم ـــــ کوئی نہ کوئی مقصد تو بہرحال ہو گا ہی" ـــــ ایس۔ وی تھری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم مجھے بھی مجبور کر رہے ہو کہ میں بھی کچھ نہ بتاؤں" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب" ـــــ ایس۔ وی تھری نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"مسٹر سیاف! ـــــ تم ابھی ذہنی طور پر ایک معصوم بچے ہو۔ تمہیں تو ابھی اپنی ماں کی گود میں بیٹھ کر ٹیاؤں ٹیاؤں کرنا چاہئے ـــــ تم کہاں سیکرٹ ایجنسی کے چکر میں آ پھنسے ہو ـــــ تمہارا کیا خیال ہے کہ مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ تم لوگ کیوں یہ ساری بھاگ دوڑ کر رہے ہو"۔ عمران نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا اور ایس۔ وی تھری کی آنکھیں عمران کی بات سن کر حیرت سے کانوں تک پھیلتی چلی گئیں۔ اس کے پیچھے کھڑے ہوئے اس کے دونوں ساتھی بھی عمران کی بات پر بے حد حیران نظر آ رہے

تھے۔ دوسرا ساتھی تیزاب کی پچکاری لے کر نجانے کب واپس آکر ایس وی تھری کے عقب میں کھڑا ہو چکا تھا۔

اوہ ۔۔ اوہ ۔۔ تم ۔۔ تم ۔۔ تم یہ سب کچھ کیسے جانتے ہو ۔۔؟ تم میرا اصل نام کیسے جانتے ہو" ۔۔۔ ایس۔ وی تھری کی حالت واقعی دیکھنے والی تھی۔ اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" مجھے معلوم ہے کہ کے۔ جی۔ بی کے اس خصوصی شعبے جس کا کام پاکیشیا، آران اور شوگران کے گرد موجود آزاد قبائلی علاقوں میں جاسوسی کرنا ہے، کا کوڈ نام ایس۔ وی ہے ۔۔۔ اور جو سیکشن خاص طور پر پاکیشیا سے ملحقہ آزاد علاقے کے لئے کام کرتا ہے وہ سیکشن تھری ہے اور سیکشن تھری کا انچارج مسٹر سیاف صاحب ہیں اور سیاف صاحب کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ وہ نہ صرف قد وقامت اور چہرے مہرے سے آزاد قبائلی علاقہ کے سردار لگتے ہیں بلکہ وہ قبائلی لب و لہجہ بھی اسی طرح جانتے ہیں جیسے قبائلی ہی ہوں ۔۔۔ اور شاید یہی وجہ تھی کہ جب تم پہلے سردار احمد جان بن کر آئے تو میں تمہیں پہچان نہ سکا۔ لیکن اب جبکہ تم نے اپنے آپ کو ایس۔ وی تھری بتایا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ سردار احمد جان کو اس سارے سیٹ اپ کا ہی علم نہیں ہے تو یہ بات بہرحال صاف ہو گئی کہ تم سیاف ہو۔ اس لئے اس میں اتنا حیران ہونے والی کونسی بات ہے" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے اس طرح تفصیل بتا دی جیسے یہ کوئی عام سی بات ہو۔

" اوہ! ۔۔ اوہ! تم تو واقعی انتہائی شاطر اور ہوشیار آدمی ہو ۔۔ اب مجھے اس فائل کے مندرجات پر کچھ کچھ یقین آنے لگا ہے جس میں تمہارے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کارنامے درج تھے" ۔۔۔ ایس۔ وی تھری نے جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے کہا اور عمران اس کے اس انداز پر مسکرا دیا۔

" میں تو صرف تیزاب کی پچکاری سے ڈرتا ہوں ۔۔ یہ ریوالور وغیرہ تو مجھے واقعی بچوں کے کھلونے لگتے ہیں ۔۔۔ بہرحال تم نے بتایا نہیں کہ تم یہ معلومات کیوں حاصل کرنا چاہتے ہو" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تم جیسے خطرناک آدمی کو کچھ نہیں بتایا جا سکتا ۔۔۔ اب تم جلدی سے سب کچھ بتا دو ۔۔۔ سیکرٹ سروس کے ممبران کے نام اور ان کے موجودہ پتے ۔۔۔ اور سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کے اندر موجود حفاظتی انتظامات کی تفصیلات ۔۔۔ ورنہ میں اب تمہارا کوئی لحاظ نہ کروں گا" ۔۔۔ سیاف نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" واہ ۔۔ بہت خوب ۔۔۔ مجھے اغوا کرا کر زنجیروں سے جکڑ دیا ہے اور مجھ پر استعمال کرنے کے لئے تیزاب سے بھری ہوئی پچکاری بھی منگوالی ہے ۔۔ جیب سے ریوالور بھی نکال لیا ہے اور تمہارے دوسرے ساتھی کے ہاتھ میں مشین گن بھی موجود ہے ۔۔۔ اس کے باوجود بھی تم کہہ رہے ہو کہ میں تمہارا کوئی لحاظ نہ کروں گا ۔۔۔ بہت خوب ۔۔۔ سنو سیاف! میرا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے صرف اتنا ہی تعلق ہے کہ اس کا چیف مجھے خاص مشنز پر ہائر کر لیتا ہے ۔۔۔ یا پھر اس نے مجھے مستقل تنخواہ دینے کی غرض سے اپنا نمائندہ خصوصی بنایا ہوا ہے ۔۔۔ اس لئے جہاں تک سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کا تعلق ہے اس کا تو مجھے بھی علم نہیں ہے۔ اور جس عمارت میں تم نے مجھے جاتے ہوئے دیکھا اور جسے تم نے سیکرٹ سروس

کا ہیڈکوارٹر سمجھ لیا وہ عمارت میری ذاتی ملکیت ہے۔ اگر تم چاہو تو میں تمہارے ساتھ چل کر اس عمارت کا ایک ایک چپہ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو دکھا سکتا ہوں ـــــ وہاں میں نے اپنی ذاتی ریسرچ سے خاصے سائنسی حفاظتی اقدامات تجربے کے طور پر کر رکھے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میری کار کے بمپر کے نیچے لگاتے ہوئے تمہارے سپیشل انڈیکیٹر کی کارکردگی اس عمارت میں داخل ہوتے ہی زیرو ہو گئی ـــــ یہی حشر تمہاری اس چیکنگ مشین کا ہوا ـــــ جہاں تک سیکرٹ سروس کے ممبران کا تعلق ہے میں انہیں جانتا ضرور ہوں اور ان کی رہائش گاہوں کو بھی جانتا ہوں لیکن سیکرٹ سروس کے چیف نے اچانک ان سب کو میک اپ میں متبادل رہائش گاہوں پر بھجوا دیا ہے۔ اس لئے وہ کہاں ہیں اور کس میک اپ میں ہیں ـــــ یہ بات چیف ہی جانتا ہوگا“ ـــــ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

” مطلب ہے کہ تم کچھ نہیں جانتے ـــــ او کے ـــــ ابھی پتہ لگ جاتا ہے“ ـــــ سیاف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور تیزی سے اپنے اس ساتھی کی طرف مڑا جس کے ہاتھ میں تیزاب سے بھری ہوئی پچکاری تھی۔ ریوالور اس نے دوبارہ جیب میں ڈال لیا تھا۔

” یہ مجھے دو ـــــ میں دیکھتا ہوں یہ کیسے نہیں بتاتا“ ـــــ سیاف نے اپنے ساتھی سے کہا اور اس کے ساتھی نے جلدی سے ہاتھ میں پکڑی ہوئی خصوصی انداز کی پچکاری سیاف کے ہاتھ میں پکڑا دی۔

” ہاں! ـــــ اب بولو ـــــ میں تمہیں صرف ایک منٹ دوں گا اس کے بعد تمہارا کیا حشر ہوگا یہ تم بہتر جانتے ہو“ ـــــ سیاف نے پچکاری

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہاتھ میں لے کر اس کا سرا عمران کی طرف کرتے ہوئے سخت لہجے میں کہا اور عمران کے چہرے پر ایک بار پھر خوف کے آثار ابھر آئے۔

” سنو سیاف! ـــــ مجھے قتل کر دینے سے پاکیشیا سیکرٹ سروس پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم میرے ساتھ تعاون کرو۔ میں تمہارے ساتھ تعاون کروں گا اور اس تعاون میں تمہیں ہی فائدہ ہوگا“ ـــــ عمران نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

” کیسا تعاون“ ـــــ سیاف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

” تم مجھے صرف اتنا بتا دو کہ روسیاہ کا اس سارے مشن میں اصل مقصد کیا ہے ـــــ یہ بات میں ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں کہ روسیاہ کو صرف معلومات چاہئیں تھیں اس لئے اس نے اتنا لمبا چوڑا کھڑاگ پھیلایا ہے“ ـــــ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

” اگر میں بتا دوں تو تم کیا تعاون کرو گے“ ـــــ سیاف نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

” میں تمہارا وہ مشن مکمل کرا سکتا ہوں اگر اس کا تعلق دارالحکومت سے ہے“ ـــــ عمران نے جواب دیا۔

” کیا تم اس بات کا کوئی ثبوت دے سکتے ہو کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نہیں ہو ـــــ اور سیکرٹ سروس کا چیف تمہاری بات بھی مانتا ہے“ ـــــ سیاف نے ایک بار پھر چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

” میں اس کا نمائندہ خصوصی ضرور ہوں لیکن وہ انتہائی اصول پسند آدمی ہے۔ اس لئے اگر کوئی اصولی بات ہوئی تو وہ ضرور مان لے گا ـــــ ورنہ نہیں“ ـــــ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ تمہارے حوالے کوئی ایسی فائل کر سکتا ہے جو ہیڈ کوارٹر میں موجود ہو"۔۔۔۔ سیاف نے کہا۔

"فائل ۔ کیسی فائل ۔ کچھ اس کی تفصیل بتاؤ گے تو پتہ چلے گا"۔۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی۔

"ٹرپل زیرو۔ ٹرپل ون ریڈ فائل۔ اس کا کوڈ نام ہے"۔۔۔۔ سیاف نے جواب دیا۔

"ٹرپل زیرو۔ ٹرپل ون ریڈ فائل۔۔۔۔ تو تمہیں صرف یہ فائل چاہیے بس ۔۔۔ یا کچھ اور بھی چاہیے تمہیں"۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ فائل مل جائے تو میں باقی مشن چھوڑ دوں گا۔۔۔۔ ورنہ ہمارے مشن میں پوری سیکرٹ سروس اور اس کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی بھی شامل تھی"۔۔۔۔ سیاف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اصل فائل چاہیئے یا اس کی کاپی"۔۔۔۔؟ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"اصل فائل"۔۔۔ سیاف نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ مجھے آزاد کر دو۔ فائل تمہیں مل جائے گی ۔۔۔ یہ میرا وعدہ رہا"۔۔۔۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ فائل ملنے سے پہلے تم آزاد نہیں ہو سکتے"۔۔۔۔ سیاف نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"او۔کے ۔۔۔ فون لے آؤ۔ میں ایک نمبر بتاتا ہوں۔ وہ ڈائل کرو۔ میں بات کرتا ہوں سیکرٹ سروس کے چیف سے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نمبر بتانے کی ضرورت نہیں ہے ۔۔۔ ہمیں معلوم ہے"۔۔۔ سیاف

RAFREXO@HOTMAIL.COM

نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے مڑ کر اس آدمی کو فون لانے کے لئے کہا جو پچکاری لے آیا تھا اور وہ آدمی تیزی سے واپس مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ عمران خاموش کھڑا رہا تھا۔

چند لمحوں بعد وہ آدمی وائرلیس فون پیس لے آیا۔ سیاف نے اسے پچکاری دے کر اس سے فون پیس لیا اور پھر اس کے مختلف نمبر پریس کر کے اس نے فون پیس بندھے ہوئے عمران کے چہرے کے قریب کر دیا۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔ دو بار گھنٹی بجنے کے بعد دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا تھا۔

"علی عمران بول رہا ہوں جناب! ۔۔۔۔ میری زندگی اس وقت شدید خطرے میں ہے اور میں یقینی موت کے خطرے میں بے بسی سے پھنسا ہوا ہوں ۔۔۔۔ کیا آپ ایک فائل دے کر میری زندگی بچا سکتے ہیں"۔ عمران نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"کس فائل کی بات کر رہے ہو"۔۔۔۔؟ دوسری طرف سے سرد لہجے میں پوچھا گیا۔

"ایک فائل ہے۔ ٹرپل زیرو۔ ٹرپل ون ریڈ فائل"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کسے دینی ہے فائل"۔۔۔۔؟ اسی طرح سپاٹ لہجے میں پوچھا گیا۔

"روسیاہ والوں کو چاہیئے ۔۔۔ پلیز۔ آپ یہ فائل بھجوا دیں ۔۔۔ میری زندگی بچ جائے گی ۔۔۔ میرا وعدہ کہ میں روسیاہ جا کر یہ فائل وہاں سے حاصل کر کے آپ کو واپس کر دوں گا ۔۔۔۔ آخر میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے بے حد کام کیا ہے ۔۔۔۔ کیا آپ ایک فائل کے لئے

میری جان گنوادیں گے" ——— عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"کہاں پہنچانی ہے فائل" ——— دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا گیا۔

"اسے کہو کہ روز گارڈن کے کیفے کے کاؤنٹر پر وہ فائل دے کر کہے کہ فائل سردار صاحب کو پہنچادی جائے ——— وہ مجھ تک پہنچ جائے گی اور جیسے ہی فائل مجھ تک پہنچے گی۔ میں تمہیں رہا کر دوں گا" ——— سیاف نے جلدی سے فون کے ماؤتھ پیس والے حصے پر ہاتھ رکھتے ہوئے عمران سے کہا اور عمران کے اثبات میں سر ہلانے پر اس نے ہاتھ ہٹایا اور عمران نے سیاف والی بات دوہرا دی۔

"ٹھیک ہے ——— ایک گھنٹے بعد پہنچ جائے گی" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ سیاف نے بھی ٹیلیفون کا بٹن آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے ساتھ ساتھ حیرت کے تاثرات نمایاں تھے جیسے اسے اس بات پر یقین نہ آرہا ہو کہ فائل واقعی اسے مل جائے گی۔

"کیا واقعی تمہارا چیف فائل دے دیگا ——— مجھے تو یقین نہیں آرہا" ——— سیاف نے آخر کار یہ بات کہہ ہی ڈالی اور عمران مسکرا دیا۔

"چیف جانتا ہے کہ عمران کی زندگی فائل سے زیادہ کار آمد ہے ——— اور فائل کا کیا ہے، تم زیادہ سے زیادہ اسے رُوسیاہ کے حکام تک پہنچا دو گے۔ وہاں سے دوبارہ بھی تو حاصل کی جاسکتی ہے ——— لیکن میری گئی ہوئی زندگی واپس نہیں آسکتی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اور اگر فائل ملنے کے بعد میں نے تمہیں رہا کرنے کی بجائے مار ڈالا تو

RAFREXO@HOTMAIL.COM

پھر ——— " سیاف نے شیطانی انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر فائل پاکیشیا سے باہر نہ جاسکے گی ——— یہ بات طے سمجھو" ——— عمران نے بڑے حتمی لہجے میں جواب دیا تو سیاف بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ ——— اوہ! ——— اب میں سمجھ گیا کہ تمہارے چیف نے اتنی آسانی سے فائل دینے پر کیوں رضامندی ظاہر کر دی ہے تاکہ تمہاری رہائی کے بعد وہ ناکہ بندی کر کے فائل کو پاکیشیا سے باہر نہ جانے دے گا۔ لیکن سنو عمران اب تمہیں فائل کے ساتھ پاکیشیا سے باہر جانا ہو گا ——— اگر فائل کو روکنے کی کوشش کی گئی تو ہم تمہیں گولیوں سے اڑا دیں گے" ——— سیاف نے تیز لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"ٹھیک ہے ——— مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ بس واپسی کا خرچہ دے دینا ——— میں کمزور آدمی ہوں۔ پیدل واپس نہ آسکوں گا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس! ——— اس فائل کو دیتے ہوئے یہ ہمیں ٹریس کرنے کی کوشش نہ کریں" ——— پیچھے کھڑے ہوئے ایک آدمی نے جس کے ہاتھ میں مشین گن تھی پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔

"نہیں نکولائی! ——— میں نے سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا ہے ——— آؤ میرے ساتھ ——— میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں ——— اس عمران کو یہیں بندھا رہنے دو" ——— سیاف نے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اس کے دونوں ساتھیوں نے ایک نظر ان زنجیروں کی طرف دیکھا جن سے عمران بندھا ہوا کھڑا تھا اور پھر مطمئن انداز میں سیاف کے پیچھے چل پڑے چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ دوسری طرف سے بند ہو گیا اور عمران کے

لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ تیر گئی۔ وہ کچھ دیر تک تو اسی طرح بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ تاکہ یہ اس کمرے سے دُور چلے جائیں اور پھر جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ دُور چلے گئے ہوں گے تو اس نے اپنے جسم کو پوری قوت سے آگے کی طرف جھٹکے دینے شروع کر دیئے۔ مسلسل تین چار بار جھٹکے دینے کے بعد ایک بار پھر کھٹاک کی آواز اس کے سر کے اوپر ستون سے بندھی ہوئی زنجیر سے سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی تیز کھڑکھڑاہٹ کے ساتھ زنجیر اس کے جسم کے گرد سے کھلتی ہوئی ڈھیر کی صورت میں نیچے اس کے قدموں میں جا گری اور وہ آزاد ہو گیا۔ کلپ ہتھکڑی ابھی اس کے ہاتھ میں تھی اور سیاف اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے اس نے یہ ہتھکڑی ہاتھوں میں ہی تھامے رکھی تھی۔ ستون سے آگے بڑھنے کے بعد اس نے ہتھکڑی نیچے زمین پر رکھی اور پھر اپنے لباس کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ لیکن عام جیبوں سمیت خاص جیب بھی خالی تھی وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کو آہستہ سے کھولا تو دروازہ کھل گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ باہر سے بند نہ تھا اور ظاہر ہے عمران تو ان کے نزدیک زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا اس لئے دروازے کو باہر سے بند کئے جانے کی ضرورت نہ تھی۔ دروازے سے باہر ایک راہداری تھی جو خالی پڑی ہوئی تھی۔ عمران احتیاط سے باہر آ گیا۔ راہداری ایک طرف سے بند تھی جب کہ دوسری طرف سے اس کا اختتام ایک برآمدے میں ہو رہا تھا۔ اسی لمحے اسے گاڑیوں کے چلنے کی آوازیں سنائی دیں تو وہ تیزی سے دیوار کی سائیڈ پر چلتا ہوا برآمدے کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے سر باہر نکال کر جھانکا تو اس کے ہونٹ بھینچ گئے کیونکہ برآمدہ تو خالی تھا البتہ وسیع لان

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کے بعد ایک آدمی پھاٹک بند کرنے میں مصروف تھا۔ عمران تیزی سے برآمدے میں آیا اور پھر ایک سائیڈ پر بنے ہوئے ستون کے پیچھے چھپ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے پاس اسلحہ بھی نہ تھا اور اُسے ابھی یہ بھی معلوم نہ تھا کہ اندر عمارت میں بھی کوئی موجود ہے یا نہیں۔ ادھر پھاٹک بند کرنے والا بھی اب مُڑ کر برآمدے کی طرف ہی آ رہا تھا اس کے کاندھے سے مشین گن لٹکی ہوئی تھی اس لئے عمران کو دونوں طرف سے بیک وقت محتاط ہونا پڑ رہا تھا۔ لیکن عمارت کے اندر چھائی ہوئی خاموشی بتا رہی تھی کہ اس وقت عمارت میں کوئی آدمی موجود نہیں ہے اس لئے عمران نے پھاٹک بند کر کے واپس آنے والے پر جھپٹنے کا فیصلہ کر لیا۔ پھر جیسے ہی وہ آدمی ستون کی آڑ سے گزر کر اس راہداری کی طرف بڑھنے لگا جس میں وہ کمرہ تھا جہاں عمران کو باندھا گیا تھا۔ عمران اچانک بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹا اور دوسرے لمحے وہ آدمی اس طرح پھڑپھڑاتا ہوا عمران کے سینے سے آ لگا جیسے عقاب کے طاقتور پنجوں میں کوئی کبوتر پھڑپھڑاتا ہے۔ عمران نے اس کی گردن کے گرد موجود بازو کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا اور اس کے ساتھ ہی اس آدمی کا پھڑپھڑاتا ہوا جسم یکلخت ساکت ہو گیا اور اس کی گردن ایک سائیڈ پر ڈھلک گئی۔ وہ عمران کے بازوؤں میں بیہوش ہو چکا تھا۔

سر سلطان اپنے دفتر میں بیٹھے کام میں مصروف تھے کہ سائیڈ پر رکھے ہوئے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی اور سر سلطان نے سامنے رکھی ہوئی فائل سے سر اٹھائے بغیر ہی ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔۔۔ سر سلطان نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"سر۔۔۔ پولیٹیکل ایجنٹ اجمل خان اور ان کے ساتھ سردار احمد جان تشریف لا چکے ہیں"۔۔۔ دوسری طرف سے ان کے پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"انہیں سپیشل روم میں بٹھاؤ اور مشروبات پیش کرو۔۔۔ میں کام سے فارغ ہو کر ان سے ملتا ہوں"۔۔۔ سر سلطان نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر دوبارہ فائل دیکھنے میں مصروف ہو گئے۔ میز پر تین چار فائلیں کھلی ہوئی تھیں اور سر سلطان ان فائلوں کو دیکھ کر ایک کاغذ پر نوٹس لکھتے جا رہے تھے۔ پھر انہیں دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو انہوں نے چونک کر سر اٹھایا۔ دروازے سے عمران داخل ہو رہا تھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"مے آئی کم ان سر"۔۔۔ عمران نے دروازے میں رک کر اس طرح ہاتھ اٹھا کر پوچھا جیسے طالب علم کلاس میں داخل ہوتے وقت استاد سے پوچھتے ہیں۔

"یس۔۔۔ کم ان"۔۔۔ سر سلطان نے بھی استاد جیسے رعب دار لہجے میں کہا اور عمران سہمے ہوئے انداز میں آگے بڑھ آیا۔

"آپ نے مجھے یاد فرمایا ہے سر۔۔۔ ویسے کیا مجھے معافی نہیں مل سکتی سر میرے والد صاحب قبلہ تو آپ سے بھی زیادہ سخت مزاج ہیں۔۔۔ میں وعدہ کرتا ہوں سر کہ آئندہ کسی لڑکی کو چھیڑنے سے پہلے ادھر ادھر دیکھ لیا کروں گا"۔ عمران نے بڑے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"تو تم اب لڑکیوں کو چھیڑنے بھی لگ گئے ہو۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ اب تمہارا بندوبست کرنا ہی پڑے گا"۔۔۔ سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"سر۔۔۔ استاد تو ہم جیسے طالب علموں کے لئے نمونہ ہوتے ہیں اور آپ تو پرنسپل ہیں۔۔۔ آپ تو سر اعلیٰ نمونہ ہوئے۔ اس لئے سر واقعی مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔۔۔ مجھے بالکل اس طرح چھیڑنا چاہئے تھا جس طرح آپ چھیڑتے تھے۔۔۔ اس بار معاف کر دیں۔ آئندہ بزرگانہ انداز میں چھیڑا کروں گا"۔۔۔ عمران نے اسی طرح سہمے ہوئے اور مؤدبانہ لہجے میں کہا اور سر سلطان بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔ مسلسل کام کرنے کی وجہ سے ان کے ذہن پر جو دباؤ سا تھا وہ عمران کی ان حرکتوں کی وجہ سے یکسر دور ہو گیا تھا اور انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ذہنی طور پر فریش ہو گئے ہوں۔

"بیٹھو۔۔۔ میں آج ہی سر رحمان سے بات کرتا ہوں۔ پھر تمہیں چھیڑنے

کی ضرورت ہی نہ پڑے گی" ـــــــ سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پپ ـــ پپ ـــ پلیز ـــ ایسا نہ کریں ـــ اماں بی جلالی قسم کی خاتون ہیں۔ ڈیڈی کو کچا چبا جائیں گی" ـــــــ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب ـــ میں سمجھا نہیں" ـــــــ سر سلطان نے حیران ہو کر کہا واقعی انہیں عمران کی بات کا مطلب سمجھ نہ آیا تھا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں ـــ جیسے ہی ڈیڈی نے کسی لڑکی کو چھیڑا اماں بی کو اطلاع مل جائے گی۔ ایسے معاملات میں اماں بی کی کوئی خاص حس کام کرتی ہے اور پھر ـــــــ" عمران نے اسی طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور سر سلطان بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔ وہ اب عمران کی بات کا مطلب سمجھے تھے۔

"تم واقعی شیطان ہو ـــ اپنے باپ کے متعلق بھی مذاق کرنے سے نہیں ٹلتے" ـــــــ سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں مذاق کر رہا ہوں۔ آپ نے خود ہی تو کہا ہے کہ آپ ڈیڈی سے بات کرتے ہیں۔ پھر مجھے چھیڑنے کی ضرورت نہ پڑے گی اور ظاہر ہے اب اتنا ادب تو مجھے بھی کرنا ہی پڑے گا کہ جب ڈیڈی خود ـــــــ" عمران نے وضاحت کرنے کے انداز میں کہا۔

"خوامخواہ کی فضول باتیں نہ کیا کرو ـــ میرا مطلب تمہاری شادی سے تھا۔ بہرحال پولیٹیکل ایجنٹ اجمل خان اور سردار احمد جان پہنچ چکے ہیں اور سپیشل روم میں موجود ہیں۔ لیکن تم نے یہ تو نہیں بتایا کہ ان دونوں کو اس طرح ایمرجنسی کال کئے جانے کی وجہ کیا ہے۔ میں اسی لئے وہاں نہیں گیا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

تھا کہ انہوں نے بھی پہلا سوال یہی کرنا تھا" ـــــــ سر سلطان نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے اتنی جلدی پہنچ بھی گئے ہیں ـــ میں تو آپ کو یہی بتانے آیا تھا کہ اگر وہ نہ آئیں تو آپ انہیں بلانے کی وجہ بتا دیں" ـــــــ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں انہیں بلاؤں اور وہ نہ آئیں ـــ یہ کیسے ممکن ہے" ـــــــ؟ سر سلطان نے حیران ہو کر کہا۔

"میں بھی تو بغیر وجہ معلوم کئے نہیں آتا اس لئے ـــــــ" عمران نے کہا اور سر سلطان مسکرا دیئے۔

"تمہاری بات دوسری ہے عمران ـــ تمہیں بلانے کے لئے تو مجھے منتیں کرنا پڑتی ہیں لیکن ان کے لئے تو بس میرا نام ہی کافی ہے۔ بہرحال مسئلہ کیا ہے ـــ تم نے پہلے بھی اس پولیٹیکل ایجنٹ سے سردار احمد جان کے بارے میں پوچھ گچھ کی تھی" ـــــــ سر سلطان نے کہا۔

"آزاد قبائلی علاقے میں روسیاہ کا ایک خطرناک ترین مشن سامنے آیا ہے میں چاہتا ہوں کہ اس مشن پر کام کرنے سے پہلے پولیٹیکل ایجنٹ اور سردار احمد جان سے تفصیلی بات چیت ہو جائے" ـــــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آزاد قبائلی علاقے میں روسیاہ کا مشن ـــ کیا کہہ رہے ہو" ـــــــ؟ سر سلطان واقعی عمران کی بات سن کر بے حد حیران ہوتے تھے۔

"میں آپ کو مختصر طور پر بتاتا ہوں" ـــــــ عمران نے کہا اور پھر اس نے شروع سے لے کر آخر تک ساری بات بتا دی کہ کس طرح وہ زنجیروں سے

آزاد ہوا اور پھر اس عمارت میں رہ جانے والے ایک آدمی کو بیہوش کر کے اس نے قابو کیا۔ اس کے بعد اس پر تشدد کر کے اس نے اس سارے گروپ کے بارے میں معلومات حاصل کر لیں اور پھر سیکرٹ سروس حرکت میں آ گئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ سیاف کے اس ساتھی اور اس ربانی اور اس کے گروپ کے بارہ آدمی بھی مارے گئے۔ ربانی کے ہیڈ کوارٹر پر بھی قبضہ کر لیا گیا ——— سیاف کو زندہ پکڑ لیا گیا اور پھر دانش منزل کے خاص کمرے میں اس سے پوری تفصیلات حاصل کر لی گئیں۔

"اوہ ——— اوہ، ویری بیڈ ——— یہ تو انتہائی خطرناک مشن ہے۔ اگر یہ مکمل ہو گیا تو پاکیشیا کا دفاع اور سلامتی تو شدید خطرہ میں پڑ جائے گی۔ لیکن اس فائل میں کیا ہے جس کے لئے یہ لوگ یہاں آئے" ——— سر سلطان نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"یہ فائل آزاد علاقے سے ملحقہ پاکیشیائی پہاڑی علاقے میں بنے ہوئے اس خصوصی خفیہ اڈے کی ہے جس میں موجود مشینری کے ذریعے تمام آزاد علاقے کی فضائی اور زمینی چیکنگ کی جاتی ہے" ——— عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— تو یہ بات ہے۔ اسی لئے وہ یہ فائل حاصل کرنا چاہتے تھے تاکہ اس اڈے کو ختم کر کے اپنے مشن کو مکمل طور پر محفوظ کر لیں ——— اس کا تو مطلب ہے کہ ابھی یہ مشن صرف کاغذات پر ہی بنایا گیا ہو گا ورنہ ہمارا اڈہ اس کے متعلق فوری رپورٹ دیتا" ——— سر سلطان نے کہا۔

"میں نے سیاف سے مکمل معلومات حاصل کر لی ہیں ——— اڈہ بن چکا ہے اس میں انتہائی خطرناک مشینری بھی نصب کی جا چکی ہے لیکن ابھی اسے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

چالو نہیں کیا گیا ——— اس خفیہ اڈے میں جو چیکنگ مشینری ہے اس کی ریز چونکہ فضا میں پھیل کر جاتی ہیں اس لئے وہ ریز کی خصوصیات سے واقف تھے اور انہوں نے اسے بے اثر بھی کر لیا تھا کیونکہ روسیاہ بہرحال سائنس میں ہم سے بے حد آگے ہے ——— وہ صرف یہ چیک کرنا چاہتے تھے کہ کہیں اس اڈے میں کوئی ایسی مشینری تو نہیں کہ جو ان کے اڈے میں سے نکلنے والی خصوصی چیکنگ ریز کو چیک کر سکتی ہو ——— ان کے ایجنٹوں نے یہ اڈہ تلاش کرنے کی بے حد کوشش کی لیکن وہ اسے ٹریس نہ کر سکے ——— انہیں صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ اس کی بنیادی فائل جس کا کوڈ نمبر ٹرپل زیرو ٹرپل ون ریڈ ہے اور وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں ہے اور جہاں سے بغیر چیف کی اجازت کے وہ فائل باہر نہیں جا سکتی ——— اور جب تک چیف کو پوری طرح مطمئن نہ کیا جائے صدر مملکت بھی اس سے فائل حاصل نہیں کر سکتا۔ چنانچہ فائل حاصل کرنے کے لئے ایک پلاننگ کی گئی۔ ان کے لئے سب سے بڑا مسئلہ سیکرٹ سروس اور اس کے ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کرنا تھا چنانچہ انہوں نے یہ پلاننگ کی کہ اپنے ایک شعبے کے انچارج سیاف کو جو قد و قامت، چال ڈھال اور خد و خال کے لحاظ سے آزاد قبائلی ہی لگتا تھا ——— سردار احمد جان کے میک اپ میں یہاں پہنچایا تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو پہاڑی علاقے میں لے جایا جا سکے جہاں روسیاہی ایجنٹ ان کے خاتمے کے لئے پہلے سے تیار ہوتے۔ اس کے ساتھ ہی ایک گروپ نے سیکرٹ سروس کے ممبران کو ٹریس کرنے کے لئے بھی کام شروع کر دیا ——— کیپٹن شکیل کے متعلق انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ وہ ملٹری انٹیلی جنس سے سیکرٹ سروس میں منتقل ہوا ہے۔ ملٹری

انٹیلی جنس کے ریکارڈ سے انہوں نے کیپٹن شکیل کے کوائف حاصل کیے۔ وہ براہ راست اس پر ہاتھ نہ ڈالنا چاہتے تھے تاکہ سیکرٹ سروس الرٹ نہ ہو جائے ۔۔۔۔ انہوں نے ایک لمبا ڈرامہ کھیلا۔ کیپٹن شکیل کا فرضی بھتیجا ظاہر کیا گیا۔ وہ ایک قابل قبول کہانی کے ساتھ کیپٹن شکیل سے ملا۔ ان کا خیال تھا کہ کیپٹن شکیل جذباتی ہو کر اسے گلے لگا لے گا اور پھر وہ بھتیجہ کیپٹن شکیل کے ساتھ رہ کر دوسرے ممبرز کو چیک کرے گا۔ لیکن کیپٹن شکیل نے سرد مہری دکھائی لیکن وہ ایک خصوصی قسم کا کارڈ کیپٹن شکیل تک پہنچانے میں کامیاب ہو گئے اور پھر اس کارڈ کی وجہ سے صفدر ان کے سامنے آیا اور پھر انہوں نے اور بھی ممبرز کو ٹریس کر لیا اور ان ممبرز کے فلیٹس میں خفیہ ڈکٹا فون نصب کر دیئے گئے" ۔۔۔۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ ویری بیڈ ۔۔۔ اس طرح تو پوری سیکرٹ سروس کو وہ ختم کر سکتے تھے" ۔۔۔۔ سر سلطان جو حیرت سے یہ ساری کہانی سن رہے تھے، بے اختیار بول پڑے۔

"ہاں! ۔۔۔ اور اب میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہر ممبر کے فلیٹ میں خفیہ طور پر ایسے آلات نصب کیے جائیں گے کہ جس سے ایسے ڈکٹا فون کی فوری اطلاع ہو جائے گی ۔۔۔۔ بہرحال سیاف جب پاکیشیا سیکرٹ سروس کو آزاد علاقے میں نہ لے جا سکا تو وہ بظاہر واپس چلا گیا۔ ادھر صفدر کے فلیٹ میں مجھے اتفاق سے وہ ڈکٹا فون نظر آ گیا۔ چنانچہ سارے ممبرز کو فوری طور پر متبادل جگہوں پر شفٹ کرا یا گیا۔ اس کے بعد سیاف دوسرے حلیے میں واپس آیا۔ اس نے براہ راست ایکشن کرتے ہوئے مجھے گرفتار کیا اور اس کے بعد کے حالات میں آپ کو بتا ہی چکا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہوں" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور سر سلطان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہونہہ ۔۔۔ میں سمجھ گیا ۔۔۔ تو اب تم چاہتے ہو کہ اس روسیاہی اڈے کا کھوج لگایا جائے ۔۔۔ کیا سردار احمد جان کو اس کا علم ہو گا" ۔۔۔۔؟ سر سلطان نے کہا۔

"ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی ۔۔۔ ویسے جس طرح اس سیاف نے سردار احمد جان کا روپ دھارا ہے اور جس طرح یہاں آ کر اس نے کام کیا ہے اس سے تو یہی شک پڑتا ہے کہ سردار صاحب درپردہ رُوسیاہ سے ملے ہوئے ہیں بہرحال جو بات بھی ہے سامنے آ ہی جائے گی" ۔۔۔۔ عمران نے کہا تو سر سلطان اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ٹھیک ہے آؤ ۔۔۔ میں تمہارا تعارف چیف کے نمائندہ خصوصی کے طور پر ان سے کرا دوں گا ۔۔۔۔ میں نے بے حد ضروری کام کرنا ہے اس لئے میں تو واپس آ جاؤں گا۔ تم ان سے باتیں کرتے رہنا" ۔۔۔۔ سر سلطان نے اٹھ کر دائیں طرف موجود دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جو سپیشل روم میں کھلتا تھا اور عمران سر ہلاتا ہوا ان کے پیچھے چل پڑا۔

میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی مترنم گھنٹی بجی تو میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھے ہوئے ایک بھاری جبڑوں اور گنجے سر والے لحیم شحیم آدمی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ یہ روسیاہ کی معروف ایجنسی کے۔ جی۔ بی کا نیا چیف مارشل گازیلا تھا۔ کے۔ جی۔ بی کے چیف کا سرکاری لقب مارشل تھا اور اس لقب کا مطلب یہی ہوتا تھا کہ کے۔ جی۔ بی کا چیف مکمل اختیارات کا مالک ہے۔ مارشل گازیلا تھوڑا عرصہ پہلے ہی کے۔ جی۔ بی کا چیف بنا تھا کیونکہ سابقہ چیف ایک ہوائی حادثے میں ہلاک ہو گیا تھا۔

"یس" ـــــ مارشل گازیلا نے بھاری لہجے میں کہا۔

"ایس۔ وی۔ ون سبارک بول رہا ہوں سر" ـــــ دوسری طرف سے ایس۔ وی کے چیف کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ یس ـــ کیا بات ہے" ـــــ مارشل گازیلا کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کچھ اہم باتیں کرنی ہیں اس لئے آپ اگر بالمشافہ ملاقات کا وقت دے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

دیں تو مہربانی ہو گی" ـــــ سبارک نے کہا۔

"اوہ اچھا ـــ آجاؤ" ـــــ مارشل گازیلا نے چونک کر کہا اور پھر رسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھا اور اس خصوصی کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں وہ اہم ملاقاتیں کیا کرتا تھا۔ اس کے وہاں پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد ہی دروازہ کھلا اور ایک بھاری جسامت کا آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ ایس۔ وی کا چیف سبارک تھا۔ اس کے چہرے پر گہری پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

"آؤ بیٹھو سبارک ـــ کیا بات ہے۔ تم پریشان لگ رہے ہو" ـــ؟ مارشل گازیلا نے نرم لہجے میں کہا کیونکہ سبارک بہرحال ایک اہم ایجنسی کا چیف تھا۔ گو یہ ایجنسی رسمی طور پر کے۔ جی۔ بی کے تحت تھی لیکن مارشل گازیلا جانتا تھا کہ ایسا صرف رسمی طور پر ہے ورنہ ایس۔ وی اپنے کام میں مکمل طور پر بااختیار ہے۔

"بات ہی ایسی ہے سر ـــ آپ کو تو معلوم ہے کہ ایس وی نے پاکیشیا اور روسیاہ کے درمیان آزاد قبائلی علاقے میں ایک خفیہ اڈہ بنایا ہے تاکہ وہاں سے شوگران کو مسلسل چیک کیا جا سکے کیونکہ شوگران کی سرحد بھی قریب ہے پاکیشیا کی تو ہمیں اتنی زیادہ فکر نہیں ہے کیونکہ وہ سائنس میں اس قدر آگے نہیں ہے کہ ہمارے لئے کوئی بڑا خطرہ بن سکے ـــ لیکن شوگران تیزی سے سائنس میں آگے بڑھتا جا رہا ہے اور جو رپورٹیں اس کی ترقی کے بارے میں حکومت کو مل رہی ہیں اس سے حکومت کو پریشانی لاحق ہو گئی ہے ـــ یہ اطلاع بھی ملی تھی کہ شوگران کی اہم دفاعی ریسرچ لیبارٹریاں اس علاقے میں ہیں جو پاکیشیا کی سرحد کی طرف ہے تاکہ پاکیشیا کی موجودگی کی وجہ سے وہاں آسانی سے حملہ نہ ہو سکے گا۔ چنانچہ ان لیبارٹریوں میں ہونے

والے کام کی چیکنگ کے لئے یہ خفیہ اڈہ بنائے جانے کی منصوبہ بندی کی گئی
چونکہ یہ علاقے ایس۔وی کی تحویل میں ہیں اس لئے یہ سارا مشن ایس۔وی نے مکمل کرنا تھا" ــــ سبارک نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ تمہاری ایجنسی نے انتہائی کامیابی سے وہ اڈہ بنا بھی لیا ہے اور شوگران کو اس کا علم بھی نہیں ہو سکا پھر اب کیا پریشانی ہے" ــــ مارشل گازیلا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس اڈے کی تعمیر سے قبل ہی ہمیں یہ معلوم تھا کہ پاکیشیا نے اپنے ملحقہ علاقے میں ایک خفیہ اڈا بنایا ہوا ہے جس میں موجود مشینری کے ذریعے وہ آزاد علاقے کی فضائی اور زمینی چیکنگ کرتا ہے لیکن یہ عام سی مشینری تھی اس سے ہمیں کوئی خطرہ نہ تھا۔ ہم آسانی سے اسے کور کر سکتے تھے چنانچہ ہم نے اڈہ تعمیر کر لیا اور مشینری وہاں پہنچ گئی۔ لیکن اس سے پہلے کہ ہمارا اڈہ کام شروع کرتا، ایک اہم ترین رپورٹ نے ہمارا کام روک دیا اور وہ رپورٹ یہ تھی کہ حکومت شوگران نے اس اڈے میں کوئی ایسی مشینری بھی نصب کی ہوئی ہے جس کی مدد سے وہ ہماری طرف آزاد قبائلی علاقے کی بجائے اپنی طرف والے علاقے کی چیکنگ کرتی رہتی ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ جیسے ہی ہمارے اڈے سے نکلنے والی چیکنگ ریز شوگران کے علاقے پر پہنچیں گی ہمارا اڈہ چیک کر لیا جائے گا" ــــ سبارک نے کہا۔

"اوہ ــ اوہ ــ یہ تو انتہائی خطرناک رپورٹ ہے ــ پھر کیا ہوا۔ تم نے وہ اڈہ تلاش کر کے اسے ختم کر دینا تھا تاکہ یہ مسئلہ بھی ختم ہو جاتا اور جب تک نیا اڈہ بنایا جاتا، ہماری مشینری کام شروع کر دیتی۔ پھر اس کی موجودگی میں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

نیا اڈہ خفیہ نہ بن سکتا تھا" ــــ مارشل گازیلا نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے ــــ ہم نے بے حد کوششیں کیں لیکن ہم اس اڈے کو ٹریس نہ کر سکے۔ البتہ ہمیں یہ اطلاع مل گئی کہ اس اڈے کی تفصیلی فائل پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں موجود ہے۔ اگر وہ فائل ہمیں مل جائے تو ہم آسانی سے اس اڈے کو ٹریس کر کے اسے ختم کر سکتے ہیں ــ اب آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر سے فائل کا حصول عام حالات میں تو ناممکن ہے" ــــ سبارک نے کہا۔

"ہاں ــ میں تمہاری بات سمجھتا ہوں۔ پھر ــــ" مارشل گازیلا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ ایم کو تو جانتے ہی ہیں۔ وہ روسیاہ کا بہترین پلانر ہے چنانچہ میں نے اس کی خدمات حاصل کیں اور اس نے ایک بہترین پلاننگ کی جس سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان اور اس کے ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کر کے ان ارکان کا خاتمہ اور اس ہیڈ کوارٹر سے مطلوبہ فائل حاصل کر کے اس ہیڈ کوارٹر کو بھی تباہ کیا جا سکتا تھا اس طرح روسیاہ کے دو اہم مسئلے حل ہو جاتے۔ ایک تو یہ خوفناک سیکرٹ سروس ختم ہو جاتی۔ دوسرا فائل بھی مل جاتی ــــ چنانچہ اس پلاننگ کے تحت میں نے ایس۔وی بھتری سیاف کو انچارج مقرر کیا"۔ سبارک نے کہا۔

"وہ پلاننگ کیا تھی" ــــ؟ مارشل گازیلا نے چونک کر پوچھا اور جواب میں سبارک نے پوری تفصیل سے پلاننگ بتا دی۔

"اوہ ویری گڈ ــ بہت اچھی پلاننگ ہے ــ پھر کیا ہوا" ــــ؟

مارشل گازیلا نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"پہلے پہل تو پلاننگ کامیاب رہی لیکن پھر ایس۔ وی تھری سیاف نے مجھے بتایا کہ سیکرٹ سروس کی ٹیم پلاننگ کے مطابق پہاڑی علاقے میں نہیں جا رہی چنانچہ اس نے اپنے طور پر نمبر ٹو پلاننگ پر کام کرنے کی اجازت مانگی۔ میں نے اسے اجازت دے دی اور ایم کو واپس بلا لیا ______ سیاف کے ساتھ شروع سے ہی ایس۔ وی ایکشن گروپ کام کر رہا تھا جس کا انچارج ربانی ہے لیکن سیاف نے ایس۔ وی تھری سے بھی دس افراد منگوا لئے ______ ایس۔ وی تھری بے حد ذہین اور فعال آدمی ہے۔ آزاد علاقے میں اس نے بے شمار کارنامے سرانجام دیئے ہوتے ہیں اس لئے میرا خیال تھا کہ وہ کامیاب رہے گا۔ لیکن تھوڑی دیر پہلے ایک اطلاع مجھے ایسی ملی ہے جس نے مجھے ہلا کر رکھ دیا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہاتھوں سیاف، اس کے دس ساتھی، ربانی اور اس کا سارا گروپ ہلاک ہو چکا ہے ______ ربانی گروپ کا صرف ایک آدمی زندہ بچ سکا ہے اور اس نے آزاد علاقے میں پہنچ کر مجھے یہ اطلاع دی ہے"۔ سبارک نے کہا اور مارشل گازیلا کے ہونٹ سختی سے بھینچ گئے۔

"اس کا مطلب ہے کہ صرف ناکامی نہیں بلکہ مکمل ناکامی ______ ایس، وی تھری سیکشن بھی ختم اور ایس وی کا ایکشن گروپ بھی ختم ______ تمہیں چاہیئے تھا سبارک ______ کہ تم مجھ سے ڈسکس کرتے ______ میں کے۔ جی۔ بی کے ایجنٹوں کے ذریعے یہ مشن مکمل کراتا" ______ مارشل گازیلا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اگر کے۔ جی۔ بی کے ایجنٹ وہاں حرکت میں آجاتے تو لازماً ایکریمین

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ایجنٹ بھی حرکت میں آتے۔ اس طرح لامحالہ شوگران کو بھی اس کا علم ہو جاتا اور اس کے بعد ظاہر ہے مشن کامیاب بھی ہو جاتا، تب بھی ہمارا اڈہ ناکام ہو جاتا اور لامحالہ شوگران ہوشیار ہو جاتا۔ اسی لئے تو میں نے ایس وی کو استعمال کیا ہے" ______ سبارک نے جواب دیا۔

"اوہ ______ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ بہرحال اب تم کیا چاہتے ہو" ______؟ مارشل گازیلا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یہ اطلاع ملنے پر میں نے مزید انکوائری کرائی ہے تو اس سے ایک اور بات سامنے آئی ہے کہ آزاد علاقے میں پاکیشیا کے پولیٹیکل ایجنٹ اجمل خان اور بڑے قبیلے کے سردار کا بیٹا سردار احمد جان کو حکومت پاکیشیا نے فوری طور پر طلب کیا اور وہ دونوں ایک خصوصی ہیلی کاپٹر پر پاکیشیا کے دارالحکومت گئے ______ وہاں ان کی ملاقات وزارت خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان سے ہوئی اور وہ وہاں چار پانچ گھنٹے رہے اور پھر واپس آ گئے ______ سردار احمد جان کو تو ظاہر ہے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے تھے کیونکہ وہ بڑے قبیلے کا سردار ہے اس کو چھیڑنے سے تو پورا قبیلہ روسیاہ کے خلاف اٹھ کھڑا ہوگا لیکن پولیٹیکل ایجنٹ سرکاری آدمی ہوتا ہے چنانچہ میں نے احکامات دے دیئے ہیں کہ اس پولیٹیکل ایجنٹ کو اغوا کر کے اس سے مکمل معلومات حاصل کی جائیں کہ وہ پاکیشیا کیوں گئے اور وہاں کیا بات چیت ہوتی رہی۔ اس کے بعد اس کی موت کو حادثاتی رنگ دے دیا جائے" ______ سبارک نے کہا۔

"تمہارا شک اس لئے تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی وزارت خارجہ کے تحت ہی کام کرتی ہے" ______ مارشل گازیلا نے کہا۔

"یس سر۔۔۔ بہرحال شک درست نکلا۔ پولیٹیکل ایجنٹ اجمل خان سے جو معلومات حاصل ہوئی ہیں ان کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خطرناک ایجنٹ علی عمران نے وزارت خارجہ کے دفتر میں ان دونوں سے ملاقات کی اور ان سے ہمارے ہی اڈے کے متعلق پوچھ گچھ کرتا رہا۔۔۔ ان دونوں کو بہرحال اڈے کے بارے میں تو کچھ معلوم نہ تھا لیکن اس علی عمران نے پورے علاقے کے بارے میں نہ صرف تفصیلات معلوم کیں بلکہ سردار احمد جان سے اس نے کہا کہ وہ عنقریب ٹیم لے کر وہاں آرہا ہے۔ سردار اس کی مدد کرے تاکہ روسیاہوں کا یہ اڈہ ختم کیا جا سکے اور سردار احمد جان نے حامی بھر لی ہے"۔۔۔ سبارک نے کہا۔

"اس کا تو مطلب ہے کہ اب ہمارا اپنا اڈہ شدید خطرے کی زد میں ہے ویری بیڈ۔۔۔ یہ تو الٹی آنتیں گلے میں پڑ گئیں"۔۔۔ مارشل گازیلا نے کہا۔

"یس سر۔۔۔ چنانچہ میں آپ کے پاس اسی لئے آیا ہوں کہ اس اڈے کی حفاظت کے لئے آپ اپنی خصوصی ایجنسی زاراک کو تعینات کریں۔ میری ایجنسی کا ایکشن گروپ ختم ہو چکا ہے اور باقی ایجنسی کے افراد پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مقابلہ بہرحال نہیں کر سکتے۔۔۔ زاراک کو پہاڑی علاقوں کا وسیع تجربہ بھی ہے اور وہ لوگ اس قدر تربیت یافتہ بھی ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا آسانی سے مقابلہ بھی کر سکتے ہیں۔ میری ایجنسی ان کی ماتحتی میں کام کرے گی اور پورا پورا تعاون کرے گی اس طرح ہمارا یہ مشن بھی مکمل ہو جائے گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

خاتمہ بھی کر سکیں گے"۔۔۔ سبارک نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ تمہاری تجویز واقعی اچھی ہے۔ زاراک ایجنسی ان سے بخوبی نمٹ لے گی۔۔۔ وہ فائل کے حصول والا مسئلہ تو ویسے ہی رہ گیا۔ اس کا کیا ہوگا"۔۔۔ مارشل نے کہا۔

"میں نے اس بارے میں بھی غور کیا ہے سر۔۔۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کا علم ہمیں ہو چکا ہے۔ لیکن اس ہیڈ کوارٹر کے اندر سائنسی حفاظتی اقدامات کئے گئے ہیں۔۔۔ چیکنگ مشین وہاں آف ہو چکی ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ اگر حکومت سے درخواست کی جائے کہ وہ ہمیں سپر آف مشین دے دے تو اس ہیڈ کوارٹر کے اندر موجود تمام سائنسی حفاظتی آلات کو آسانی سے آف کر کے وہاں سے وہ فائل بھی حاصل کی جا سکتی ہے اور اس ہیڈ کوارٹر کو بھی تباہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ سپر آف مشین کس قدر خفیہ اور اہم مشین ہے۔ اس کے استعمال کی اجازت تو ایک طرف، حکومت اس کا نام لینا بھی جرم قرار دے چکی ہے تاکہ ایکریمیا تک اس کی بھنک بھی نہ پہنچ سکے۔۔۔ لیکن اگر آپ چاہیں تو یہ مشین مل بھی سکتی ہے اور اسے پاکیشیا میں استعمال بھی کیا جا سکتا ہے چاہے اس کے لئے آپ اپنے خاص ایجنٹ استعمال کریں یا جیسے حکومت مناسب سمجھے۔۔۔ بہرحال اس کے بغیر بات نہیں بن سکے گی اور جب تک وہ فائل نہ ملے گی، ہمارا مشن مکمل نہ ہو سکے گا"۔ سبارک نے کہا۔

"ہونہہ۔۔۔ اب میں تمہارے آنے کا مقصد سمجھ گیا ہوں۔۔۔ زاراک ایجنسی والی بات تو تم مجھ سے فون پر بھی کر سکتے تھے۔ اصل مقصد سپر آف مشین

کا ہے اور واقعی اہم ترین مسئلہ ہے ـــــ بہر حال ٹھیک ہے۔ میں تمہارے سامنے ہی اس بارے میں بات کرتا ہوں" ـــــ مارشل گازیلا نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور سبارک مسکرا دیا۔

مارشل گازیلا نے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا۔

"یس سر" ـــــ دوسری طرف سے ان کے پی اے کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ڈیفنس سپریم کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر آنوف سے بات کراؤ" ـــــ مارشل گازیلا نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیلیفون کی مترنم سی گھنٹی بج اٹھی اور مارشل گازیلا نے ہاتھ بڑھا کر اٹھا لیا۔

"یس" ـــــ مارشل گازیلا نے سخت لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر آنوف صاحب لائن پر ہیں" ـــــ پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس ـــ بات کراؤ" ـــــ مارشل گازیلا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ـــــ ڈاکٹر آنوف سپیکنگ" ـــــ ایک منحنی سی آواز سنائی دی آواز سے ہی ظاہر ہوتا تھا کہ بولنے والا خاصا کمزور جسم رکھنے والا کافی بوڑھا آدمی ہے۔ یہ ڈاکٹر آنوف تھا جو روسیاہ کی تمام دفاعی لیبارٹریوں کا انچارج تھا اور روسیاہ میں اسے فادر آف روسیاہ کہا جاتا تھا۔ پورے ملک میں ان کی بے پناہ عزت کی جاتی تھی کہ روسیاہ کو سپر پاور بنانے میں سب سے زیادہ ہاتھ ڈاکٹر آنوف کا ہی ہے۔

"چیف آف کے۔ جی۔ بی مارشل گازیلا بول رہا ہوں ـــ ہمیں روسیاہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کے مفاد میں سپر آف مشین چاہیئے ـــــ کیا آپ اس کی اجازت دیں گے"۔ مارشل گازیلا نے بڑے نرم لہجے میں کہا۔

"کہاں استعمال کرنی ہے اور کس مقصد کے لئے" ـــــ؟ ڈاکٹر آنوف نے چونک کر پوچھا۔ جواب میں مارشل گازیلا نے اُسے مختصر طور پر ساری بات بتادی۔

"تمہارا کیا خیال ہے کہ سُپر آف مشین اسی لئے بنائی گئی ہے کہ اسے پاکیشیا جیسے غیر اہم ملک کی ایک عمارت میں استعمال کیا جائے ـــــ؟ اس مشین کو بنانے میں چار سو سائنسدانوں نے اپنے بیس سال صرف کئے ہیں اور جس قدر رقم خرچ ہوئی ہے اس سے شاید پوری دنیا کو دس سال تک کھانا کھلایا جا سکتا ہو ـــــ یہ مشین اس لئے بنائی گئی ہے کہ تم اسے ایک فائل کے حصول کے لئے استعمال کرو۔ یہ مشین تو ایکریمیا کے دفاعی بین الاقوامی نیٹ ورک کو مکمل طور پر جام کرنے کے لئے بنائی گئی ہے ـــــ اور سنو! ـــ آئندہ اس کا نام بھی تمہاری زبان پر نہیں آنا چاہیئے" ـــــ دوسری طرف سے ڈاکٹر آنوف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"اس بڈھے کا دماغ خراب ہو گیا ہے ـــــ ہم اس کی عزت کرتے ہیں اور یہ نجانے اپنے آپ کو کیا سمجھنے لگ گیا ہے" ـــــ مارشل گازیلا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ غصہ نہ کریں سر ـــــ ہم کوئی اور تجویز سوچ لیتے ہیں۔ بہر حال ڈاکٹر صاحب کو مجبور بھی تو نہیں کیا جا سکتا" ـــــ سبارک نے مارشل گازیلا کا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لئے کہا۔

"کیوں نہیں کیا جا سکتا ——— اس نے مارشل گازیلا کو انکار کیا ہے۔
اب یہ مشین ہر صورت میں استعمال ہو گی" ——— مارشل گازیلا کا غصہ ٹھنڈا پڑنے کی بجائے اور زیادہ بڑھ گیا۔ اس نے زور سے کریڈل کو بار بار دبانا شروع کر دیا۔

"یس سر" ——— دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"صدر صاحب سے بات کراؤ ——— اٹ از ایمرجنسی" ——— مارشل گازیلا نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ اس کا چہرہ آگ کی طرح تپ رہا تھا۔ سبارک خاموش بیٹھا ہوا تھا اور پھر تقریباً پانچ منٹ بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور مارشل گازیلا نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"صدر صاحب سے بات کیجئے" ——— پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کلک کی آواز سنائی دی۔

"مارشل گازیلا بول رہا ہوں" ——— مارشل گازیلا نے نرم لہجے میں کہا۔

"ہولڈ آن کیجئے" ——— دوسری طرف سے صدر مملکت کے پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی اور چند لمحوں بعد صدر کی بھاری آواز سنائی دی۔

"یس مارشل ——— کیا پرابلم ہے" ——— صدر کے لہجے میں ہلکی سی ناخوشگواری کا عنصر موجود تھا۔

"جناب! ——— ایک انتہائی اہم مشن کے لئے ہمیں سپر آف مشین کی ضرورت ہے مگر ڈاکٹر آنوف نے صاف جواب دے دیا ہے حالانکہ معاملہ انتہائی اہم ہے اور ہم اس مشین کی حفاظت اور سیکریسی کی گارنٹی دینے کیلئے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

تیار ہیں" ——— مارشل گازیلا نے کہا۔

"سپر آف مشین ——— کس مشن کے لئے چاہیے ——— کیا ایکریمیا کا مسئلہ ہے" ——— صدر نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"نہیں سر ——— پاکیشیا میں استعمال کرنی ہے" ——— مارشل گازیلا نے جواب دیا۔

"اوہ! ——— اس چھوٹے سے ملک میں ——— کیوں" ——— صدر اور زیادہ چونک کر بولے اور مارشل گازیلا نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔

"اوہ نہیں مارشل! ——— واقعی ڈاکٹر آنوف درست کہہ رہے ہیں۔ اس چھوٹے سے کام کے لئے اس قدر اہم ترین مشین استعمال نہیں کی جا سکتی ——— آپ کا مقصد تو صرف اس عمارت کو آف کرنا ہے اس لئے آپ ڈاکٹر آنوف سے مشورہ کر لیں۔ وہ یقیناً کوئی اور اہم مشین تجویز کر دیں گے" ——— دوسری طرف سے صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ مارشل گازیلا کا چہرہ اب واقعی بے بسی کی تصویر نظر آنے لگ گیا۔

"رہنے دیں مارشل! ——— کوئی اور تجویز سوچ لیتے ہیں" ——— سبارک نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— میں زاراک کو تمہارے پاس بھیج دیتا ہوں۔ تم اس سے خود ہی تفصیلات طے کر لو" ——— مارشل گازیلا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور سبارک اٹھ کھڑا ہوا۔

"او۔ کے سر ——— میں نے آپ کا کافی وقت لیا ہے" ——— سبارک نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ مارشل گازیلا خاموش

بیٹھا اُسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ جب اس کے باہر جانے کے بعد دروازہ بند ہو گیا تو اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا۔

"یس سر"——— دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"زاراک کو میرے پاس بھیجو——— ابھی اور اسی وقت"——— مارشل گازیلا نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"میں اس بڈھے ڈاکٹر سے نمٹ لونگا——— میں اسے بتاؤں گا کہ مارشل گازیلا کیا حیثیت رکھتا ہے"——— مارشل گازیلا نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگا۔

تقریباً دس منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک طویل قامت اور دیو جیسا جسم رکھنے والا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر چست لباس تھا اور جسمانی لحاظ سے یوں لگتا تھا جیسے اس کے جسم میں گوشت کی بجائے خالص فولاد بھر اگیا ہو۔ اس کی پیشانی فراخ اور آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی فراخ پیشانی اور آنکھوں میں موجود چمک سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ دیو جیسا جسم رکھنے کے ساتھ ساتھ انتہائی ذہین آدمی بھی ہے اور یہ واقعی دو متضاد چیزیں تھیں جو اس آدمی میں قدرت نے اکھٹی کر دی تھیں۔ یہ زاراک تھا۔ زاراک ایجنسی کا سربراہ۔ اسے روسیاہ کی دہشت کہا جاتا تھا۔

"یس باس"——— زاراک نے اندر داخل ہوتے ہی مودبانہ انداز میں سر کو جھکاتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو زاراک!——— مارشل گازیلا نے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے اسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور زاراک کرسی پر بیٹھ گیا لیکن اس کے بے پناہ وزن کی وجہ سے وہ مضبوط کرسی بھی قدرے چرچرا اٹھی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

مارشل گازیلا دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ چند لمحے غور سے زاراک کو دیکھتا رہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کوئی فیصلہ نہ کر پا رہا ہو۔

"کیا بات ہے باس!——— آپ کچھ اُلجھے ہوئے لگ رہے ہیں"؟ زاراک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں!——— ایک ایسی الجھن ہے۔ سوچ رہا ہوں کہ اس کا ذکر تم سے کروں یا نہ کروں"——— مارشل گازیلا نے اسی طرح الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"زاراک کو آپ جانتے تو ہیں باس!——— آپ مجھ پر اعتماد کریں۔ میں کبھی آپ کے اعتماد کو ٹھیس نہ پہنچاؤں گا"——— زاراک نے کہا۔

"کیا تم میرے نام پر ڈاکٹر آنوف کی بوڑھی گردن توڑ سکتے ہو"———؟ مارشل گازیلا نے کہا تو زاراک بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ حیرت کے تاثرات اُبھر آئے تھے۔

"ڈاکٹر آنوف فادر آف رُوسیاہ——— یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں باس"——— زاراک کے لہجے میں ابھی بے پناہ حیرت تھی۔

"میں مذاق نہیں کر رہا——— اس نے میری توہین کی ہے اور جو شخص میری توہین کرے، میں اُسے کسی صورت بھی زندہ نہیں چھوڑ سکتا"——— مارشل گازیلا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آخر ہوا کیا ہے باس!——— آپ مجھے تفصیل بتائیں۔ ہو سکتا ہے میں کوئی ایسا حل نکال لوں جس سے آپ کا مسئلہ بھی حل ہو جائے اور فادر آف رُوسیاہ کی زندگی بھی بچ جائے"——— زاراک نے کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اسے ڈاکٹر آنوف کے قتل کی بات سن کر شدید ذہنی دھچکا لگا ہے

اور مارشل گازیلا نے اُسے مختصر طور پر سارے واقعات بتا دیئے۔

"باس! — آپ کا مقصد اگر بغیر سپر آف مشین کے حل ہو جائے تو —" زاراک نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں — میں اب وہ مشین ہر صورت میں چاہتا ہوں۔ چاہے میں اسے پاکیشیا میں استعمال کروں یا نہ کروں" — مارشل گازیلا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! — مشین آپ کو مل جائے گی۔ یہ میرا وعدہ رہا۔" زاراک نے یکلخت سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"وہ کیسے — کیا تم اسے چراؤ گے" — مارشل گازیلا نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں باس! — ایسی کوئی بات نہیں۔ لیکن اس کے لئے ایک شرط ہے کہ یہ مشین میری نگرانی میں رہے گی" — زاراک نے کہا اور مارشل گازیلا کا چہرہ چمک اٹھا۔

"میں بھی اسے اسی لئے منگوا رہا تھا کہ اسے تمہاری تحویل میں دے دوں" — مارشل گازیلا نے کہا۔

"اوہ! — پھر تو ڈاکٹر آنوف کو مان جانا چاہیئے تھا — وہ پوری دنیا میں سب سے زیادہ مجھ پر اعتماد کرتے ہیں — انہوں نے جب بھی کوئی انتہائی اہم فارمولا یا مشین کہیں بھیجنی ہوتی ہے تو وہ ہمیشہ زاراک ایجنسی کی ہی خدمات حاصل کرتے ہیں" — زاراک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب مجھے تو یہ معلوم نہ تھا۔ اس لئے میں نے تمہارا ذکر نہ کیا تھا" —

RAFREXO@HOTMAIL.COM

مارشل گازیلا نے کہا۔

"آپ ان سے بات کریں اور میرا نام لیں — مجھے یقین ہے کہ یہ مشین آپ کو مل جائے گی" — زاراک نے کہا اور مارشل گازیلا نے رسیور اٹھایا اور پرسنل سیکرٹری کو دوبارہ ڈاکٹر آنوف سے رابطہ کرنے کی ہدایت دے کر رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد گھنٹی بجی تو مارشل گازیلا نے رسیور اٹھا لیا۔

"ڈاکٹر آنوف سے بات کیجئے" — سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ڈاکٹر آنوف! — میں مارشل گازیلا بول رہا ہوں" — مارشل گازیلا نے اس بار نرم اور دوستانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ سپر آف مشین کی بات کرنا چاہتے ہیں تو پلیز میرا وقت مت ضائع کیجئے" — دوسری طرف سے ڈاکٹر آنوف نے انتہائی جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"زاراک ایجنسی کے چیف زاراک سے بات کیجئے" — مارشل گازیلا نے غصے کی شدت سے ہونٹ چباتے ہوئے رک رک کر کہا اور پھر ایک جھٹکے سے رسیور زاراک کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو — زاراک بول رہا ہوں ڈاکٹر — میں خود یہ مشین آپریٹ کروں گا — کیا آپ کو مجھ پر اعتماد نہیں ہے" — زاراک نے کہا۔

"سوری زاراک! — یہ مشین ایسی ہے کہ میں صدر مملکت پر بھی اعتماد نہیں کر سکتا۔ اس کے علاوہ اور جو تم کہو، میں اُسے پورا کرنے کے لئے تیار ہوں" — ڈاکٹر آنوف نے سرد لہجے میں کہا اور رابطہ ختم ہو گیا۔

"یہ تو واقعی بضد ہیں — بہرحال باس! آپ بے فکر رہیں۔ آپ کا جو مسئلہ مشین سے حل ہوتا ہو، وہ میں ویسے ہی کر دوں گا — آپ مجھے

بتائیں کیا مسئلہ ہے" ــــــ زاراک نے رسیور رکھتے ہوئے ایسے لہجے میں کہا جیسے خفت مٹا رہا ہو۔ لیکن مارشل گازیلا کا چہرہ اب خلاف توقع کھل اٹھا تھا۔ اُسے اس بات سے ڈھارس سی ہو گئی تھی کہ یہ مشین زاراک کے حوالے بھی نہیں کی گئی۔ ورنہ وہ دل ہی دل میں فیصلہ کر چکا تھا کہ اگر ڈاکٹر آنوف نے مشین زاراک کے حوالے کرنے کی حامی بھر لی تو وہ اُسے ہر صورت میں گولی مار کر ہلاک کر دے گا۔ لیکن زاراک کو بھی انکار ہونے سے اس کی انا کو تسکین سی مل گئی تھی اور پھر اس نے سبارک کی آمد اور ایس۔ وی کے مشن سمیت پوری تفصیل بتا دی۔ زاراک خاموش بیٹھا سنتا رہا۔

" کمال ہے باس! ــــ آپ پاکیشیا کی ایک چھوٹی سی عمارت کے لئے اتنی اہم ترین مشین حاصل کرنا چاہتے تھے ــــــ کیا ضرورت ہے اس کی ــــ آپ مجھے حکم کریں۔ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس کے چیف کی لاشیں مع اس فائل کے آپ کے قدموں میں لا کر رکھ سکتا ہوں" ــــــ زاراک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تم پہلے کبھی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکرائے ہو" ــــــ مارشل گازیلا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ٹکرایا تو نہیں باس! ــــ لیکن میں نے اس کے کارناموں کی دھوم سُنی ہوئی ہے ــــ اور خاص طور پر اس علی عمران کے بارے میں تو بہت کچھ سُن رکھا ہے ــــــ میری تو خواہش تھی کہ کوئی موقع ان سے ٹکرانے کا مجھے اور میری ایجنسی کو بھی مل جائے تا کہ میں انہیں بتا سکوں کہ زاراک کے مقابلے میں وہ حقیر چیونٹیوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے" ــــــ زاراک نے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

" او۔ کے ــــ پھر میں یہ مشن تمہارے سپرد کرتا ہوں ــــ تم سبارک سے مل کر تفصیلات طے کر لو" ــــــ مارشل گازیلا نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" تفصیلات کیا طے کرنی ہیں ــــ مجھے صرف ان سے یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ علی عمران اس وقت ہے کہاں۔ پاکیشیا میں ہے یا آزاد علاقے میں۔ اس کے بعد میں اس پر موت بن کر جھپٹ پڑوں گا" ــــــ زاراک نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور مارشل گازیلا کے سر ہلانے پر وہ تیزی سے مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں ایک فائل سامنے رکھے بیٹھا تھا جب کہ بلیک زیرو کچن میں اس کے لئے چائے بنانے میں مصروف تھا۔ پھر عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی۔ اس کی پیشانی پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کچھ پتہ چلا عمران صاحب" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں چائے کے کپ تھے۔

"پتہ تو نہیں چلا ۔۔۔ البتہ میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ معاملہ آزاد قبائلی علاقے میں جانے کی بجائے رُوسیاہ جانے سے ہی حل ہو سکتا ہے" عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"رُوسیاہ جانے سے ۔۔۔ وہ کیسے ۔۔۔؟ وہ اڈہ تو آزاد علاقے میں بنایا گیا ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے ایک کپ عمران کے سامنے رکھ کر دوسرا کپ ہاتھ میں پکڑے گھوم کر اپنی کرسی کی طرف جاتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"یہی تو اصل مسئلہ ہے کہ حتمی طور پر یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ یہ اڈہ وہاں بنایا بھی گیا ہے یا نہیں ۔۔۔ اس لئے بجائے آزاد قبائلی علاقے کے خشک پہاڑوں میں ٹکریں مارتے پھرنے سے بہتر یہی ہے کہ روسیاہ جا کر اس بات کی انکوائری کی جائے کہ کیا یہ اڈہ بن چکا ہے یا ابھی صرف پلاننگ تک ہی محدود ہے ۔۔۔ اور اگر بن چکا ہے تو پھر اس کا محل وقوع بھی وہیں سے معلوم ہو سکتا ہے ورنہ اسے تلاش کرنا بے حد مشکل ہے" ۔۔۔ عمران نے چائے کا کپ اٹھا کر ہونٹوں کی طرف لے جاتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ تو کہہ رہے تھے کہ ایسا اڈہ بن چکا ہے۔ سردار احمد جان نے بتایا ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"سردار احمد جان نے حتمی طور پر تو نہیں بتایا۔ صرف اتنا بتایا ہے کہ دوسرے قبیلے میں روسیاہیوں کی آمد و رفت گذشتہ دو سالوں سے کچھ زیادہ ہی محسوس ہونے لگ گئی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ اطلاعات بھی ملی ہیں کہ وہاں بڑے بڑے ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر بھی اترتے دیکھے گئے ہیں اور پولیٹیکل ایجنٹ اجمل خان نے یہ بتایا تھا کہ اس نے انکوائری کی تھی ۔۔۔ صرف اُڑتی اُڑتی خبر مل سکی ہے کہ وہاں کوئی خاص اڈہ بنایا جا رہا ہے۔ لیکن اُسے کہیں بھی اڈے کے کوئی آثار نظر نہیں آئے" ۔۔۔ عمران نے چائے سپ کرتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر اس فائل سے کچھ پتہ نہیں چلا" ۔۔۔ بلیک زیرو نے عمران کے سامنے پڑی ہوئی فائل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ وہی فائل ہے جو سیاف حاصل کرنا چاہتا تھا ۔۔۔ پاکیشیا میں ریڈ سرکل

کے کوڈ نام سے جو اڈہ قائم شدہ ہے یہ فائل اس اڈے سے متعلق ہے اس میں اس مشینری کی تفصیلات ہیں جو اس اڈے میں نصب ہے ۔ باقی تو عام سی مشینری ہے جس کے لئے روسیاہ جیسی سُپر پاور کو کوئی پریشانی نہیں ہو سکتی ۔ البتہ اس کو تفصیل سے پڑھنے کے بعد ایک ایسی مشینری کی تفصیلات سامنے آئی ہیں جس کا کوڈ نام سُپر چیک ہے ۔۔۔۔ یہ مشینری شوگران نے دی ہے اور شوگران کے لئے اسے اس اڈے میں نصب کیا گیا ہے اور اس فائل سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس اڈے کی تعمیر کے تمام اخراجات بھی شوگران نے ہی برداشت کئے ہیں اور اس مشینری کو اس اڈے میں شوگران کے آدمی ہی آپریٹ کرتے ہیں ۔۔۔۔ یہ کوئی خصوصی قسم کی مشینری ہے اور سب سے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اس مشینری سے آزاد قبائلی علاقے کو چیک کرنے کی بجائے پاکیشیا اور شوگران کے سرحدی علاقے کو چیک کیا جاتا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے کہا ۔

"وہ کس لئے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے حیران ہو کر پوچھا ۔

"وجہ تو اس میں ظاہر نہیں کی گئی لیکن میرا اندازہ ہے کہ شوگران نے پاکیشیا کی سرحد کے قریب کوئی خاص لیبارٹری بنائی ہوئی ہے جس میں تیار ہونے والی کسی چیز کی حفاظت کے لئے یہ مشینری نصب کی گئی ہے اور اس سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ روسیاہ کو بھی اس کی اطلاع مل چکی ہے اس لئے روسیاہ یہ فائل حاصل کرنا چاہتا تھا تاکہ اسے اس سُپر چیک کی صحیح ماہیت معلوم ہو سکے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آزاد قبائلی علاقے میں اگر روسیاہ نے کوئی خفیہ اڈہ بنایا بھی ہے تو ہو سکتا ہے کہ اس لیبارٹری کو چیک کرنے کے لئے بنایا ہو جس کے راستے میں یہ سُپر چیک حائل ہوتی ہو"۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

عمران نے کہا ۔

"بالکل ایسا ہی ہوگا ورنہ وہ لوگ اس فائل کے پیچھے اپنی خاص ایجنسی یہاں نہ بھیجتے ۔۔۔۔ اگر واقعی ایسی کوئی بات ہے تو کیوں نہ شوگران حکومت کو اس کی اطلاع بھیج دی جائے ۔ وہ خود ہی روسیاہ سے نمٹتی رہے گی"۔ بلیک زیرو نے کہا ۔

"اپنا کام دوسروں کے سر ڈالنے کا مت سوچا کرو طاہر ۔۔۔۔ روسیاہ نے اگر کوئی اڈہ آزاد قبائلی علاقے میں بنایا ہے تو اس سے خطرہ پاکیشیا کو بھی لاحق ہے ۔ اس طرح پاکیشیا کا دفاع بھی مفلوج کیا جا سکتا ہے اور اس آزاد قبائلی علاقے پر روسیاہ اس اڈے کی مدد سے جبراً قبضہ بھی کر سکتا ہے اور آزاد قبائلی علاقے میں پاکیشیا کے حمایتی افراد کا قتل عام بھی کر سکتا ہے ۔ یہ سب امکانات درست ہو سکتے ہیں اور غلط بھی ہو سکتے ہیں ۔ بہرحال امکانات تو موجود ہیں اور پاکیشیا کی حفاظت کے لئے ہمیں تنخواہیں ملتی ہیں اس لئے میں نہیں چاہتا کہ ہم اپنا فرض دوسروں کے کاندھوں پر شفٹ کر دیں" ۔۔۔۔ عمران نے اس بار سرد لہجے میں کہا اور بلیک زیرو کے چہرے پر ہلکی سی شرمندگی کے آثار پھیل گئے ۔

"آئی ایم سوری عمران صاحب ! ۔۔۔۔ میں نے تو ویسے ہی بات کر دی تھی" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔

"تم پاکیشیا کے سب سے بڑے عہدیدار ہو ۔ اس لئے سوچ سمجھ کر بات کیا کرو ۔۔۔۔ میری طرح عام آدمی نہیں ہو کہ جو جی میں آئے بولتے رہو" ۔۔۔۔ عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بھی شرمندہ سی ہنسی ہنس کر رہ گیا ۔ ظاہر ہے وہ اب کیا جواب دیتا ۔

عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ کافی دیر تک نمبر ڈائل کرنے کے بعد اس نے ہاتھ علیحدہ کیا تو بلیک زیرو سمجھ گیا کہ عمران فارن کال کر رہا ہے اس لئے اسے اتنے زیادہ نمبر ڈائل کرنے پڑے ہیں۔

"یس راڈش کلب" ـــــ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"راڈش سے بات کراؤ ـــــ میں کافرستان سے اے۔ اے بول رہا ہوں" ـــــ عمران نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ ہولڈ آن کریں" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد رسیور پر ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ـ راڈش بول رہا ہوں" ـــــ راڈش کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"کافرستان سے اے۔ اے بول رہا ہوں ـــــ سپیشل ڈلیوری تمہیں پہنچ گئی ہے یا نہیں" ـــــ عمران نے اسی بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ابھی تک تو نہیں پہنچی" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے او۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

بلیک زیرو خاموش بیٹھا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ راڈش روسیاہ میں پاکیشیا کا سب سے اہم فارن ایجنٹ ہے اور چونکہ روسیاہ میں فون اور عام ٹرانسمیٹر کالیں باقاعدہ سرکاری طور پر چیک کی جاتی تھیں اس لئے بطور ایکسٹو اس کے ساتھ یہ خصوصی کوڈ طے تھا تاکہ اگر کال چیک بھی ہو جائے تو اس کا نوٹس نہ لیا جا سکے۔ کیونکہ راڈش کلب چلانے کے ساتھ ساتھ امپورٹ ایکسپورٹ کا بزنس بھی کرتا تھا اور اس کا بزنس کافرستان سے ہی تھا خاص بات چیت کے لئے عمران نے اسے ایک خاص قسم کا ٹرانسمیٹر مہیا کیا ہوا تھا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

جس سے ہونے والی کال کیچ نہ ہو سکتی تھی اور سپیشل ڈلیوری کا مطلب بھی تھا کہ وہ ایکسٹو کو کال کرے۔

"آپ راڈش کو حرکت میں لانا چاہتے ہیں" ـــــ بلیک زیرو نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"ہاں! ـــــ اس کی اپروچ کے۔ جی۔ بی کے انتہائی اعلیٰ حکام تک ہے اور کے۔ جی۔ بی ہیڈ کوارٹر سے یہ سارا چکر آسانی سے ٹریس ہو سکتا ہے" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے کال آ گئی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ راڈش کالنگ۔ اوور" ـــــ راڈش کی آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی۔ لہجہ مودبانہ تھا۔

"ایکسٹو۔ اوور" ـــــ عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر ـــــ کیا حکم ہے سر۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے راڈش نے اسی طرح مودبانہ لہجے میں پوچھا اور جواب میں عمران نے اسے ایس۔ وی کے مشن اور اس اڈے کے بارے میں مختصر طور پر بتا دیا۔

"تم نے یہ ساری باتیں ٹریس کرنی ہیں کہ ایس۔ وی کا اصل مشن کیا ہے اور اگر واقعی آزاد قبائلی علاقے میں کوئی اڈہ بنایا گیا ہے تو اس کا محل وقوع اور ماہیت کیا ہے۔ اوور" ـــــ عمران نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"یس سر ـــــ میں پوری تفصیلات حاصل کر لوں گا ـــــ ہیڈ کوارٹر میں ابھی حال ہی میں میں نے اپنا ایک آدمی ایک ایسے شعبے میں رکھوا دیا ہے جہاں ہر قسم کی پلاننگ محفوظ کی جاتی ہے ـــــ آپ کو کتنی دیر میں یہ سب معلومات چاہئیں۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے راڈش نے کہا۔

"جس قدر جلد تم یہ معلومات مہیا کر سکو۔ اوور" ـــــ عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

"بہتر سر ـــ میں ابھی کام شروع کر دیتا ہوں ـــ مجھے امید ہے کہ زیادہ سے زیادہ دو گھنٹوں کے اندر میں زیادہ نہیں تو کم از کم ابتدائی معلومات ضرور حاصل کر لونگا۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے راڈش نے انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"محتاط ہو کر کام کرنا ـــ اوور اینڈ آل" ـــ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اور پھر ایک بار پھر سامنے رکھی ہوئی فائل کو کھول کر اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔

ایک گھنٹے سے بھی کم عرصے بعد ٹرانسمیٹر نے کال دینی شروع کر دی تو عمران نے چونک کر ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھا۔ اس کے ذہن میں خیال آیا تھا کہ شاید ٹائیگر کی طرف سے کال ہو کیونکہ راڈش نے تو دو گھنٹوں کا وقت دیا تھا۔ لیکن ٹرانسمیٹر کے مخصوص ڈائل کو دیکھتے ہی وہ چونک پڑا۔ کیونکہ فریکوئنسی بتا رہی تھی کہ کال راڈش کی طرف سے اس کے اسی مخصوص ٹرانسمیٹر کی ہے جس سے اس نے پہلے کال کی تھی۔

"اتنی جلد کال کا کیا مطلب" ـــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ بلیک زیرو اس دوران اٹھ کر کہیں چلا گیا تھا اس لئے عمران اکیلا ہی آپریشن روم میں موجود تھا۔

"ہیلو ہیلو ـــ راڈش کالنگ۔ اوور" ـــ ٹرانسمیٹر کا بٹن آن ہوتے ہی راڈش کی تیز آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو۔ اوور" ـــ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"باس! ـــ اتفاق سے وہ آدمی جلد ہی مل گیا اور خاصی معلومات ملی ہیں۔ اوور" ـــ دوسری طرف سے راڈش نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"کیا رپورٹ ہے۔ اوور" ـــ؟ عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"باس! ـــ ایس۔ وی کے چیف سبارک نے کے۔ جی۔ بی کے چیف مارشل گازیلا سے ملاقات کی ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس کے ہیڈ کوارٹر کے خاتمے کے ساتھ ساتھ ہیڈ کوارٹر سے ایک فائل حاصل کرنے کے لئے اس نے زارک ایجنسی کی خدمات چاہی ہیں جس کی اجازت نہ صرف مارشل گازیلا نے دے دی ہے بلکہ زارک ایجنسی کے چیف زارک کو بلا کر مشن بھی اس کو سونپ دیا ہے اور زارک نے سبارک سے ملاقات کر کے فوری طور پر اپنی ایجنسی سمیت پاکیشیا روانگی کے انتظامات شروع کر دیئے ہیں اور باس! ـــ وہ زیادہ سے زیادہ کل تک پاکیشیا کے دارالحکومت پہنچ جائے گا ـــ اس کے علاوہ ایک اور اہم بات بھی سامنے آئی ہے کہ سبارک نے مارشل گازیلا سے ایک انتہائی جدید مشین جس کا کوڈ نام سپر آف ہے حاصل کرنے کی کوشش کی تاکہ سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کو اس مشین کی مدد سے مکمل طور پر آف کر کے وہاں سے فائل حاصل کی جا سکے لیکن ڈاکٹر آنوف جو کہ روسیاہ کی ڈیفنس سپریم کونسل کے چیئرمین ہیں نے مشین دینے سے صاف انکار کر دیا ـــ مارشل گازیلا نے صدر سے بات کی لیکن صدر نے بھی انکار کر دیا۔ پھر زارک نے بھی ڈاکٹر آنوف سے بات کی لیکن اس نے زارک کو بھی انکار کر دیا کیونکہ اس مشین کے بارے میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ یہ مشین ایکریمیا کے مکمل بین الاقوامی دفاعی سسٹم کو فوری طور پر مفلوج کرنے کے لئے تیار کی گئی ہے اور یہ روسیاہ کی

انتہائی خفیہ اور جدید ترین ایجاد ہے اس لئے ایکریمین ایجنٹوں سے اسے بچانے کے لئے مارشل گازیلا اور زاراک دونوں کو صاف جواب دے دیا گیا ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس اڈے کے متعلق پتہ چلا ہے۔ اوور" ____ عمران نے پوچھا۔

"یہ اڈہ ایس۔ وی کے تحت تیار کیا گیا ہے۔ فوری طور پر تو اس کے بارے میں معلومات حاصل نہیں ہو سکیں البتہ میں نے اپنے آدمی کو کہہ دیا ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے وہ تفصیلات حاصل کرے گا۔ اوور" ____ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے ہی معلومات ملیں فوراً رپورٹ دینا ____ اوور اینڈ آل"۔ عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اسی لمحے بلیک زیرو اندرونی دروازے سے نکل کر آپریشن روم میں داخل ہوا۔

"کس کی کال تھی" ____ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"راڈش کی کال تھی" ____ عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی راڈش کی بتائی ہوئی معلومات بھی اس نے دوہرا دیں۔

"زاراک ایجنسی ____ میرے خیال میں اس کی فائل تو لائبریری میں موجود ہے" ____ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ____ وہ فائل لے آؤ تاکہ اس کے استقبال کے لئے صحیح طریقے سے تیاری کی جا سکے" ____ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو الٹے پاؤں واپس مڑ گیا۔

"سپر آف" ____ عمران نے آنکھیں بند کر کے کرسی کی پشت سے سر ٹکاتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ وہ اس مشین کی اہمیت کا اندازہ کر رہا تھا جس کے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

لئے کے۔ جی۔ بی کے چیف کو بھی صاف جواب دے دیا گیا اور جو ایکریمیا کے ورلڈ نیٹ دفاعی پلان کو بھی مفلوج کر سکتی ہے۔

"یہ لیجئے" ____ چند لمحوں بعد بلیک زیرو کی آواز اس کے کانوں میں پڑی اور عمران نے آنکھیں کھول دیں۔

"آپ شاید اس زاراک ایجنسی کی وجہ سے پریشان ہو رہے ہیں" ____ بلیک زیرو نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل عمران کے سامنے رکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں ____ جو خود اپنے پیروں پر چل کر آ رہا ہو، اس کے لئے کیا پریشانی ____ میں تو اس سپر آف مشین کے بارے میں سوچ رہا ہوں" ____ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سپر آف مشین" ____ بلیک زیرو نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا اور عمران نے اسے مختصر طور پر سپر آف مشین کے بارے میں راڈش کی دی ہوئی معلومات بتا دیں۔ پہلے اس نے اس کا ذکر نہ کیا تھا۔

"تو وہ دانش منزل کے لئے یہ مشین حاصل کرنا چاہتے تھے" ____ بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ____ اور ڈاکٹر آنوف اور صدر روسیاہ کے صاف انکار سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ مشین روسیاہ کے لئے انتہائی اہم ترین مشین ہے" ____ عمران نے کہا۔

"تو پھر آپ اس مشین کے بارے میں کچھ کرنا چاہتے ہیں" ____ بلیک زیرو نے کہا۔

"جب ڈاکٹر آنوف اور صدر نے مارشل گازیلا کو انکار کر دیا ہے تو اب یہ بات تو طے ہے کہ یہ مشین فوری طور پر پاکیشیا کے خلاف استعمال نہیں ہو رہی اس لئے فی الحال تو ہمیں زاراک ایجنسی اور اس اڈے کے بارے میں سوچنا ہے اس کے بعد دیکھوں گا کہ سُپر آف کے بارے میں کیا کیا جا سکتا ہے" ——— عمران نے کہا اور بلیک زیرو کی لائی ہوئی فائل کھول کر اُسے دیکھنے لگا. فائل خاصی ضخیم تھی اس لئے وہ کافی دیر تک اس کا مطالعہ کرتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لے کر فائل بند کر دی.

"زاراک اپنے قد و قامت سے فوری طور پر پہچانا بھی جائے گا اور اس کے بارے میں تفصیلات اس فائل میں موجود ہیں اس لئے تم سیکرٹ سروس کو الرٹ کر دو کہ وہ آزاد علاقے کی طرف سے آنے والی سڑکوں اور ایئرپورٹ پر سخت نگرانی کریں ——— یہ خطرناک آدمی ہے اس لئے میں اسے یہاں کام کرنے کی زیادہ مہلت نہیں دے سکتا ——— اور دوسری بات یہ کہ سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کو دوبارہ متبادل جگہوں پر بھجوا دیا" ——— عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے" ——— بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور عمران تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

زاراک نے سبارک سے مل کر پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس کے خاص آدمی علی عمران کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کر لی تھیں۔ علی عمران کے متعلق تو اس نے کے. جی. بی کی فائل کو بھی چیک کر لیا تھا اور وہ اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ سیکرٹ سروس کا فعال آدمی عمران ہی ہے۔ اگر اس علی عمران کو کسی طرح قابو میں کر لیا جائے تو پھر آسانی سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا بھی کھوج نکالا جا سکتا ہے اور ان کے ہیڈ کوارٹر سے فائل بھی حاصل کی جا سکتی ہے۔ لیکن ایس. وی کے سبارک نے ایس. وی کی مشرقی سیاٹ کے مشن کے بارے میں جو تفصیلات بتائی تھیں اس سے اُسے بہرحال یہ معلوم ہو گیا تھا کہ عمران جو بظاہر ایک احمق سا آدمی ہے انتہائی خطرناک حد تک ذہین آدمی ہے اور اس کے ساتھ ہی اُسے یہ بھی احساس ہو گیا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے پاکیشیا میں کچھ ایسے انتظامات بھی کر رکھے ہیں کہ کوئی بھی غیر ملکی ایجنٹ چاہے جس رُوپ میں بھی وہاں جائے اُسے ٹریس کر لیا جاتا ہے۔ اس لئے زاراک نے

پاکیشیا میں داخل ہونے کا ایک بالکل ہی مختلف پلان بنایا تھا اور اس پلان کے تحت اس نے سب سے پہلے کے، جی، بی کے ایجنٹوں کے ذریعے پاکیشیا کے دارالحکومت کی مختلف کالونیوں میں رہائش گاہیں، کاریں، سائنسی مشینری اور اسلحہ وغیرہ کے انتظامات کئے۔ اپنی ایجنسی کے بیس افراد اس نے براہ راست پاکیشیا بھجوا دیئے جنہوں نے وہاں ضروری انتظامات کر لئے اور پھر وہ اپنے چار خاص آدمیوں سمیت پہلے ایکریمیا گیا اور پھر وہاں سے ایکریمین میک اپ میں وہ منشیات سمگل کرنے والی ایک بہت بڑی تنظیم کے ذریعے ایک عرب ملک پہنچے جہاں سے خفیہ لانچ کے ذریعے انہیں پاکیشیا کے دارالحکومت پہنچا دیا گیا۔ اس طرح زاراک اور اس کے چار ساتھی انتہائی خفیہ طریقے سے پاکیشیا میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے اور یہاں پہنچتے ہی انہوں نے مقامی میک اپ کر لیا تھا۔ اس نے اپنے چاروں ساتھیوں کو نقشہ سمجھا کر عمران کے فلیٹ کی نگرانی پر لگا دیا تھا اور خود وہ ایک کوٹھی میں چھپ کر بیٹھ گیا جو اس نے کے۔ جی۔ بی کے ایجنٹوں کے ذریعے حاصل کی تھی تاکہ عین وقت پر سامنے آئے اور مشن مکمل کرے۔ انہیں یہاں پہنچے ہوئے دو روز ہو گئے تھے لیکن ان دو روز میں عمران فلیٹ میں آتا جاتا نظر نہ آیا تھا اس لئے اب زاراک سوچ رہا تھا کہ عمران کو تلاش کرنے کے لئے کوئی اور طریقہ استعمال کرے۔ فائل کے مطابق عمران کے فلیٹ میں اس کے ساتھ اس کا باورچی بھی رہتا تھا لیکن دو روز سے فلیٹ کو تالا لگا ہوا تھا اور اس کا وہ باورچی بھی غائب تھا۔ چنانچہ آج اس نے اپنے آدمیوں کو ہدایت دے دی تھی کہ صرف ایک آدمی فلیٹ کی نگرانی کرے۔ باقی افراد شہر میں گھوم پھر کر عمران کو تلاش کریں۔ اس

RAFREXO@HOTMAIL.COM

وقت دوپہر ہونے کے قریب تھی اور زاراک مسلسل دو روز سے اس کوٹھی میں بیٹھے بیٹھے مر جانے کی حد تک بور ہو چکا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ اتنے بڑے دارالحکومت میں وہ اسے کہاں تلاش کرے۔ اگر فلیٹ پر اس کا باورچی بھی ہوتا تو اس سے بھی معلومات حاصل کی جا سکتی تھیں لیکن وہ بھی موجود نہ تھا اور اس فلیٹ کے علاوہ وہ عمران کے کسی اور ٹھکانے کو جانتا بھی نہ تھا۔ گو سبارک نے اسے سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تفصیلات بتا دی تھیں لیکن زاراک نے جان بوجھ کر ادھر کا رخ نہ کیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس عمارت کے اندر انتہائی جدید سائنسی آلات نصب ہیں اور ہو سکتا ہے کہ اس کی نگرانی کرنے والا بھی ان کی نظروں میں آ جاتا ہو۔ اس لئے اس نے سوچا تھا کہ پہلے اس عمران پر قابو پایا جائے پھر اس کے ذریعے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان کو ٹریس کر کے ختم کر دے۔ اس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس مفلوج ہو کر رہ جائے گی اور آخر میں وہ اطمینان سے اس عمارت میں داخل ہوتے اور پھر وہاں سے فائل حاصل کرنے کی کامیاب پلاننگ کر سکے گا لیکن ابھی تک پہلے قدم میں ہی انہیں کامیابی نہ ہو رہی تھی۔ وہ عمران ہی نہیں مل رہا تھا۔

"مجھے خود باہر نکلنا پڑے گا اور اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں کہ اس عمران کے باپ یا دوسرے رشتہ داروں کو قابو میں کر کے اس عمران کو سامنے آنے پر مجبور کیا جائے" ـــــ زاراک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور آرام کرسی سے اٹھنے ہی لگا تھا کہ میز پر پڑے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی وہ بے اختیار چونک پڑا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— زاراک نے تیز لہجے میں کہا۔

"زیڈ الیون بول رہا ہوں باس" ——— دوسری طرف سے اس کے گروپ کے آدمی کی آواز سنائی دی۔

"اوہ یس ——— کیا رپورٹ ہے" ——— ؟ زاراک نے چونک کر پوچھا۔

"باس! ——— اس آدمی کو چیک کر لیا گیا ہے۔ ہم نے اسے ایک ہوٹل میں چیک کیا تھا۔ وہ دو دیو ہیکل حبشیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ دونوں حبشی تقریباً آپ جیسی قد و قامت کے ہیں ——— وہ دونوں حبشی اس سے ایسے ٹریٹ کر رہے تھے جیسے اس کے ملازم ہوں ——— ہم نے اس کی نگرانی کی تو وہ ان حبشیوں سمیت ہوٹل سے نکلا اور وہ تینوں ایک ہی کار میں بیٹھ کر یہاں کی ایک پُراسرار عمارت میں چلے گئے ہیں اور ابھی تک اندر ہی ہیں" ——— زیڈ الیون نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"کونسی عمارت ——— وہی جسے ہیڈ کوارٹر کہا جا رہا ہے" ——— زاراک نے چونک کر پوچھا۔

"اوہ نہیں باس! ——— یہ البرٹ روڈ کی ایک قلعہ نما عمارت ہے اور اس پر کسی رانا تہور علی صندوقی کی نیم پلیٹ لگی ہوئی ہے" ——— زیڈ الیون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چلو اس کا پتہ تو چلا ——— اس عمارت کو اندر سے چیک کرو کہ اندر ان تین کے علاوہ اور کتنے افراد ہیں" ——— زاراک نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے پہلے بھی سپر سافٹ ویو کے ذریعے چیک کرنے کی کوشش کی ہے باس! ——— لیکن یہ تو انتہائی پُراسرار عمارت ہے سپر سافٹ ویو

RAFREXO@HOTMAIL.COM

نے اندر جانے کے بعد کام ہی نہیں کیا ——— یوں لگتا ہے جیسے وہ اندر جاتے ہی آف ہو گئی ہو" ——— زیڈ الیون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— اس کا مطلب ہے کہ اس عمارت میں جدید سائنسی انتظامات کئے گئے ہیں۔ کمال ہے ——— ویسے تو یہ خاصا پسماندہ سا ملک ہے لیکن یہاں ہر عمارت میں جدید ترین سائنسی انتظامات تو اس طرح کئے گئے ہیں جیسے یہ روسیاہ سے بھی زیادہ ایڈوانس ملک ہو ——— بہرحال نگرانی جاری رکھو اور پھر جیسے ہی یہ آدمی باہر آئے مجھے فوراً اطلاع دینا پھر میں خود آ کر اس کو اغوا کروں گا" ——— زاراک نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس" ——— زیڈ الیون نے کہا اور زاراک نے رسیور رکھ دیا۔

"چلو کچھ پتہ تو چلا اس کا" ——— زاراک نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔ اُسے یقین تھا کہ اب یہ عمران جلد ہی اس کے ہاتھ چڑھ جائے گا اور اس کے بعد وہ انتہائی تیز رفتاری سے اپنے پلان کو آگے بڑھا سکے گا۔

عمران کو رانا ہاؤس شفٹ ہوئے آج چار روز گذر چکے تھے پوری سیکرٹ سروس ایئر پورٹ اور آزاد قبائلی علاقے کی طرف سے آنے والی سڑک کی مسلسل مکمل اور بھرپور نگرانی کر رہی تھی۔ لیکن اب تک کوئی ایسا آدمی نظروں میں نہ آیا تھا جس پر زاراک ہونے کا شک و شبہ کیا جا سکتا۔ جبکہ راڈشن دوسری بار اُسے اطلاع دے چکا تھا کہ زاراک اپنی ایجنسی کے چار آدمیوں کے ساتھ یہاں سے ایکریمیا چلا گیا ہے اور اس اطلاع ملنے کے بعد عمران نے ایکریمیا سے آنے والوں کی نگرانی اور بھی سخت کرا دی تھی کیونکہ زاراک کے ایکریمیا جانے کا یہی مطلب تھا کہ وہ اب ایکریمین میک اپ اور ایکریمین کاغذات کی مدد سے پاکیشیا میں داخل ہوگا۔ لیکن کوئی ایسا ایکریمی بھی ان چار روز میں پاکیشیا نہ پہنچا تھا جس پر زاراک ہونے کا شبہ کیا جا سکتا۔ زاراک کا قد و قامت اور جسامت جوزف اور جوانا سے تقریباً ملتا جلتا تھا اس لئے وہ اگر یہاں آتا تو کسی طرح بھی نہ چھپ سکتا تھا۔ پھر عمران نے سوچا کہ ہو سکتا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہے کہ اس نے پہلے خود آنے کی بجائے اپنے کسی آدمی کو بھیجا ہو تاکہ وہ عمران کے متعلق اسے رپورٹ دے سکے کہ کیا وہ دارالحکومت میں موجود بھی ہے یا نہیں۔ اس لئے عمران نے اپنے اصل حلیئے میں مختلف ہوٹلوں میں آنا جانا شروع کر دیا تھا لیکن یہ کوشش بھی اب تک بے سود رہی تھی۔ نہ ہی کسی آدمی نے ان کا تعاقب کیا تھا اور نہ ہی اس کی نگرانی کی تھی عمران نے جان بوجھ کر فلیٹ کو تالا لگا دیا تھا اور سلیمان کو اس نے اس کے گاؤں بھجوا دیا تھا کیونکہ اس نے زاراک کے متعلق جو کچھ پڑھا تھا اس کے مطابق زاراک انتہائی وحشی اور سفاک طبیعت کا آدمی تھا اس لئے اس نے سوچا کہ کہیں سلیمان اس کی وجہ سے تشدد کا شکار نہ ہو جائے۔ ٹائیگر کی ڈیوٹی بھی اس نے لگا رکھی تھی کہ وہ زیر زمین دنیا میں پوری طرح چوکس رہے ہو سکتا ہے زاراک کسی گروپ کی امداد حاصل کرے کیونکہ وہ پہلی بار یہاں آ رہا تھا۔ لیکن ٹائیگر کی طرف سے بھی کوئی مثبت رپورٹ نہ مل رہی تھی آج اس نے دوپہر کا کھانا جوانا اور جوزف کے ہمراہ ایک مشہور ہوٹل میں کھایا تھا اور انہیں رانا ہاؤس پہنچے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی اور اب وہ سوچ رہا تھا کہ رانا ہاؤس چھوڑ کر دوبارہ اپنے فلیٹ میں منتقل ہو جائے کہ جوزف دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک پنسل جیسی چیز پکڑی ہوئی تھی جو سیاہ رنگ کی تھی۔

"باس! یہ ابھی باہر سے آ کر گری ہے" ـــــ جوزف نے اندر آتے ہوئے کہا اور عمران چونک پڑا۔

"حفاظتی نظام تو آن ہے ناں" ـــــ عمران نے وہ سیاہ رنگ کی پنسل جوزف کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔

"یس باس! — میں نے آتے ہی آن کر دیا تھا" — جوزف نے جواب دیا اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے پنسل کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔

پنسل کسی عجیب سی دھات کی بنی ہوئی تھی لیکن بظاہر اس میں کوئی خاص بات نہ تھی۔ عمران چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اٹھ کر نیچے تہہ خانے میں بنی ہوئی لیبارٹری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے وہاں جا کر جب اس کو باقاعدہ کمپیوٹر میں چیک کیا تو اس پر یہ انکشاف ہوا کہ یہ ایک مخصوص ساخت کی ویڈیو مشین ہے جس میں انتہائی طاقتور ڈکٹافون بھی نصب ہے۔

"ہونہہ — تو کسی نے رانا ہاؤس کے اندرونی حالات کو چیک کرنے کے لئے یہ پنسل یہاں پھینکی ہے۔ لیکن حفاظتی نظام کی وجہ سے یہ کام نہیں کر سکی" — عمران نے پنسل کو دوبارہ ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے پنسل کو تو ایک مخصوص دھات کی ڈبیہ میں بند کر کے ایک خانے میں رکھ دیا اور خود وہ اٹھ کر لیبارٹری سے نکل کر دوسرے تہہ خانے کی طرف چل پڑا۔ جہاں رانا ہاؤس کے حفاظتی نظام اور بیرونی چیکنگ کی مشین نصب تھی۔

"باس! — دو مقامی آدمی رانا ہاؤس کی نگرانی کر رہے ہیں" — عمران کے اندر داخل ہوتے ہی ایک مشین کے ساتھ کھڑے جوزف نے مڑ کر کہا تو عمران چونک پڑا۔

"اچھا — ویری گڈ — کہاں ہیں وہ" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر مشین کے سامنے پہنچ گیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"واقعی — عقبی طرف چیک کیا ہے۔ ہو سکتا ہے وہاں بھی کچھ لوگ ہوں" — عمران نے کہا۔

"نہیں باس! — بس اچانک مجھے خیال آ گیا تو میں نے ابھی مشین آن کی ہے" — جوزف نے جواب دیا تو عمران نے خود مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا اور تھوڑی دیر بعد اس نے عقبی طرف بھی ایک کوڑے کے ڈرم کی اوٹ میں چھپے ہوئے ایک مقامی آدمی کو چیک کر لیا۔ سامنے والے افراد میں سے ایک تو سینما کی دیوار کے ساتھ کھڑا تھا لیکن وہ جس انداز میں بار بار رانا ہاؤس کی طرف دیکھ رہا تھا اس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ نگرانی کر رہا ہے جبکہ دوسرا کچھ دور ایک بکسٹال کے سامنے کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک اخبار تھا اور وہ بظاہر اخبار پڑھ رہا تھا لیکن اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ بھی اخبار کی آڑ میں رانا ہاؤس کی ہی نگرانی کر رہا ہے۔

"ان کی نگرانی کرنے کا انداز تو بالکل بچگانہ سا ہے — زارک ایجنسی تو بے حد مشہور ایجنسی ہے۔ وہ تو یہ بچگانہ انداز اختیار نہیں کر سکتے۔ یہ لازماً کوئی مقامی ہی ہوں گے" — عمران نے کہا۔

"یس باس! — انہیں دیکھ کر تو اندھوں کو بھی پتہ چل جاتا ہے کہ یہ نگرانی کر رہے ہیں" — جوزف نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"تم ایسا کرو کہ جوانا کو ساتھ لے کر جاؤ اور عقب میں موجود آدمی کو اغوا کر کے اندر لے آؤ — سامنے والوں کو ابھی مت چھیڑو — پہلے میں چیک کر لوں کہ یہ کون لوگ ہیں" — عمران نے جوزف سے کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا واپس بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

عمران اب سامنے والوں کو چیک کر رہا تھا لیکن وہ اب بھی اسی انداز میں کھڑے تھے۔ اچانک ان میں سے ایک نے کلائی کی گھڑی دیکھنے کے لئے ہاتھ اونچا کیا اور اس کے ساتھ ہی عمران بُری طرح چونک پڑا۔

"اوہ! —— اس کی کلائی کی اندرونی سفیدی بتا رہی ہے کہ یہ مقامی نہیں ہے بلکہ میک اپ میں ہے" —— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا پھر تقریباً دس منٹ بعد جوزف واپس کمرے میں داخل ہوا۔

"وہ سپیشل روم میں پہنچا دیا گیا ہے باس" —— جوزف نے کہا۔

"یہ مقامی لوگ نہیں ہیں۔ میں نے چیک کر لیا ہے —— بہرحال تم ان پر نگاہ رکھو۔ میں اس آدمی سے تھوڑی سی پوچھ گچھ کر لوں" —— عمران نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ایک راہداری سے گذرنے کے بعد وہ ایک کمرے میں داخل ہوا تو فرش پر وہی آدمی بیہوش پڑا ہوا تھا جسے عقب میں دیکھا گیا تھا اور جوانا بھی وہاں کھڑا تھا۔

"اس کی تلاشی لے لی ہے" —— عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یس باس! —— اس کی جیب سے یہ ایک مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر اور مشین پسٹل نکلا ہے" —— جوانا نے ایک طرف میز پر پڑی ہوئی دونوں چیزوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ" —— عمران نے کہا اور تیزی سے میز کی طرف بڑھ گیا اس نے وہ فکسڈ فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اسے الٹ پلٹ کر غور سے دیکھنے لگا۔ پھر اُسے واپس رکھ کر اس نے وہ مشین پسٹل اٹھایا اور اُسے چیک کرنے لگا۔

"میک اپ واشر لے آؤ اور اس کا چہرہ چیک کرو" —— عمران نے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

مڑ کر جوانا سے کہا اور جوانا سر ہلاتا ہوا تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ عمران نے ایک الماری سے رسی نکالی اور پہلے فرش پر بیہوش پڑے ہوئے آدمی کے ہاتھ اس کے عقب میں کر کے باندھے اور پھر اسے اٹھا کر ایک کرسی پر بٹھا دیا۔ باقی رسی سے اس نے اس کے جسم کو کرسی سے اچھی طرح باندھ دیا۔

چند لمحوں بعد جوانا میک اپ واشر لئے اندر داخل ہوا۔ اس نے اس کا پلگ دیوار میں لگی ساکٹ میں لگایا اور واشر کا کنٹوپ اس آدمی کے سر، چہرے اور گردن پر چڑھا کر اسے باندھا اور مشین چلا دی۔ شفاف کنٹوپ میں دھواں سا بھر گیا۔ تھوڑی دیر بعد مشین پر جلنے والا بلب ایک جھماکے سے بجھ گیا تو جوانا نے مشین آف کر کے کنٹوپ کھولا اور کنٹوپ ہٹانے کے بعد اس آدمی کا اصل چہرہ سامنے آ گیا۔ وہ روسی ہی تھا۔

"جوزف کو ساتھ لو اور سامنے موجود دونوں آدمیوں کو بھی اغوا کر لاؤ۔ لیکن محتاط رہنا۔ ہو سکتا ہے ان کے دوسرے ساتھی بھی ہوں" —— عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بے فکر رہیں ماسٹر —— جتنے بھی ہوتے سب اٹھا لاؤں گا" —— جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے میک اپ واشر اٹھائے کمرے سے باہر نکل گیا۔

عمران نے آگے بڑھ کر اس آدمی کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ کچھ دیر بعد ہی اس کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی تو عمران پیچھے ہٹ گیا۔ چند لمحوں بعد اس آدمی کی آنکھیں کھلیں اور ساتھ ہی اس کے چہرے پر تکلیف کے آثار نمودار ہو گئے۔ عمران بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ اس

آدمی کے سر پر ابھرے ہوئے گومڑ کو دیکھ کر ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ اُسے کیسے بیہوش کیا گیا ہوگا۔

"مم — مم — میں کہاں ہوں" — اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر سامنے کھڑے عمران کو دیکھ کر وہ بے اختیار چونکا۔ اس کی دھندلائی ہوئی آنکھوں میں یکلخت ایسی چمک نمودار ہوئی جیسے بادلوں میں بجلی چمکتی ہے اور عمران مسکرا دیا۔ وہ اس چمک کو دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ لوگ یہاں اسی کی نگرانی کر رہے تھے۔

"کون ہو تم — اور مجھے کیوں باندھ رکھا ہے یہاں" — اس آدمی نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو زاراک پر افسوس ہے کہ اس نے تم جیسے احمقوں کو اپنی ایجنسی میں بھرتی کر رکھا ہے" — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"زا — زاراک — کیا مطلب" — اس آدمی نے ایک بار پھر بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، جوزف اور جوانا اندر داخل ہوئے۔ ان کے کاندھوں پر ایک ایک بیہوش آدمی لدا ہوا تھا اور انہوں نے اندر آکر ان دونوں کو فرش پر پٹخ دیا۔ کرسی پر بندھے ہوئے آدمی کے ہونٹ بھنچ گئے۔ ظاہر ہے وہ اپنے ساتھیوں کو پہچان چکا تھا۔

"اور تو کوئی نہیں ہے" — عمران نے پوچھا۔

"نو باس — یہ دو ہی تھے" — جوزف نے جواب دیا۔

"او۔کے — تم جا کر مشین سے مزید چیکنگ کرو" — عمران نے جوزف سے کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"انہیں بھی باندھ کر کرسیوں پر بٹھا دو" — عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا اور جوانا تیزی سے حرکت میں آگیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں بھی کرسیوں پر بندھے ہوئے بیٹھے تھے اور ان کی جیبوں سے نکلنے والے ویسی ہی ساخت کے ٹرانسمیٹر اور مشین پسٹل تھے۔

"ان کے میک اپ صاف کروں ماسٹر" — جوانا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں — ایک کی اصل شکل ہی اتنی خوبصورت ہے کہ دوسروں کی دیکھنے کی حسرت نہیں رہی" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا، اور جوانا بھی مسکرا دیا۔

"ہاں — تو تمہیں اب زاراک کا مطلب سمجھایا جائے — ویسے اس جوانا کو تو تم نے دیکھ لیا ہے، مطلب سمجھانے کے لئے میں نے اسے خاص طور پر ملازم رکھا ہوا ہے — بولو! سمجھاؤں مطلب — یا تم خود ہی اپنا نام بتا دو گے" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں کسی زاراک کو نہیں جانتا" — اس آدمی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"او کے — نہ جانتے ہو گے — اپنا نام بتا دو۔ پہلے یہ سن لو کہ تمہارے چہرے سے مقامی میک اپ صاف ہو چکا ہے اور اب تم اپنے اصل روسیاہی چہرے میں ہو۔ اس لئے نام بتاتے وقت مقامی نام بتانے کا تکلف نہ کرنا" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کی بات سن کر اس آدمی کے ہونٹ بے اختیار بھنچ گئے۔

"میرا کوئی نام نہیں ہے" ـــ اس آدمی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"بہت خوب ـــ اب تم زاراک ایجنسی کے آدمی لگ رہے ہو۔ تربیت یافتہ ـــ حالانکہ پہلے تم تینوں جس طرح اناڑی پن سے رانا ہاؤس کی نگرانی کر رہے تھے، مجھے زاراک ایجنسی پر افسوس ہونے لگ گیا تھا کہ خوامخواہ رُوسیاہ کے سرکاری اخراجات ضائع ہو رہے ہیں ـــ بہرحال بے نام صاحب! ـــ اب صرف اتنا بتا دو کہ زاراک اس وقت کہاں ہے" ـــ؟ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں کسی زاراک کو نہیں جانتا" ـــ اس آدمی نے کہا۔

"جوانا! ـــ اب میں کیا کروں۔ میں نے تو بڑی کوشش کی ہے کہ تمہارا اسکوپ نہ بن سکے، لیکن ٹھیک ہے اب اس کا مقدر" ـــ عمران نے منہ بناتے ہوئے ساتھ کھڑے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس! ـــ اس کی کھوپڑی میں سوراخ نہ کر دوں ـــ باقی دو ہیں ان سے پوچھ لیں گے۔ بڑے عرصے سے انگلی مار کر کھوپڑی میں سوراخ کرنے کی حسرت دل میں ہے" ـــ جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں جوانا ـــ زاراک کے ساتھ صرف چار آدمی آتے ہیں۔ تین تو یہ ہیں۔ چوتھا شاید میرے فلیٹ کی نگرانی کر رہا ہو گا ـــ زاراک روسیاہ کا اتنا بڑا ایجنٹ ہے اُسے اس طرح بے دست و پا تو نہ بنا دو" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی پر بندھا بیٹھا آدمی عمران کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا، لیکن اس کے ہونٹ اسی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

طرح بھنچے ہوئے تھے۔ لیکن اس سے پہلے کہ جوانا آگے بڑھتا، اچانک میز پر رکھے ہوئے تین ٹرانسمیٹروں میں سے ایک سے ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"اس کا منہ بند کر دو" ـــ عمران نے چونک کر کہا اور تیزی سے میز کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر اٹھایا۔ یہ وہ ٹرانسمیٹر تھا جو بعد میں آنے والوں میں سے ایک کی جیب سے نکلا تھا۔ اور وہ دونوں ابھی تک بیہوش پڑے تھے اور ظاہر ہے عمران نے ابھی ان کا لہجہ سنا بھی نہ تھا۔ بہرحال اس نے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ـ ہیلو ـ زاراک کالنگ زیڈ الیون۔ اوور" ـــ بٹن آن ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"یس باس ـــ سوری باس! زیڈ الیون باتھ کے لئے گیا ہے ـــ ٹرانسمیٹر میرے پاس ہے۔ اوور" ـــ عمران نے اس بار کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر ایسی بات کی تھی۔

"باتھ گیا ہے ـــ اوہ اچھا، زیڈ تھرٹین ـــ کیا رپورٹ ہے۔ وہ عمران ابھی اندر ہے یا کہیں گیا ہے۔ اوور" ـــ؟ دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"ابھی اندر ہی ہے باس۔ اوور" ـــ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے ـــ نگرانی کرتے رہو۔ پوری طرح ہوشیار رہنا۔ اوور اینڈ آل" ـــ زاراک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم

ہو گیا۔ عمران نے بٹن آف نہ کیا بلکہ اسی طرح ٹرانسمیٹر ہاتھ میں پکڑے وہ دوڑتا ہوا اس کمرے سے نکلا اور سیدھا لیبارٹری کی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ اس نے بٹن آف نہ کیا تھا اس لئے ٹرانسمیٹر میں وہ فریکوئنسی محفوظ تھی جس سے کال کی گئی تھی، اور چونکہ یہ فکسڈ فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر تھا اس لئے عمران کو یقین تھا کہ اس فریکوئنسی کی مدد سے وہ آسانی سے زاراک کا ٹھکانا معلوم کر لے گا۔ اس نے پہلے تو ٹرانسمیٹر میں محفوظ فریکوئنسی کو ایک مشین پر چیک کیا اور پھر اس نے ایک اور مشین پر اس فریکوئنسی کو ایڈجسٹ کر کے اُسے دارالحکومت کے نقشے کے ساتھ منسلک کیا اور پھر اس مشین کے اندر موجود لانگ رینج ٹرانسمیٹر پر وہ فریکوئنسی سیٹ کر کے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو ــــ زیڈ تھرٹین کالنگ باس۔ اوور" ــــ عمران نے کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی کے لہجے میں بار بار کال دینی شروع کر دی۔ اس کی تیز نظریں اس سکرین پر جمی ہوئی تھیں جس پر دارالحکومت کا تفصیلی نقشہ موجود تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جیسے ہی دوسری طرف سے ٹرانسمیٹر کال کیچ کی جائے گی نقشے پر اس جگہ سرخ رنگ کا نقطہ تیزی سے جلنے بجھنے لگ جائے گا اس طرح اس زاراک کی جگہ کا اُسے علم ہو جائے گا۔

"یس ــــ زاراک اٹنڈنگ یو ــــ کیا بات ہے زیڈ تھرٹین۔ اوور"۔ چند لمحوں بعد ہی زاراک کی آواز ٹرانسمیٹر سے سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر ایک جگہ سرخ رنگ کا نقطہ تیزی سے جلنے بجھنے لگ گیا۔ عمران نے اس جگہ کو غور سے دیکھا۔ دوسرے لمحے اس کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی کیونکہ پتہ صاف تھا گلشن رحمت کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو بارہ۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"باس! ــــ وہ عمران تو باہر نہیں نکلا۔ اس کا ایک حبشی ساتھی باہر آیا ہے اور پیدل ہی مارکیٹ کی طرف جا رہا ہے ــــ زیڈ الیون ابھی تک واپس نہیں آیا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آپ سے پوچھ لوں کہ اس حبشی کی نگرانی بھی کرنی ہے یا نہیں۔ اوور" ــــ عمران نے ایک کہانی بناتے ہوئے کہا۔

"صرف عمران کی نگرانی کرو ــــ اور زیڈ الیون نے اتنی دیر کیوں لگا دی ہے۔ اس کا فوراً پتہ کرو اور پھر اُسے کہو کہ مجھے کال کرے۔ اوور اینڈ آل"۔ دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور وہ سرخ نقطہ بھی بجھ گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے تیزی سے مشین آف کرنی شروع کر دی اور پھر وہ اسی رفتار سے لیبارٹری سے باہر آ گیا۔ جوزف باہر برآمدے میں ہی اسے مل گیا۔

"جوزف! ــــ ان تینوں کا خیال رکھنا۔ یہ نکل نہ جائیں ــــ میں بعد میں کال کر کے ان کے متعلق بتاؤں گا تمہیں ــــ اور ہاں! ــــ میں نے فوری باہر جانا ہے اس لئے حفاظتی نظام آف کر دو" ــــ عمران نے جوزف کو ہدایات دیں اور خود وہ تیزی سے پورچ کی طرف بڑھ گیا جہاں اس کی کار موجود تھی۔ تھوڑی دیر بعد جوزف پورچ میں پہنچا اور پھر تیزی سے چلتا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے پھاٹک کھولا اور عمران کار باہر نکال لے گیا اور پھر اس نے کار کا رخ گلشن رحمت کالونی کی طرف موڑ دیا۔

گلشن رحمت کالونی شہر سے باہر ایک نو آباد کالونی تھی۔ اگر عمران سرکلر روڈ سے جاتا تو اسے وہاں تک پہنچنے کے لئے لمبا چکر کاٹنا پڑتا۔

اس لئے اس نے وہاں تک فوری پہنچنے کے لئے ایک شارٹ کٹ استعمال کیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ گلشن رحمت کالونی میں داخل ہو چکا تھا پھر اسے کوٹھی نمبر ایک سو بارہ تلاش کرنے میں زیادہ دقت نہ ہوئی۔ کوٹھی خاصی وسیع و عریض تھی۔ اس کا پھاٹک بند تھا۔ عمران کار عقبی طرف لے گیا اور پھر ایک سائیڈ پر کار روکنے کے بعد وہ نیچے اترا اور تیزی سے عقبی دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ ایک گھنے درخت کو وہ دیوار کے ساتھ دیکھ چکا تھا اور عقبی گلی میں آمدورفت بھی نہ تھی اس لئے وہ تیزی سے درخت پر چڑھا اور چند لمحوں بعد وہ اونچی دیوار پر پہنچ چکا تھا۔ دوسری طرف ایک وسیع پائیں باغ تھا اور اصل عمارت کافی فاصلے پر تھی۔ عمران دیوار پر بیٹھا اور پھر اس نے مڑ کر اپنے جسم کو دیوار کے ساتھ نیچے لٹکا دیا۔ اس کے دونوں ہاتھ ایک جھٹکے سے منڈیر پر جم گئے۔ ایک لمحے کے لئے اپنے جسم کو تولنے کے بعد عمران آہستہ سے نیچے اتر گیا۔ اس نے اتنی تکلیف اس لئے کی تھی کہ وہ نیچے کود کر کوئی ایسا دھماکہ نہ کرنا چاہتا تھا جس سے اندر موجود زاراک یا اس کے ساتھی کو چونکانا نہ چاہتا تھا۔ عمران تیزی سے سائیڈ راہداری کی طرف بڑھا اور آہستہ آہستہ آگے کھسکتا چلا گیا۔ اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا تھا۔ کوٹھی کا وسیع لان خالی پڑا ہوا تھا۔ عمران نے سائیڈ پر برآمدے کو دیکھا تو برآمدہ بھی خالی پڑا ہوا تھا۔ کوٹھی پر چھایا ہوا سکوت بتا رہا تھا کہ کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے لیکن ابھی تو اس نے یہاں زاراک کو کال کی تھی ایک لمحے کے لئے تو اسے خیال آیا کہ کہیں مشین نے غلط پتہ تو انڈیکیٹ نہیں کر دیا لیکن پھر اس نے خیال جھٹک دیا کیونکہ ایسی غلطی کا امکان نہیں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہو سکتا تھا۔ وہ سائیڈ پر کھڑا چند لمحے سوچتا رہا پھر تیزی سے آگے بڑھا اور برآمدے میں پہنچ گیا۔ لیکن کوٹھی واقعی خالی پڑی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ پوری کوٹھی گھوم گیا لیکن وہاں کوئی آدمی نہ تھا۔ عمران کو خیال آیا کہ لازماً نیچے کوئی تہہ خانہ ہوگا اور زاراک وہیں چھپا ہوا ہوگا لیکن اسی لمحے اچانک اسے ایک خیال آیا تو وہ تیزی سے باہر کی طرف لپکا اور پھر لان میں بھاگتا ہوا وہ پھاٹک کی طرف بڑھ گیا اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گئی کیونکہ اس کا خیال درست نکلا تھا۔ سائیڈ پھاٹک کا کنڈا باہر سے بند تھا جبکہ بڑے پھاٹک کا کنڈا اندر سے بند تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ زاراک یہاں سے جا چکا ہے۔ اس نے کار نکال کر پھاٹک بند کیا اور پھر سائیڈ پھاٹک کو باہر سے بند کر کے وہ چلا گیا۔

"لیکن وہ اتنی جلدی کہاں جا سکتا ہے" ——— عمران نے سوچا اور دوسرے لمحے اس کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا اور وہ بے اختیار اندر کی طرف دوڑا۔ وہ سمجھ گیا ہوگا کہ اس نے اس کے آنے کے بعد دوبارہ ٹرانسمیٹر کال کی ہوگی اور ظاہر ہے جوزف اور جوانا نے کال رسیو نہ کی ہوگی اس لئے زاراک کو شک پڑ گیا ہوگا چنانچہ وہ یقیناً وہیں رانا ہاؤس ہی گیا ہوگا کیونکہ ٹرانسمیٹر پر ہونے والی بات چیت سے وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ لوگ پہلے ہی زاراک کو عمران کی رانا ہاؤس میں موجودگی کا بتا چکے تھے۔ وہ تیزی سے اندر آیا اور پھر اس نے ایک کمرے میں پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور رانا ہاؤس کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں تک گھنٹی بجنے کے بعد دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس" ـــــ جوزف کی آواز سنائی دی۔

"جوزف! ـــ میں عمران بول رہا ہوں ـــــ کوئی آدمی رانا ہاؤس میں داخل تو نہیں ہوا" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"رانا ہاؤس میں ـــ نہیں باس! ـــ کون یہاں داخل ہو سکتا ہے" ـــــ جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"حفاظتی نظام آن ہے" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"نہیں باس! ـــ آپ نے جاتے ہوئے اُسے آف کرنے کے لئے کہا تھا اس لئے آف ہے" ـــــ جوزف نے جواب دیا۔

"اُسے فوراً آن کر دو اور ویو چیکنگ مشین پر چیک کرو کہ کوئی آدمی جو تمہارے اور جوانا کے قد و قامت کا ہے باہر موجود ہے یا نہیں ـــــ اگر ہو تو مجھے فون پر اطلاع دو۔ فون بند نہ کرنا" ـــــ عمران نے اُسے تیز تیز لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد جوزف کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"ہیلو باس! ـــ کیا آپ لائن پر ہیں" ـــــ جوزف نے پوچھا

"یس ـــ کیا رپورٹ ہے" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"باس ـــ حفاظتی نظام آن کر دیا ہے ـــــ چیکنگ مشین میں ایسا کوئی آدمی سامنے یا عقبی طرف سے نظر نہیں آ رہا" ـــــ جوزف نے جواب دیا۔

"او کے ـــ اور سنو! ـــ وہ تینوں آدمی جو رانا ہاؤس میں لائے گئے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہیں انہیں بلیو رُوم میں بند کر دو۔ میں جب خود آؤں گا تو انہیں ڈیل کروں گا" ـــــ عمران نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ـــــ دوسری طرف سے جوزف نے کہا اور عمران نے او کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"اب یہی ہو سکتا ہے کہ زارا کسی اور مقصد کے لئے یہاں سے گیا ہے اور واپس نہیں آئے گا" ـــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور تیزی سے کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ دروازے تک پہنچتا، اچانک چھت پر روشنی کا جھماکا ہوا اور اس کے ساتھ ہی عمران کا جسم یکلخت اس طرح مفلوج ہو گیا جیسے اس کے جسم میں دوڑنے والا خون اچانک منجمد ہو کر رہ گیا ہو۔ چونکہ ایسا چلنے کے دوران ہوا تھا اس لئے ایک لمحے کے لئے ساکت ہونے کے بعد عمران کسی کٹے ہوئے درخت کی طرح لڑکھڑا کر پہلو کے بل فرش پر گرا اور پھر اسی طرح ساکت پڑا رہ گیا۔ اُسے اس طرح پڑے ہوئے اس کی سوچ کے مطابق آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت گذر گیا تھا کہ اس کے کانوں میں دُور سے پھاٹک کھُلنے کی آواز سنائی دی اور پھر ایک کار کے اندر آنے کی آواز سُنائی دینے لگی۔ پھر کافی دیر تک خاموشی طاری رہی اور اس کے بعد بھاری قدموں کی آوازیں راہداری میں سے ہوتی ہوئی اس کمرے کی طرف آنے لگیں۔ آنے والا ایک ہی آدمی تھا لیکن اس کے قدموں کی بھاری آواز سے ہی ظاہر ہوتا تھا کہ آنے والا دیو ہیکل قد و قامت کا مالک ہے۔

"ارے ـ یہ کون ہے" ـــــ اسی لمحے دروازے سے ایک

حیرت بھری چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور آواز سنتے ہی عمران سمجھ گیا کہ آنے والا زاراک ہے۔ دوسرے لمحے کسی نے اُسے جھٹکے سے سیدھا کر دیا۔

" اوہ — یہ تو عمران ہے —— ہونہہ ! —— تو یہ ایکسائٹی ریز کا شکار ہوا ہے —— ویری گڈ" —— عمران نے ایک دیو ہیکل مقامی آدمی کو اپنے اوپر جھکا دیکھا جو اُسے غور سے دیکھنے کے ساتھ ساتھ بول بھی رہا تھا لیکن عمران آواز سے ہی اُسے پہچان چکا تھا۔ پھر زاراک پیچھے ہٹ گیا اور اس کے قدموں کی آواز کمرے کے باہر جاتی ہوئی سنائی دی۔ راہداری سے گذرنے کے بعد یہ آواز دور ہوتی چلی گئی۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد آواز دوبارہ کمرے کی طرف آتی سنائی دی اور پھر زاراک ایک بار پھر اس کے اوپر جھک گیا لیکن اس بار اس کے ہاتھ میں ایک نیلے رنگ کی بوتل تھی۔ اس نے بوتل کا ڈھکن کھولا اور بوتل کو عمران کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں تک بوتل کو ناک سے لگانے کے بعد اس نے بوتل ہٹالی اور خود بھی پیچھے ہٹ گیا۔

چند لمحوں بعد عمران کو یکلخت ایک زوردار چھینک آئی اور اس کے ساتھ ہی اس کے منجمد اعصاب ایک جھٹکے سے حرکت میں آ گئے۔

" اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ عمران ! —— میں کسی بے بس آدمی کو باندھنے اور اس پر تشدد کرنے کا قائل نہیں ہوں اس لئے میں نے تمہیں باندھے بغیر درست کر دیا ہے" —— زاراک کی گھمبیر آواز سنائی دی اور عمران نے اپنے جسم کو سمیٹا اور پھر ایک جھٹکے سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ زاراک سامنے کسی چٹان کی طرح سینے پر دونوں ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر بلا کا اعتماد تھا۔

" مجھے خوشی ہے زاراک ! —— کہ بڑے عرصے بعد ایک ایسے آدمی سے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

واسطہ پڑا ہے جسے شریف دشمن کہا جا سکتا ہے" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ویسے وہ دل ہی دل میں زاراک کے اعتماد اور اس کے مہذب پن کا قائل ہو گیا تھا۔

" تو تم مجھے پہچانتے ہو۔ حالانکہ میں نے میک اپ کیا ہوا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ میرے آدمی جو تمہاری اس عمارت رانا ہاؤس کی نگرانی کر رہے تھے تمہاری قید میں چلے گئے ہیں" —— زاراک نے چونکتے ہوئے کہا۔

" ہاں ! —— اور یہ بھی بتا دوں کہ ٹرانسمیٹر پر آخری کالیں میں نے ہی تمہیں کی تھیں" —— عمران نے بھی جوابی شرافت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے —— جو بھی کام میں کوتاہی کرتا ہے اس کا یہی حشر ہونا چاہئے —— بہرحال ایک بات اور بتا دوں کہ تم یہ نہ سمجھنا کہ میں نے تمہیں کمزور سمجھتے ہوئے تمہیں درست کرنے سے پہلے نہیں باندھا جبکہ مجھے معلوم ہے کہ مارشل آرٹ میں تمہاری شہرت پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس کے باوجود میرے ضمیر نے یہ گوارا نہ کیا کہ تمہارا مقابلہ اس حالت میں کروں کہ تم بندھے ہوئے اور بے بس ہو —— میں تمہیں مکمل دفاع کا چانس دینا چاہتا ہوں —— بہرحال یہ بتا دو کہ میرے آدمی ہلاک ہو چکے ہیں یا ابھی زندہ ہیں" —— زاراک نے اسی طرح با اعتماد لہجے میں کہا۔

" زندہ ہیں" —— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے تمہارے تشدد کے سامنے ہتھیار ڈال کر اپنی شناخت بھی کرا دی اور تمہیں یہاں کا پتہ بھی بتا دیا —— او کے پھر اب انہیں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں —— اگر تم یہاں سے زندہ

والیں جاسکو تو میری طرف سے مکمل اجازت ہے کہ تم انہیں گولیوں سے اڑادو ——— میں اپنی ایجنسی میں ایسے کسی آدمی کا وجود برداشت نہیں کرسکتا جو جان کے خوف سے دوسروں کے سامنے ہتھیار ڈال دے"۔ زاراک نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کی بات پر عمران بھی حیران رہ گیا۔ زاراک واقعی ایک عجیب کردار کا انسان ظاہر ہو رہا تھا۔

"مجھے خوشی ہے زاراک! ——— کہ تم اصول پسند آدمی ہو۔ لیکن یہ بتادوں کہ تمہارے آدمیوں پر نہ ہی اب تک کوئی تشدد ہوا ہے اور نہ ہی انہوں نے اپنے یا تمہارے متعلق کچھ بتایا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! ——— پھر تمہیں یہاں کا پتہ اور میرے متعلق کیسے معلوم ہو گیا؟" اس بار زاراک کے لہجے میں حیرت تھی۔

"مجھے تمہاری آمد کا پہلے سے علم تھا کہ تم اپنی ایجنسی کے چار آدمیوں سمیت یہاں آ رہے ہو اور تمہارا مشن سیکرٹ سروس کا خاتمہ، سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی اور اس سے پہلے وہاں سے ایک خصوصی فائل کا حصول ہے ——— اور مجھے معلوم ہے کہ تم صرف میرے متعلق ہی جانتے ہو گے اس لئے میں شہر میں پھرتا رہا ——— پھر تمہارے آدمیوں کو میں نے رانا ہاؤس کے باہر نگرانی کرتے ہوئے ایک مشین کے ذریعے چیک کر لیا۔ میں نے ان تینوں کو اغوا کرا لیا ——— پہلے میں بھی انہیں مقامی ہی سمجھا تھا لیکن پھر ان میں سے ایک کا میک اَپ واش کیا گیا تو وہ رومیاہی نکلا۔ اس طرح مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ لازماً تمہارے ہی آدمی ہوں گے لیکن پوچھ گچھ پر وہ سرے سے تمہارے وجود سے ہی مکر گئے لیکن پھر تمہاری ٹرانسمیٹر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کال آ گئی جو میں نے اٹنڈ کی اور تم میں یہ بُری عادت ہے کہ تم اپنا نام لیتے ہو ——— اس طرح مجھے معلوم ہو گیا کہ ان تینوں کا تعلق تم سے ہے اور تم بھی یہاں پہنچ گئے ہو ——— پھر میں نے ایک خصوصی مشین کے ذریعے تمہاری ٹرانسمیٹر فریکونسی کو چیک کرنے کے ساتھ ساتھ اس جگہ کا بھی پتہ چلا لیا جہاں سے تم نے ٹرانسمیٹر کال کی تھی چنانچہ میں یہاں آ گیا لیکن کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی اور سائیڈ پھاٹک کا باہر سے کنڈا بند دیکھ کر میں سمجھ گیا کہ تم باہر گئے ہوئے ہو ——— میرا خیال تھا کہ تم رانا ہاؤس گئے ہو گے اس لئے میں نے وہاں فون کر کے معلوم کیا لیکن تم وہاں نہ گئے تھے ——— فون بند کر کے میں دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اچانک چھت پر سے روشنی کا جھماکا ہوا اور میرا جسم مفلوج ہو گیا اس کے بعد تم آ گئے" ——— عمران نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— اسی لئے ایکسائٹی ریز کا فائر ہوا کہ تم نے فون کرنے کے بعد ریسیور کریڈل پر عام انداز میں رکھ دیا ہو گا۔ یہ ایک جدید حفاظتی انتظام ہے ——— بہرحال اب تم آ گئے ہو تو میں تمہیں ایک پیشکش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کی تفصیلات معہ ان کے موجودہ پتوں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کے اندرونی حفاظتی انتظامات کی تفصیلات خود ہی بتا دو تو میں تمہیں انگلی لگائے بغیر یہاں سے جانے کی اجازت دے دوں گا۔ اس کے بعد اگر تم چاہو تو بے شک سیکرٹ سروس کے ممبران اور اس کے چیف کو میرے متعلق بتا دینا اور چاہو تو خود علیحدہ ہو جانا اور چاہو تو ان کے ساتھ مل کر میرے مقابلے پر آ جانا۔ جیسے تمہاری مرضی ہو کر لینا۔ مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا" ——— زاراک نے کہا۔

"ویری گڈ ۔۔۔ واہ! اسے کہتے ہیں شرافت ۔۔۔ تم جیسا شریف سیکرٹ ایجنٹ میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ بہرحال میں تمہاری طرح طاقتور تو نہیں ہوں اس لئے کھڑے کھڑے تھک گیا ہوں ۔۔۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم کہیں بیٹھ کر اطمینان سے مذاکرات کریں۔ یقین رکھو، میں تمہاری مرضی کے بغیر اس کوٹھی سے باہر نہیں جاؤں گا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ بیٹھو" ۔۔۔ زاراک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک بات اور ۔۔۔ اگر تم چاہو تو میں فون کر کے تمہارے ساتھیوں کو بھی یہاں بلوا لوں۔ ظاہر ہے کہ تم جیسے باس کو تو میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھے چائے یا کافی پلاؤ ۔۔۔ اور چائے یا کافی پیئے بغیر میرا ذہن کام نہیں کرتا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو ۔۔۔ تم واقعی ذہین آدمی ہو ۔۔۔ تمہارا مطلب ہے کہ میں تمہیں فون کرنے کی اجازت دوں اور خود صوفے پر بیٹھ جاؤں تاکہ تم فون کر کے جیسے ہی پہلے کی طرح رسیور رکھو، ایکسائٹی ریز مجھ پر فائر ہو جائیں ۔۔۔ ویری گڈ ۔۔۔ واقعی ذہانت اسے کہتے ہیں۔ تم نے یہ بات کر کے مجھے متاثر کیا ہے عمران" ۔۔۔ زاراک نے اسی طرح سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے وہ عمران کی ذہانت کی کھلے دل سے تعریف کر رہا ہو۔ اور عمران ہنس پڑا۔

"میرے ذہن میں ایسی کوئی بات نہیں تھی ۔۔۔ بہرحال میں فون کر کے رسیور تمہیں دے دوں گا۔ تم خود رکھ لینا۔ مجھے واقعی چائے اور کافی کی طلب ہو رہی ہے" ۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"ٹھیک ہے۔ کر لو فون" ۔۔۔ زاراک نے مسکراتے ہوئے کہا اور خود وہ اطمینان سے صوفے پر بیٹھ گیا۔

عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے

"یس" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جوزف ۔۔۔ بلیو روم میں سے کسی ایک کی فون پر بات کراؤ" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یس باس" ۔۔۔ دوسری طرف سے جوزف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور علیحدہ رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو" ۔۔۔ تھوڑی دیر بعد ایک اجنبی سی آواز سنائی دی۔

"یہ لو ۔۔۔ تم خود بات کر لو اپنے آدمی سے اور انہیں یہاں آنے کا کہہ دو ہو سکتا ہے وہ میری بات کو غلط سمجھیں" ۔۔۔ عمران نے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھتے ہوئے صوفے پر بیٹھے ہوئے زاراک سے کہا اور زاراک نے اٹھ کر اس کے ہاتھ سے رسیور لے لیا۔

"ہیلو ۔۔۔ زاراک بول رہا ہوں ۔۔۔ کون بول رہا ہے" ۔۔۔ زاراک کا لہجہ تحکمانہ تھا۔

"زیڈ تھرٹین بول رہا ہوں باس" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سنو! ۔۔۔ عمران یہاں میرے پاس پہنچ گیا ہے اور ہمارے درمیان مذاکرات ہو رہے ہیں ۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ یہ مذاکرات کامیاب رہیں گے۔ اس لئے تم اپنے دونوں ساتھیوں کو لے کر یہاں کوٹھی پر آجاؤ۔ فوراً"۔ زاراک نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس" ۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور عمران نے ہاتھ

بڑھا کر رسیور اس کے ہاتھ سے لے لیا۔

"ہیلو جوزف کو فون دو مسٹر زیڈ تھرٹین" ___ عمران نے رسیور لے کر کہا۔

"یس باس ___ جوزف بول رہا ہوں" ___ جوزف کی آواز سنائی دی

"جوزف! ___ تینوں قیدیوں کو رہا کر دو اور سپیشل حفاظتی نظام آف کر کے انہیں خود پھاٹک سے باہر پہنچا دو ___ اب انہیں قید رکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس بار شریف دشمنوں سے واسطہ پڑا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ___ دوسری طرف سے جوزف نے کہا اور عمران نے رسیور زاراک کے ہاتھ میں دے دیا۔

"لو اب اسے جس طرح جی چاہے رکھ دو" ___ عمران نے کہا اور زاراک نے مسکراتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ لیکن عمران نے دیکھا کہ اس نے واقعی رسیور کو عام انداز سے الٹ کر رکھا تھا۔

"ویسے مجھے یہ طریقہ کار پسند آیا ہے۔ لیکن تمہاری یہ ایکسائٹی ریز نے رسیور رکھے جانے کے کافی دیر بعد فائرنگ کی ہے ___ اگر میں رسیور رکھتے ہی باہر نکل جاتا تو فائر کا نشانہ نہ بن سکتا" ___ عمران نے صوفے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"کوئی تکنیکی گڑبڑ ہو گئی ہو گی ورنہ تو یہ فوراً فائر ہو جاتی ہے" ___ زاراک نے جواب دیا اور پھر وہ اس کے سامنے صوفے پر آ کر بیٹھ گیا۔

"تمہارے آدمیوں کے لئے پھاٹک کھولنا پڑیگا" ___ عمران نے کہا۔

"نہیں ___ انہیں معلوم ہے کہ باہر سے پھاٹک کس طرح کھلتا ہے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

وہ آجائیں گے ___ بہرحال تم نے میری پیشکش کا جواب نہیں دیا" ___ زاراک نے کہا۔

"پہلے ایک کپ کافی یا چائے کا پی لوں، پھر جواب بھی دے دیتا ہوں۔ آخر اتنی بھی کیا جلدی ہے" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور زاراک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم شراب نہیں پیتے۔ اس لئے اگر اجازت ہو تو میں شراب پی لوں" ___ زاراک نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"ارے اس میں اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے زاراک! ___ تم میزبان ہو۔ جو چاہے کرتے رہو ___ اجازت تو مہمان کو لینی پڑتی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اصل میں شراب میری کار میں پڑی ہے۔ میں یہاں سے ایک اڈے سے شراب لینے ہی گیا تھا۔ کیونکہ جو شراب یہاں موجود تھی وہ میرے مطلب کی نہ تھی۔ لیکن کوٹھی میں داخل ہوتے ہی مجھے احساس ہو گیا کہ یہاں کوئی غیر معمولی بات ہوئی ہے اس لئے میں شراب اٹھائے بغیر ہی اندر آ گیا تھا اور اب مجھے شراب لینے باہر جانا ہے۔ اس لئے کہیں تم یہ نہ سوچ لو کہ میں فرار ہو رہا ہوں" ___ زاراک نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس دیا۔

"بہت خوب ___ یہ بات واقعی تم نے خوب سوچی ہے کہ تمہارے باہر جانے سے میں یہ سمجھوں کہ تم فرار ہو رہے ہو۔ حالانکہ میں اگر باہر جاتا تو میرے متعلق یہ بات تم سوچ سکتے تھے" ___ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ واقعی اس عجیب و غریب کردار کی باتوں سے پوری طرح لطف اندوز

ہو رہا تھا۔ زاراک کے بارے میں جو فائل اس کے پاس تھی اس میں یہ باتیں درج نہ تھیں۔ صرف اتنا لکھا ہوا تھا کہ وہ انتہائی ماہر لڑاکا، انتہائی طاقتور اور اصول پسند آدمی ہے۔ لیکن یہاں زاراک کا جو کردار سامنے آ رہا تھا اس نے واقعی اس کے ذہن میں ایک خوشگواریت سی پیدا کر دی تھی۔ حالانکہ عمران زندگی میں بے شمار مجرموں اور سیکرٹ ایجنٹوں سے ٹکرا چکا تھا لیکن زاراک واقعی ان سب سے مختلف تھا۔ زاراک اس دوران باہر جا چکا تھا اور پھر جب اس کی واپسی ہوئی تو اس کے ہاتھ میں رُوسیاہی شراب کی ایک بڑی بوتل موجود تھی۔

"میرے آدمی آ گئے ہیں اور میں نے انہیں کافی بنانے کا کہہ دیا ہے میرا چوتھا آدمی تمہارے فلیٹ کی نگرانی کر رہا تھا۔ میں نے اُسے بھی کار میں موجود ٹرانسمیٹر سے کال کر کے بلا لیا ہے"۔۔۔ زاراک نے بڑے دوستانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور پھر صوفے پر بیٹھ کر اس نے بوتل کا ڈھکن کھولا اور اسے منہ سے لگا کر غٹا غٹ پینا شروع کر دیا۔ رُوسیاہ کی بنی ہوئی شراب انتہائی تیز ترین شراب سمجھی جاتی تھی لیکن زاراک اُسے اس طرح پی رہا تھا جیسے پانی پی رہا ہو۔ پوری بوتل حلق میں انڈیلنے کے بعد اس نے بوتل کو ہونٹوں سے علیحدہ کیا اور پھر لاپرواہی سے اُسے ایک طرف اچھال دیا۔ دنیا کی تیز ترین شراب کی ایک بڑی بوتل پی جانے کے باوجود اس کے چہرے کا رنگ ذرا سا بھی نہ بدلا تھا۔

"تم یہ مقامی میک اپ صاف کر دو تاکہ مجھے کم از کم تمہاری اصل شکل کی زیارت تو ہو سکے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں ا۔۔۔ اس کا تو مجھے خیال ہی نہ آیا تھا۔۔۔ ٹھیک ہے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

جب تک تم کافی پیو۔۔۔ میں میک اپ صاف کر آتا ہوں"۔۔۔ زاراک نے کہا اور اٹھ کر اطمینان سے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ پھر اس کے آنے سے پہلے وہ زیڈ تھرٹین کافی کی ایک بڑی پیالی اٹھائے اندر داخل ہوا اور اس نے خاموشی سے پیالی عمران کے سامنے میز پر رکھی اور واپس جانے لگا اس کا چہرہ بری طرح اترا ہوا تھا۔

"ایک منٹ مسٹر زیڈ تھرٹین"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ پلٹ پڑا لیکن اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔

"تمہارا اترا ہوا چہرہ بتا رہا ہے کہ تم زاراک سے خوفزدہ ہو۔۔۔ لیکن تم فکر نہ کرو۔ میں نے اُسے بتا دیا ہے کہ تم نے کچھ نہیں بتایا اور اس نے میری بات پر یقین بھی کر لیا ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور زیڈ تھرٹین کا ستا ہوا چہرہ یکلخت کھل اٹھا۔

"اوہ۔۔۔ بے حد شکریہ۔۔۔ ورنہ ہماری زندگی بہرحال ختم ہو جاتی۔۔۔ باس ان معاملات میں انتہائی بے رحم واقع ہوا ہے"۔۔۔ زیڈ تھرٹین نے اس بار قدرے مطمئن لہجے میں کہا اور عمران کے سر ہلانے پر وہ مڑا اور اس بار تیز تیز قدم اٹھاتا باہر چلا گیا۔ عمران نے خاموشی سے کافی کی پیالی اٹھائی اور اُسے سپ کرنے لگا۔ پھر جیسے ہی اس نے پیالی ختم کی، زاراک کمرے میں داخل ہوا لیکن اس بار وہ اپنے اصل چہرے میں تھا اور چہرے کے لحاظ سے بھی وہ خاصا خوش شکل اور وجیہہ تھا۔

"گڈ۔۔۔ تم نے خواہ مخواہ مقامی میک اپ کر کے اپنے چہرے کو بدصورت بنا لیا تھا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا

"شکریہ"۔۔۔ زاراک نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے سامنے

صوفے پر بیٹھ گیا۔

"ہاں! اب تم نے کافی پی لی ہے ـــ اب تم تفصیل بتا دو" ـــ زاراک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تفصیل بتا دوں ـــ کس کی ـــ کافی کی تفصیل" ـــ عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"کافی کی نہیں ـــ جو بات میں نے کی تھی، پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران اور ہیڈ کوارٹر کی تفصیل" ـــ زاراک نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم نے تو پیش کش کی تھی۔ پہلے پیشکش کے ماننے یا نہ ماننے کا تو فیصلہ ہو جائے۔ اس کے بعد ہی تفصیل کا نمبر آتا ہے ـــ تم تو اصول پسند ہو۔ پھر یہ بے اصولی کیوں کر رہے ہو" ـــ ؟ عمران نے کہا۔

"کیا مطلب! ـــ کیا تم میری پیشکش سے انکار کرنا چاہتے ہو" ـــ زاراک نے اس طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے اُسے عمران کی اس بات پر شدید حیرت ہوئی ہو۔

"یہ تو میرے جواب دینے پر منحصر ہے کہ میں انکار کرتا ہوں یا اقرار۔ تم نے از خود کیسے فیصلہ کر لیا کہ میں لازماً انکار کروں گا" ـــ عمران کو اب واقعی لطف آ رہا تھا۔

"تم نے جس طرح میرے آدمیوں کو یہاں بلوایا ہے اس سے تو میں یہی سمجھا تھا کہ تم نے میری پیشکش قبول کر لی ہے اور تم کافی پینے کے بعد تفصیل بتاؤ گے اور اب تمہاری ہچکچاہٹ سے البتہ یہ نتیجہ نکلتا تھا کہ تم انکار کر رہے ہو۔ حالانکہ ان حالات میں انکار کا تو سوچا بھی نہیں جا سکتا"

RAFREXO@HOTMAIL.COM

زاراک نے اس بار واقعی اُلجھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"کن حالات میں" ـــ ؟ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"انہی حالات میں کہ پہلے میں تمہارے مقابلے میں اکیلا تھا اور اب میرے ساتھ چار اور آدمی بھی یہاں موجود ہیں" ـــ زاراک نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو تمہارے آدمیوں کو یہاں بلانے پر تم نے یہ سمجھا کہ میں نے تمہاری پیش کش قبول کر لی ہے ـــ ایسی کوئی بات نہیں زاراک ـــ تمہارے آدمیوں کو تو میں نے اس لئے یہاں بلایا تھا کہ اگر بفرض محال ہمارے مذاکرات کامیاب نہیں ہوتے تو کم از کم تمہارے دل میں یہ حسرت باقی نہ رہے کہ تم اکیلے تھے اس لئے مار کھا گئے ـــ اب تمہارے چار ساتھی بھی موجود ہیں اور ظاہر ہے کہ وہ کوئی عام آدمی نہیں ہیں تربیت یافتہ ہیں۔ اس لئے کم از کم پانچ آدمیوں کی موجودگی کے بعد تمہیں کوئی گلہ باقی نہ رہے گا" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور زاراک کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ وہ اب اس طرح عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے اُسے عمران کی دماغی صحت کے بارے میں شبہ ہو رہا ہو۔

"تو تم میرے علاوہ میرے چار ساتھیوں کو لڑنے کے لئے بلایا ہے۔ یعنی تمہارا خیال ہے کہ تم مجھ سے لڑنے کے بعد اس قابل رہ جاؤ گے کہ میرے ساتھیوں سے بھی لڑ سکو ـــ پہلے تو میں سمجھا تھا کہ تم خاصے ذہین آدمی ہو۔ لیکن اب تمہاری بات سن کر مجھے اپنا خیال بدلنا پڑ رہا ہے" ـــ زاراک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تبدیلی خیالات متحرک ذہن کی علامت ہوتی ہے اور سیانے ابھی

تمہیں اور کتنے خیالات بدلنے پڑیں۔ اس لئے فی الحال حیرت کا اظہار چھوڑو اور مذاکرات کا آغاز کرو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔۔۔ ٹھیک ہے۔ بہرحال میں پیشکش کر چکا ہوں۔۔۔ بولو کیا جواب ہے تمہارا"۔۔۔۔ زاراک نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ اگر میں انکار کر دوں تو پھر تم کیا کرو گے"۔۔۔۔؟ عمران نے کہا۔

"تو پھر میں تمہاری روح سے اپنے سوالات کے جواب حاصل کروں گا اور اس کا طریقہ مجھے آتا ہے"۔۔۔۔ زاراک کا لہجہ یکلخت انتہائی سرد ہو گیا۔ اس کی آنکھیں سکڑ گئی تھیں اور ہونٹ بھینچ گئے تھے۔

"ارے ارے اتنا سنجیدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ ابھی میں نے انکار نہیں کیا"۔۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم انکار کر کے بھی دیکھ لو مسٹر عمران!۔۔۔۔ زاراک میں اتنی طاقت ہے کہ وہ تمہارے انکار کو اقرار میں زبردستی تبدیل کرا سکے"۔۔۔۔ زاراک نے کہا۔

"ویری گڈ۔۔۔ آدمی کو واقعی اپنے اوپر ایسا ہی اعتماد ہونا چاہیئے۔ بہرحال اب میرا جواب سن لو۔۔۔ اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں تفصیلات مہیا کر دوں تو اس کے جواب میں میری طرف سے بھی ایک پیشکش سن لو کہ تم مجھے سپر آف مشین کی تفصیلات بتا دو جو ڈاکٹر آنوف کی تحویل میں ہے۔۔۔۔ اور یہ بھی بتا دو کہ یہ مشین کہاں رکھی گئی ہے۔۔۔۔ اب بولو، تبادلہ کرتے ہو معلومات کا"۔۔۔۔ عمران نے بھی اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا اور زاراک کے چہرے پر ایک بار پھر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"تم۔۔۔ تم۔۔۔ میری توقع سے کہیں زیادہ باخبر آدمی ثابت ہو رہے ہو۔۔۔ تمہیں سپر آف مشین کے بارے میں کیسے معلوم ہو گیا ہے"۔۔۔۔ زاراک نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اس بات کو چھوڑو۔۔۔ مجھے تو اور بھی بہت کچھ معلوم ہے اگر میں تمہیں بتا دوں تو شاید حیرت کی شدت سے تمہارے دل کی دھڑکن ہی رک جائے۔۔۔۔ میں نے تو جوابی پیشکش کی ہے۔ تم یہاں سیکرٹ سروس سے نمٹتے رہنا۔ میں روسیاہ جا کر وہ سپر آف مشین حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔ نتیجہ جو بھی نکلے۔ بہرحال میرے خیال میں یہ نہ تمہارے لئے گھاٹے کا سودا ہے اور نہ میرے لئے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"مجھے تمہاری پیشکش قبول نہیں۔۔۔۔ اب بولو"۔۔۔۔ زاراک نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر مجھے بھی تمہاری پیشکش قبول نہیں ہے"۔۔۔۔ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آخری بار کہہ رہا ہوں کہ سوچ لو۔ اس کے بعد شاید تمہیں سوچنے کی مہلت ہی نہ ملے"۔۔۔۔ زاراک کے ہونٹ اور زیادہ سختی سے بھینچ گئے۔

"تم ایسا کرو کہ اپنے چاروں ساتھیوں کو بھی یہاں بلا لو تاکہ تمہارے دل میں کوئی حسرت باقی نہ رہے"۔۔۔۔ عمران کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔

"ہونہہ۔۔۔ تو تم زاراک کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ورنہ اس طرح کبھی جواب نہ دیتے"۔۔۔۔ زاراک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اور تم نے بھی میرے متعلق صرف فائل پڑھی ہوئی ہے ___ اگر تم واقعی لڑنے کے موڈ میں ہو تو میں تیار ہوں لیکن میری ایک شرط ہوگی" ___ عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"شرط ___ کیسی شرط" ___؟ زاراک نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"یہی کہ شکست کھانے کے بعد تم نے یہ بات نہیں کہنی کہ مجھے اپنے پاس رکھ لو۔ میں پہلے ہی ماسٹر کلر کے جوانا کو بھگت رہا ہوں۔ اُسے بھی تمہاری طرح اپنے آپ پر بے پناہ اعتماد تھا" ___ عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"ماسٹر کلر کا جوانا ___ اوہ تو تم اس گھٹیا لڑاکے سے جیت کر اپنے آپ کو چیمپئن سمجھنے لگ گئے ہو ___ بہت خوب مسٹر عمران! ___ تم نے آج تک لڑائی دیکھی نہیں ہے" ___ زاراک نے کہا اور ایک جھٹکے سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ عمران اسی طرح اطمینان سے صوفے پر بیٹھا تھا۔ زاراک چند لمحے خاموشی سے عمران کو دیکھتا رہا پھر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"زیڈ تھرٹین" ___ اس نے دروازے کے قریب جا کر زور سے آواز دی اور واپس اندر آگیا۔

"یس باس" ___ دوسرے لمحے زیڈ تھرٹین تیزی سے دروازے پر نمودار ہوا۔ اس کا لہجہ انتہائی مودبانہ تھا۔

"عمران کو عزت و احترام سے پھاٹک سے باہر چھوڑ آؤ" ___ زاراک نے کہا تو عمران واقعی چونک پڑا۔

"جاؤ عمران! ___ تم نے اپنے آپ کو مہمان کہہ کر اور میری چھت کے نیچے کافی پی کر مجھے مجبور کر دیا ہے کہ میں تمہیں فوری طور پر کچھ نہ کہوں کیونکہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

یہ میرے اصول کے خلاف ہے کہ میں کسی مہمان سے کوئی زیادتی کروں لیکن کوٹھی سے باہر جانے کے تین گھنٹوں بعد تم مہمان نہیں رہو گے ___ اس کے بعد تمہارا جو حشر ہوگا اس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے" ___ زاراک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ تین گھنٹوں کی رعایت کا کیا مقصد ہے" ___ عمران نے صوفے سے اٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ تین گھنٹوں میں کافی کا اثر تمہارے جسم سے ختم ہو جائیگا اور تم میرے مہمان نہ رہو گے البتہ تمہارے لئے یہ تین گھنٹے جان بچانے کے بھی ہو سکتے ہیں ___ اگر ان تین گھنٹوں میں تم میری پیشکش قبول کر لو تو"۔ زاراک نے کہا۔

"اگر ایسی بات تھی تو تم نے کافی کیوں پلوائی تھی نہ پلواتے" ___ عمران نے کہا۔

"میں اس وقت یہی سمجھا تھا کہ تم میری پیشکش قبول کر چکے ہو ___ بہرحال میں اپنے اصولوں کا پابند ہوں اور پابند رہنا چاہتا ہوں" ___ زاراک نے کہا۔

"ویری گڈ۔ تم واقعی اصول پسند ہو۔ اگر مجھے تمہارے اس اصول کا پتہ ہوتا تو میں کافی طلب ہی نہ کرتا۔ بہرحال میری پیشکش پر بھی غور کرتے رہنا۔ میں اس دوران اپنے فلیٹ میں ہی رہونگا" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اطمینان بھرے انداز میں دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"تم چاہے پاتال میں کیوں نہ گھس جاؤ۔ میں تمہیں بہرحال ڈھونڈ نکالوں گا۔" زاراک نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا، اور عمران سر ہلاتا ہوا دروازے سے باہر نکلا اور پھر اطمینان سے چلتا ہوا برآمدے کی طرف بڑھ گیا۔

بلیک زیرو دانش منزل کے آپریشن روم میں کرسی پر بیٹھا ایک رسالے کے مطالعے میں مصروف تھا کہ اچانک کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونجی اور بلیک زیرو یہ آواز سنتے ہی بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے رسالہ پھینک کر میز کے کناروں پر لگے ہوئے مختلف بٹن دبائے تو سیٹی کی آواز آنی بند ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی سامنے والی دیوار پر ایک سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر ایک آدمی دانش منزل کی سائیڈ دیوار پر چڑھا ہوا صاف نظر آ رہا تھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس نے نیچے چھلانگ لگا دی۔ اس کے جسم پر سیاہ رنگ کا لباس تھا۔ نیچے کود کر پہلے تو اس آدمی نے اپنا توازن درست کیا اور پھر وہ تیزی سے برآمدے کی طرف بڑھنے لگا۔ چہرے سے وہ کوئی مقامی آدمی ہی نظر آ رہا تھا۔

"یہ کون ہو سکتا ہے ـــــ کیا زاراک کا کوئی آدمی ہے" ـــــ بلیک زیرو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ آدمی اب

RAFREXO@HOTMAIL.COM

انتہائی محتاط انداز میں چلتا ہوا برآمدے کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ خالی تھے۔

بلیک زیرو نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو دوسرے لمحے وہ آدمی اس طرح اچھل کر ہاتھ پیر مارتا ہوا نیچے فرش پر گرا جیسے کسی دیو نے اسے اٹھا کر پٹخنی دے دی ہو۔ زمین پر گر کر وہ چند لمحے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔

بلیک زیرو نے بٹن آف کیا اور پھر تیزی سے اس نے میز کی دراز کھولی اور اس کے اندر موجود ایک ریموٹ کنٹرول آلے کی طرح کا آلہ باہر نکال کر اس نے اس پر موجود مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے دوسرے لمحے وہی سکرین دوبارہ روشن ہو گئی۔ لیکن اس بار وہ چار برابر حصوں میں تقسیم تھی اور ہر حصے پر دانش منزل کے چاروں طرف بیرونی مناظر نظر آ رہے تھے۔ بلیک زیرو غور سے ان مناظر کو دیکھتا رہا۔ وہ یہ چیک کرنا چاہتا تھا کہ اس آنے والے آدمی کا کوئی دوسرا ساتھی تو باہر موجود نہیں ہے لیکن چاروں طرف صورتحال معمول پر تھی۔ کوئی مشکوک آدمی موجود نہ تھا۔ کافی دیر چیکنگ کرنے کے بعد آخر کار اس نے مطمئن ہو کر آلے کے بٹن آف کئے اور اس کے ساتھ ہی سکرین تاریک ہو گئی۔ اس نے آلہ واپس میز کی دراز میں ڈالا اور پھر دراز بند کر کے اس نے عقبی الماری کھول کر اس میں سے اپنا مخصوص نقاب نکال کر سر اور منہ پر چڑھایا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ آدمی ابھی تک برآمدے کے سامنے فرش پر بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا بلیک زیرو نے ایک لمحے کے لئے برآمدے میں رک کر ادھر ادھر کا جائزہ لیا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے اس آدمی کو کاندھے پر لادا اور اٹھا کر گیسٹ روم

کی طرف بڑھ گیا۔ گیسٹ روم کا دروازہ کھول کر اس نے اسے اندر موجود قالین پر لٹایا اور پھر مڑ کر دروازے سے باہر نکل آیا۔ باہر سے مخصوص لاک لگانے کے بعد وہ تیزی سے چلتا ہوا واپس آپریشن رُوم کی طرف بڑھ گیا۔ آپریشن روم میں پہنچ کر اس نے نقاب اتارا اور اسے واپس الماری میں رکھ کر وہ تیزی سے کمرے کے ایک اندرونی دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ بلیک زیرو گھنٹی کی آواز سن کر مڑا اور اس نے میز کے قریب پہنچ کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ــــ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"عمران بول رہا ہوں بلیک زیرو! ــــ مجھے اچانک خیال آگیا تھا کہ کہیں وہ زاراک اور اس کے آدمی دانش منزل پر ریڈ نہ کریں۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ تم کسی فیشن میگزین میں محو نظارہ ہو کر حفاظتی نظام آن کرنا ہی بھول جاؤ" ــــ دوسری طرف سے عمران کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"حفاظتی نظام تو آن ہے لیکن آپ نے بروقت فون کیا ہے۔ ایک مقامی آدمی ابھی دیوار کود کر اندر آیا ہے۔ میں نے اسے ریز اٹیک سے بیہوش کر کے گیسٹ روم میں ڈال دیا ہے ــــ بیرونی مناظر بھی چیک کر لئے ہیں۔ اس کا کوئی دوسرا ساتھی موجود نہیں ہے۔ میں اب اس سے پوچھ گچھ کرنے جا ہی رہا تھا کہ آپ کا فون آگیا۔ لیکن کیا اس زاراک کا کچھ پتہ چلا ــــ میرے پاس تو کوئی رپورٹ نہیں آئی" ــــ بلیک زیرو نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہ صرف پتہ چل گیا ہے بلکہ اس سے ایک تفصیلی ملاقات بھی ہو چکی ہے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

انتہائی شریف اور بااصول آدمی ہے ــــ تم ایسا کرو کہ اس آدمی کا پہلے میک اپ چیک کرو اور پھر مجھے فلیٹ کے خصوصی فون پر بتاؤ کہ یہ واقعی کوئی مقامی ہے یا روسیاہی ہے" ــــ عمران نے کہا۔

"رُوسیاہی ــــ اوہ! آپ کا مطلب ہے کہ زاراک کا آدمی ہوگا" ــــ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ــــ اور اگر واقعی وہ زاراک کا آدمی ہے تو پھر مجھے خود آکر اس سے پوچھ گچھ کرنا پڑے گی ــــ لیکن اگر کوئی مقامی ہے تو اس سے کچھ پتہ نہیں چلنا ــــ پھر تم خود ہی اس سے مغز ماری کرتے رہنا" ــــ عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں چیک کر کے بتاتا ہوں" ــــ بلیک زیرو نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ تیزی سے اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا تھوڑی دیر بعد وہ اس کمرے میں موجود تھا جس میں گیسٹ روم میں لگی ہوئی خفیہ مشینری کا کنٹرول نصب تھا اس نے ایک مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے مشین کے درمیان سکرین روشن ہوئی اور اس پر گیسٹ رُوم کا اندرونی منظر نظر آنے لگ گیا۔ کمرے میں وہ مقامی آدمی اسی طرح بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے دوسرے لمحے گیسٹ روم میں نیلے رنگ کی روشنی کے جھماکے ہونے شروع ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر پڑے ہوئے آدمی کا کلوز اپ نظر آنے لگا۔ نیلے رنگ کے جھماکے مسلسل ہو رہے تھے۔ بلیک زیرو نے ایک اور بٹن دبایا تو دوسرے لمحے وہ سکرین پر نظر آنے والے اس آدمی کا چہرہ دیکھ کر چونک پڑا۔ جیسے ہی نیلے رنگ کی روشنی کا جھماکا ہوتا، اس آدمی کا

اصل چہرہ ایک لمحے کے لئے سکرین پر ابھرتا۔ اس وقت وہ چہرہ غیر ملکی نظر آتا تھا۔ البتہ جھماکا ختم ہوتے ہی وہ دوبارہ مقامی نظر آنے لگ جاتا۔ بار بار ہونے والے جھماکوں میں وہ اس کا چہرہ دیکھتا رہا اور پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے مشین کے بٹن آف کرنے شروع کر دیئے۔ وہ اب اچھی طرح چیک کر چکا تھا کہ گیسٹ روم میں پڑا ہوا آدمی مقامی نہیں ہے بلکہ غیر ملکی ہے اور اس کے مخصوص خدوخال بتا رہے تھے کہ وہ واقعی رُوسیاہی ہی ہو سکتا ہے۔

بلیک زیرو نے مشین آف کی اور پھر واپس آپریشن رُوم میں آ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور عمران کے فلیٹ میں موجود خصوصی فون کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے کیونکہ عمران نے خاص فون پر ہی کال کرنے کے لئے کہا تھا۔

"علی عمران بزبانِ خود بول رہا ہوں" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب! ـــــ طاہر بول رہا ہوں۔ میں نے چیک کر لیا ہے وہ واقعی میک اَپ میں ہے اور خدوخال کے لحاظ سے رُوسیاہی ہی لگتا ہے" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ میں خود آ رہا ہوں ـــــ سپیشل وے سے آؤں گا" ـــــ دوسری طرف سے عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ بلیک زیرو نے رسیور رکھا اور پھر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔ اُسے عمران کے لئے سپیشل وے کھولنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ اُسے کھولنے کا مخصوص کوڈ عمران جانتا تھا اور سپیشل وے صرف عمران

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اور بلیک زیرو دونوں کی آواز میں ہی کُھل سکتا تھا۔ پھر تقریباً بیس پچیس منٹ بعد کمرے میں ایک بار پھر ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی اور بلیک زیرو نے چونک کر سر ہلایا اور میز کے کنارے پر لگے ہوئے بیشمار بٹنوں میں سے ایک بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے دیوار پر سکرین روشن ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی سکرین پر عمران نظر آیا جو سپیشل وے سے اندر آ رہا تھا۔ بلیک زیرو نے بٹن آف کر دیا اور چند لمحوں بعد عمران ایک مخصوص دروازے سے آپریشن رُوم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"کس نمبر کے گیسٹ روم میں ہے وہ آدمی" ـــــ؟ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی پوچھا۔

"دو نمبر میں" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا اور عمران سر ہلاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ بلیک زیرو دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا کیونکہ ظاہر ہے اب عمران نے ہی اس سے پوچھ گچھ کرنی تھی اور چونکہ عمران بیرونی دروازے سے گیسٹ رُوم کی طرف گیا تھا اس لئے اب مشین بھی آپریٹ نہ ہو سکتی تھی لیکن پانچ منٹ بعد ہی عمران تیزی سے واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں کوئی چھوٹی سی چیز پکڑی ہوئی تھی جس پر خون لگا ہوا تھا پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کچھ پوچھتا، عمران انتہائی تیز رفتاری سے لیبارٹری کی طرف جانے والے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر اس کی واپسی تقریباً آدھے گھنٹے بعد ہوئی تو اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی موجود تھی۔

"کیا ہوا عمران صاحب! ـــــ یہ کیا چیز تھی جو آپ نے پکڑی ہوئی تھی" ـــــ بلیک زیرو نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"معاملات اُلجھتے جا رہے ہیں بلیک زیرو! ــــ وہ آدمی مر چکا ہے
میں جب دروازہ کھول کر اندر گیا تو وہ صرف بیہوش تھا لیکن جیسے ہی میں
نے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی، وہ ایک لمحے کے لئے بری طرح
تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ وہ مر چکا تھا لیکن اس کی موت ظاہر کر رہی تھی کہ
وہ کسی زوردار جھٹکے سے مرا ہے چنانچہ میں نے اس کی تلاشی لی لیکن لباس
میں کچھ موجود نہ تھا لیکن پھر اس کے جسم کے معائنے کے دوران اس کی
کلائی میں اس بٹن کی نشاندہی ہو گئی۔ اسے گوشت کے اندر رکھا گیا تھا اور
اس جگہ باہر کی جگہ جلی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ میں نے اسے باہر نکال لیا اور
اب لیبارٹری کے تجزیے سے معلوم ہوا ہے کہ وہ نئی ساخت کا کوئی وی ڈی
آلہ تھا لیکن وہ جل چکا تھا اس لئے اس پر مزید تحقیق نہیں ہو سکی۔ البتہ اس
کی اندرونی ساخت بتا رہی تھی کہ اسے جلے ہوئے زیادہ وقت نہیں گذرا۔
اس کا مطلب ہے کہ جیسے ہی میں نے اسے ہوش میں لانے کی کوشش
کی اس کو خصوصی طور پر آپریٹ کیا گیا اور نہ صرف اس سے پیدا ہونے والے
کسی خاص جھٹکے نے اس آدمی کا دل روک دیا بلکہ اس سے یہ آلہ بھی جل
گیا ہے" ــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"اوہ! ــ آپ کا مطلب ہے کہ یہ آف ہونے سے پہلے کام کر رہا
تھا حالانکہ ایسا ممکن تو نہیں ــــ خصوصی حفاظتی نظام آن ہونے کی وجہ
سے تو اسے آف ہو جانا چاہیئے تھا" ــــ بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔
"ہاں! ــ ہونا تو چاہیئے تھا لیکن ایسا ہوا نہیں ہے ورنہ یہ عین اس
وقت آف نہ ہوتا جس وقت میں اس آدمی کو ہوش میں لانے کی کوشش
کر رہا تھا" ــــ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"لیکن یہ یہاں آیا کس مقصد کے لئے ہو گا" ــــ بلیک زیرو
نے کہا۔
"ابھی بھی مقصد پوچھ رہے ہو ــــ ظاہر ہے وہ اندر اس لئے آیا
تھا تاکہ اس وی۔ڈی بٹن کے ذریعے دانش منزل کے اندرونی نظام کو
چیک کیا جا سکے ــــ تم اس کے پاس کھلے چہرے کے ساتھ گئے تھے؟"
عمران نے کہا۔
"نہیں ــ میں نے نقاب پہن رکھا تھا" ــــ بلیک زیرو نے
جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
"ٹھیک ہے ــــ لیکن اب میں سوچ رہا ہوں کہ زاراک اس طرح
کیا فائدہ اٹھانا چاہتا ہو گا" ــــ عمران نے کہا۔
"ہاں! ــ آپ نے پہلے بتایا تھا کہ زاراک سے آپ کی ملاقات ہو چکی
ہے ــ کہاں ہوئی ہے اور کب ہوئی ہے" ــــ بلیک زیرو نے
چونک کر کہا اور عمران مسکرا دیا۔
"بڑے خوشگوار ماحول میں ملاقات ہوئی ہے ــــ وہ واقعی
ایک منفرد کردار کا مالک ہے" ــــ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ
ہی اس نے زاراک کے ساتھیوں کے پکڑے جانے سے لے کر زاراک
کی کوٹھی سے باہر آنے تک کے سارے حالات بتا دیئے۔
"کمال ہے ــــ ویسے آپ کو اسے وہاں اس طرح چھوڑ کر نہ آنا
چاہیئے تھا" ــــ بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
"مجھے دراصل اب زاراک سے زیادہ اس سپر آف مشین میں دلچسپی
پیدا ہو گئی ہے۔ زاراک کا تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اسے تو دوبارہ بھی

ڈھونڈا جا سکتا ہے۔ میرا خیال تھا کہ میرے جاتے ہی وہ ـــــ کے۔جی۔بی
کے مارشل گارڈیا یا اس ڈاکٹر آنوف کو فون پر یا ٹرانسمیٹر پر یہ ضرور بتلائے گا
کہ سُپر آف مشین کے بارے میں مجھے علم ہے ـــــ میں نے وہاں کرسی
کے نیچے سپیشل ڈکٹا فون نصب کر دیا تھا اس طرح مجھے ان کے درمیان
ہونے والی بات چیت سے اس بارے میں مزید معلومات مہیا ہو سکیں
گی۔ لیکن میں نے باہر آنے کے بعد جب اس سپیشل ڈکٹا فون کا رسیور
آن کیا تو وہاں خاموشی تھی حالانکہ وہ ڈکٹا فون آف نہ ہوا تھا بلکہ کام کر رہا
تھا لیکن کہیں سے کوئی ذرا سی بھی آواز پیدا نہ ہو رہی تھی۔ ڈکٹا فون
اس قدر طاقتور تھا کہ پوری عمارت میں کہیں بھی پیدا ہونے والی ہلکی سے
ہلکی آواز بھی واضح طور پر کیچ کر سکتا تھا لیکن کوئی آواز بھی نہ سنائی دے
رہی تھی ـــــ چنانچہ میں دوبارہ کوٹھی کے اندر گیا تو میری یہ دیکھ کر
حیرت کی انتہا نہ رہی کہ کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی۔ البتہ دو کاریں وہاں
موجود تھیں ـــــ زاراک اور اس کے چار ساتھی غائب تھے۔ بہرحال
میں نے مزید چیکنگ کی تو ایک خفیہ راستہ ڈھونڈ نکالا جو ملحقہ کوٹھی کے
اندر جا نکلتا تھا لیکن یہ کوٹھی بھی خالی پڑی ہوئی تھی۔ اس کے بعد میں
وہاں سے واپس فلیٹ آ گیا اور میں نے ٹائیگر کو کہہ دیا ہے کہ وہ اس
کوٹھی کی مکمل تلاشی لے کر مجھے رپورٹ دے اور تمہیں فون کرنے سے
پہلے اس کی کال آئی تھی۔ اس نے بتایا ہے کہ اس کوٹھی میں سوائے اسلحہ
اور دوسرے عام سامان کے اور کوئی چیز موجود نہیں ہے جس پر مجھے خیال
آیا کہ کہیں تم نے دانش منزل کا حفاظتی نظام آن نہ کیا ہو اور یہ لوگ
وہاں حملہ کر دیں۔ اس کے بعد کے حالات کا تمہیں علم ہے" ـــــ عمران

RAFREXO@HOTMAIL.COM

نے اُسے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔
" بہرحال وہ کچھ بھی کرے، وہ دانش منزل میں تو ریڈ کرنے میں کامیاب
نہیں ہو سکتا۔ یہ تو طے شدہ بات ہے" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔
" نہیں ـــــ اس بٹن کی وجہ سے اب معاملہ زیادہ خطرناک صورت
اختیار کر گیا ہے۔ اگر یہ بٹن حفاظتی نظام آن ہونے کے باوجود کام کر سکتا
ہے تو کوئی دوسرا آلہ بھی کر سکتا ہے اور میرے خیال میں اس آدمی کی قربانی
دے کر زاراک نے اس بات کو چیک کرنے کی کوشش کی ہے اس لئے
اب زاراک کو مزید ڈھیل نہیں دی جا سکتی" ـــــ عمران نے سنجیدہ
لہجے میں کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے
نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
" رانا ہاؤس" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔
" عمران بول رہا ہوں جوزف! ـــــ تم نے ان آدمیوں کو رہا کرتے وقت
میری ہدایات پر عمل کیا تھا" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔
" یس باس! ـــــ میں نے ان میں سے ایک کے لباس کے اندر سپیشل
سسٹم لگا دیا تھا" ـــــ جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
" ہوں ـــــ ٹھیک ہے میں آ رہا ہوں" ـــــ عمران نے کہا اور
رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔
" چلو طاہر ـــــ تم بھی اب اس وقت تک رانا ہاؤس میں رہو جب تک
یہ زاراک اور اس کے ساتھیوں کا مسئلہ ختم نہیں ہو جاتا ـــــ دانش منزل
کو ٹوٹل بلینک آف کر دو" ـــــ عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور بلیک زیرو
کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"ٹوٹل بلینک آف ——— مگر کیوں ——— ؟ زیادہ سے زیادہ خطرہ اس فائل کی چوری کا ہے۔ وہ آپ لے جائیں۔ حفاظتی نظام کی موجودگی میں یہاں کون داخل ہو سکتا ہے" ——— بلیک زیرو کے لہجے میں حیرت تھی۔

"نہیں ——— اس آدمی کی آمد اور اس بٹن کے حفاظتی نظام کے باوجود کام کرنے کے میری چھٹی حس کسی بڑے خطرے کی نشاندہی کر رہی ہے ٹوٹل بلینک آف کے بعد یہ ہر لحاظ سے محفوظ ہو جائے گا۔ پھر اس پر ایٹم بموں کی بارش ہی کیوں نہ کر دی جائے اسے کچھ نہ ہوگا اور نہ کوئی مشینری اسے بریک کر سکے گی ——— فائل بھی یہیں رہنے دو۔ یہاں وہ زیادہ محفوظ رہے گی البتہ فون کو آٹومیٹک ریکارڈنگ پر لگا دو تاکہ اگر کوئی فون آئے تو پیغام ریکارڈ ہو سکے ——— عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

"میں رانا ہاؤس جا رہا ہوں تاکہ اس زاراک کے ساتھیوں کے لباس میں موجود سپیشل سسٹم کو آپریٹ کر کے ان کا پتہ چلاؤں ——— جوزف اس پیچیدہ مشینری کو آپریٹ نہیں کر سکتا" ——— عمران نے کہا اور تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جدھر سپیشل وے کا راستہ تھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

زاراک نے کار اس عمارت سے کافی دور روک دی جس کے متعلق مبارک نے بتایا تھا کہ اس پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر ہونے کا شبہ ہے۔ کار روک کر اس نے مڑ کر عقبی سیٹ پر پڑا ہوا ایک بڑا سا بریف کیس اٹھایا اور دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اس کے چہرے پر ایک مختلف مقامی میک اپ تھا اور جسم پر چست لباس تھا۔ اس نے ایک نظر ادھر ادھر دیکھا اور پھر ہاتھ میں بریف کیس اٹھائے وہ بڑے مطمئن انداز میں چلتا ہوا عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ پہلے اس نے عمارت سے ذرا دور رہ کر اس کا تمام اطراف سے جائزہ لیا۔ اسے کوئی غیر معمولی حالات نظر نہ آئے جو اس کے خیال کے مطابق مشکوک ہو سکتے تھے۔ عمارت کے عقبی طرف کچھ دور ایک باغ تھا زاراک اس طرف بڑھ گیا۔ باغ کا لکڑی کا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ زاراک اطمینان سے چلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ اسی لمحے ایک بوڑھا سا آدمی جس کے ہاتھ میں کھرپہ تھا ایک درخت کے پیچھے سے نکل کر اس کی طرف آیا۔

"جی صاحب" ـــــ اس اُدھیڑ آدمی نے جو باغ کا مالی لگ رہا تھا زاراک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں نے اس باغ کے مالک سے ملنا ہے" ـــــ زاراک نے مقامی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"مالک تو یہاں نہیں ہوتے جناب! ـــــ میں ہوں اس نرسری کا انچارج اور مالی ـــــ فرمائیے" ـــــ مالی نے کہا تو زاراک سمجھ گیا کہ جسے وہ باغ سمجھ رہا ہے وہ پودے فروخت کرنے والی نرسری ہے۔

"تم اتنی بڑی نرسری میں اکیلے کام کرتے ہو" ـــــ زاراک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں صاحب ـــ دو مالی اور ہیں مگر وہ کہیں پودوں کی سپلائی کے لئے گئے ہوئے ہیں" ـــــ مالی نے جواب دیا۔

"اوکے ـــــ مجھے بھی آرڈر دینا ہے ـــــ ذرا مجھے دکھاؤ تمہارے پاس پودوں کی کون سی ورائٹی ہے" ـــــ زاراک نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"آیئے جناب! ـــ ہمارے پاس تقریباً تمام ورائٹی ہے اور صحت مند پودے ہیں ـــ آپ نے باغ لگوانا ہے" ـــــ مالی نے خوش ہو کر مڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــ بہت بڑا باغ" ـــــ زاراک نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر کافی اندر جا کر اس نے اچانک ہاتھ بڑھا کر مالی کی گردن پکڑی اور مالی کے حلق سے بھنچی بھنچی چیخ نکلی ہی تھی کہ زاراک نے ہاتھ کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا اور اُدھیڑ عمر مالی کا پھڑکتا ہوا جسم ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا اس کے ساتھ ہی زاراک نے اسے پودوں کی طرف اچھال دیا اور مالی کا مُردہ جسم

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہلکے سے دھماکے سے چھوٹے پودوں کے درمیان جا گرا۔ زاراک نے ادھر اُدھر دیکھا، کچھ فاصلے پر ایک جھونپڑی سی بنی ہوئی تھی۔ زاراک اس جھونپڑی کی طرف بڑھ گیا۔ جھونپڑی میں ایک چارپائی پڑی تھی یا کھاد وغیرہ کا ڈھیر تھا کچھ ٹوٹے ہوئے گملے تھے۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ زاراک نے بریف کیس چارپائی پر رکھا اور پھر اس کے تالے کھول کر اس نے اس کا ڈھکن کھول دیا۔ بریف کیس کے اندر ایک مستطیل شکل کی مشین موجود تھی جس کے اوپر والی سطح پر سفید رنگ کی باریک باریک دھاریوں کا جال سا بنا ہوا تھا۔ یہ دھاریاں رنگ کی نہ تھیں بلکہ کسی خاص دھات کی تھیں۔ زاراک نے مشین بریف کیس سے باہر نکالی اور پھر بریف کیس کا ڈھکن بند کر کے مشین اس نے اوپر رکھ دی اور پھر اس کے ایک سائیڈ پر موجود ہلکے سے گڑھے کے اندر انگلی رکھ کر اس نے انگلی کو مخصوص انداز میں گھمایا تو مشین کی اوپر والی سطح کے ایک کونے کا چھوٹا سا حصہ کسی ڈھکن کی طرح اوپر کو اُٹھ گیا۔ زاراک نے اندر موجود ایک چھوٹا سا سیاہ رنگ کا کیپسول نکالا اور ہاتھ سے ڈھکن بند کر دیا۔ پھر اس نے ایک ہاتھ میں وہ کیپسول اور دوسرے ہاتھ میں وہ مشین اٹھائی اور جھونپڑی سے باہر آ گیا۔ اب اس کا رُخ اس عمارت کی عقبی طرف تھا۔ باغ کی آخری حد پر پہنچ کر اس نے مشین کو گھاس پر رکھا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا کیپسول اس نے دائیں ہاتھ میں منتقل کیا اور دوسرے لمحے اس کا بازو پوری قوت سے گھوما تو وہ کیپسول فضا میں کسی گولی کی طرح اڑتا ہوا عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ زاراک کی نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں۔ کیپسول عمارت کی عقبی سپاٹ دیوار سے ٹکرایا اور دوسرے لمحے اس کے ساتھ اس طرح چپک گیا جیسے لوہا مقناطیس سے چپکتا ہے

زاراک چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے جھک کر مشین اٹھائی اور ایک ہاتھ میں اسے سنبھال کر دوسرے ہاتھ سے اس نے اس کی دوسری سائیڈ پر لگے ہوئے ایک پُش بٹن کو دو بار پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی مشین کی سطح پر موجود سفید رنگ کی باریک باریک دھاریوں کا رنگ بدلنے لگ گیا۔ ان کی چمک مدھم ہوتی جا رہی تھی اور تھوڑی دیر بعد ان کی رنگت سیاہی مائل ہو گئی۔ زاراک کے لبوں پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔ اس نے مشین کو زمین پر رکھا اور اس کی سائیڈ پر موجود ہلکے سے گڑھے میں انگلی رکھ کر اس نے اس بار اسے مخصوص انداز میں پہلے کی نسبت الٹی طرف کو گھما دیا۔ اس کے ساتھ ہی مشین کی اوپر والی سطح کے درمیان ایک سُرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگ گیا اور اس بلب کے جلتے ہی زاراک کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ چند لمحوں تک بلب جلتا رہا۔ پھر ایک جھماکے سے بجھ گیا۔ زاراک نے جھک کر اس گڑھے میں ایک بار پھر انگلی رکھ کر اُسے مخصوص انداز میں گھمایا تو اس کے کونے میں موجود ڈھکن پہلے کی طرح کھل گیا۔ زاراک نے اس ڈھکن کے اندر اس جگہ کو جہاں پہلے وہ سیاہ رنگ کا کیپسول پڑا ہوا تھا انگلی سے دبایا اور پھر سیدھا ہو گیا۔ اسی لمحے سائیں کی تیز آواز کے ساتھ ہی کیپسول ہوا میں اڑتا ہوا آیا اور زاراک سے ذرا فاصلے پر آ کر گھاس میں گر گیا۔ زاراک نے آگے بڑھ کر وہ کیپسول اٹھایا۔ وہ اس طرح گرم ہو رہا تھا جیسے اس کے اندر آگ جل رہی ہو۔ زاراک نے جلدی سے اُسے اس خانے کے اندر رکھ کر ڈھکن کو دبا دیا اور پھر اس نے مشین اٹھائی اور واپس جھونپڑی کی طرف چل پڑا۔ اس نے چارپائی پر پڑے ہوئے بریف کیس کا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ڈھکن کھولا اور مشین کو اس کے اندر رکھ کر اس نے اُسے بند کیا اور پھر تالے لگا کر بریف کیس اٹھایا اور باغ کے پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ سڑک پر پہنچ چکا تھا۔ وہ بڑے اطمینان سے چلتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ کار کے قریب پہنچ کر اس نے کار کا دروازہ کھولا اور بریف کیس کو عقبی سیٹ پر اچھال کر وہ خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے کار سٹارٹ ہوئی اور تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ اصل عمارت کے سامنے سڑک کی دوسری طرف ذرا آگے ایک ریستوران تھا اس نے کار اس ریستوران کی سائیڈ پر روکی اور خود اتر کر وہ ریستوران میں داخل ہو گیا۔

"کیا میں ایک لوکل کال کر سکتا ہوں"۔۔۔۔ زاراک نے کاؤنٹر پر پہنچ کر کاؤنٹر مین سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔۔۔ کر لیجئے"۔۔۔ کاؤنٹر مین نے کاؤنٹر پر رکھے ہوئے فون کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے کہا اور خود وہ دوسری طرف مصروف ہو گیا۔ زاراک نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ نمبر ڈائل کرنے کے بعد وہ رک گیا لیکن دوسری طرف گھنٹی کی آواز جاتی ہوئی بھی سنائی نہ دے رہی تھی۔ اس نے کریڈل دبایا اور دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے لیکن اس بار بھی پہلے جیسا ہی رزلٹ رہا تو اس نے رسیور رکھ دیا۔

"تھینک یو۔۔۔ نمبر خراب ہے"۔۔۔ زاراک نے کہا اور واپس ریستوران کے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اب اس کی آنکھوں میں پہلے سے زیادہ اطمینان کی جھلکیاں موجود تھیں۔ عمارت کی شمالی سائیڈ پر موجود سڑک خالی تھی وہ اس طرف کو بڑھ گیا اور چند لمحوں بعد ہی اس نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر جیب

سے اس نے ایک چپٹی نال والا پستول نکالا اور اس کا رُخ اونچی دیوار کی منڈیر کی طرف کر کے اس نے اس کا ٹریگر دبا دیا۔ سر کی تیز آواز کے ساتھ ہی کوئی چیز نکل کر تیزی سے منڈیر کی طرف گئی اور پھر اس چیز کے ساتھ ایک باریک سی تار بھی تھی۔ جیسے ہی وہ سیاہ رنگ کی چیز منڈیر تک پہنچی، زاراک نے ٹریگر سے انگلی ہٹالی اور وہ سیاہ رنگ کا بٹن منڈیر کے ساتھ چپک گیا۔ زاراک نے ایک بار پھر اِدھر اُدھر دیکھا لیکن سڑک خالی پڑی ہوئی تھی اس نے پستول کے دستے کے اوپر لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ اس طرح اوپر کو اچھلا جیسے ہائی جمپ کر رہا ہو۔ دوسرے لمحے اس کے دونوں پیر دیوار سے لگ گئے۔ پھر بجلی کی سی رفتار سے وہ دیوار سے لگا اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔ جیسے ہی اس کا ہاتھ منڈیر تک پہنچا اس نے بٹن سے ہاتھ ہٹایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پستول کو اندر کی طرف اچھالا اور دوسرے ہاتھ سے منڈیر تھام کر اس نے قلابازی کھائی اور اس کا جسم منڈیر کے اوپر سے ہوتا ہوا اندر کی طرف گرتا چلا گیا۔ اس نے ایک بار پھر قلابازی کھائی اور پیراٹروپنگ کے انداز میں اندر کچھ دُور تک بھاگتا گیا اور پھر رک گیا۔ عمارت کا وسیع و عریض صحن خالی پڑا ہوا تھا۔ زاراک نے مڑ کر دیکھا تو پستول دیوار کے ساتھ اس کے قریب ہی لٹکا ہوا تھا۔ زاراک سر ہلاتا ہوا عمارت کے برآمدے کی طرف بڑھنے لگا۔ برآمدہ کراس کر کے وہ آپریشن رُوم کے دروازے کی طرف گیا۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔ زاراک نے پیچھے ہٹ کر پوری قوت سے دروازے پر لات ماری۔ دروازہ چرچرایا ضرور لیکن ٹوٹا نہیں تو زاراک نے مسلسل اس پر لاتیں مارنی شروع کر دیں۔ دو چار زوردار ضربوں کے بعد دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور اس کے پٹ اندر کی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

طرف کو کھل گئے۔ زاراک اطمینان سے اندر داخل ہوا۔ اس نے ایک نظر اس کمرے کا جائزہ لیا اور پھر اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹا سا آلہ نکالا جو پنسل کی طرح کا تھا۔ اس کا بٹن دبا کر اس نے پنسل کا رخ مختلف اطراف میں پھیرنا شروع کر دیا۔ ایک دروازے کی طرف اس کا رُخ ہوتے ہی پنسل سے ہلکی سی ٹیں ٹیں کی آوازیں نکلنے لگیں اور زاراک اطمینان سے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ دوسری طرف ایک راہداری تھی جس کا اختتام ایک بڑے ہال نما کمرے میں ہوا۔ اس ہال نما کمرے کے اندر چاروں طرف سُرخ رنگ کی آہنی الماریاں موجود تھیں جو تمام بند تھیں۔ ان کے اوپر نمبرز لکھے ہوئے تھے۔ زاراک نے یہاں بھی پنسل کا رُخ ہر الماری کی طرف کیا اور پھر بارہ نمبر الماری کی طرف پنسل کا رُخ ہوتے ہی اس میں سے ایک بار پھر ٹیں ٹیں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا الماری کی طرف بڑھ گیا۔ الماری کے پٹ بند تھے اور ان کے درمیان نہ ہی کوئی جھری تھی اور نہ ہی چابی کا سوراخ۔ لیکن زاراک کے چہرے پر ویسے ہی اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔ جیسے الماری کا بند ہونا اس کے لئے کوئی مسئلہ نہ ہو۔ اس نے پنسل کا بٹن آف کر کے اُسے واپس جیب میں ڈالا اور پھر جیب سے ایک چھوٹا سا باریک دندانوں والا آلہ نکالا جس کے اوپر باقاعدہ کیپ چڑھی ہوئی تھی اور اس کے نیچے ایک دستہ تھا جس کے اندر بالکل ریوالور کی طرح ٹریگر لگا ہوا تھا۔ زاراک نے اس کی کیپ اتاری اور پھر آرے کے نوک دار سرے کو اس نے الماری کے ایک پٹ کے اوپر ایک سائیڈ میں رکھ کر ذرا سا دبایا اور پھر ٹریگر دبا دیا۔ ایسی آواز پیدا ہوئی جیسے کوئی اچانک ڈر کر چیخا ہو اور پھر سسکاری کی سی آواز مسلسل پیدا ہونے لگی۔ آرے کا

دندانے دار حصہ آدھے سے زیادہ الماری کے فولادی پٹ کے اندر غائب ہو چکا تھا۔ زاراک آرے کو اوپر سے نیچے تک دباتا ہوا لے آنے لگا اور چند لمحوں بعد نیچے پہنچ کر اس نے دوسری سائیڈ پر اُسے چلانا شروع کر دیا اور پھر چوڑائی ختم ہونے پر وہ اُسے اُوپر لے گیا اور اوپر لے جا کر وہ اُسے پھر اسی طرف کو لے گیا جہاں سے اس نے اس کا آغاز کیا تھا۔ جیسے ہی آرا پہلے والی جگہ پر پہنچا، زاراک نے ٹریگر سے انگلی ہٹالی اور اُسے کھینچ کر تیزی سے سائیڈ پر ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایک کھلی ہوئی سائیڈ کو ہاتھ سے پکڑ کر زوردار جھٹکا دیا تو الماری کی فرنٹ فولادی چادر اچھل کر فرش پر جا گری اور اس کے گرنے سے پیدا ہونے والا شور پورے ہال میں گونج اٹھا اور کافی دیر تک گونجتا رہا۔ اب الماری کے اندر رکھی ہوئی فائلیں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ زاراک نے آرے پر کیپ چڑھا کر اسے دوبارہ جیب میں رکھا اور پھر وہی پنسل باہر نکال کر اس نے اس کے عقبی حصے میں موجود بٹن کو پُش کیا تو پنسل سے ٹیں ٹیں کی مخصوص آوازیں نکلنے لگیں لیکن جیسے ہی زاراک نے اُسے مسلسل دو بار مزید پریس کیا تو آوازیں نکلنا بند ہو گئیں اور زاراک پنسل کا رُخ ایک ایک فائل کی طرف کرتے ہوئے ہاتھ کو نیچے لے آیا۔ درمیان میں موجود ایک فائل کے سامنے جیسے ہی پنسل آئی اس میں سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دی اور زاراک کے لبوں پر بڑی معنی خیز مسکراہٹ تیرنے لگی۔ زاراک نے پنسل کے عقبی بٹن کو تین بار پریس کر کے اُسے جیب میں ڈالا اور پھر فائل کو باہر کھینچ لیا۔ فائل پر لکھے کوڈ نمبر دیکھ کر اس کی آنکھوں میں گہرے اطمینان کی جھلکیاں اُبھر آئیں۔ اس نے فائل کو کھول کر دیکھا اور کچھ دیر تک اُسے دیکھتے رہنے کے بعد اس نے اُسے بند کر کے موڑا اور کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ کر اس نے جیب سے ایک گیس لائٹر نکالا اور

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اس کا بٹن دبا کر اس نے گیس کا تیز شعلہ پیدا کیا اور اس شعلے کو الماری میں موجود دوسری فائلوں کو جلانے کے لئے اس نے جیسے ہی ہاتھ آگے بڑھایا، یکلخت ایک زوردار چھناکا ہوا اور اس کے ساتھ ہی زاراک جیسا قوی ہیکل آدمی اس طرح اچھل کر پشت کے بل نیچے پڑی ہوئی فولادی چادر پر گرا جیسے کسی نے اُسے اٹھا کر نیچے پھینک دیا ہو اور اس کے ساتھ ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی آہنی چھری اس کے دماغ کے اندر گھستی چلی گئی ہو۔ سر کی عقبی سائیڈ سے درد کی شدید اور خوفناک لہر سی پیدا ہوئی۔ گیس لائٹر اس کے ہاتھ سے نکل کر نجانے کہاں جا گرا تھا۔ زاراک نے نیچے گرتے ہی ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے سر میں پیدا ہونے والا درد یکلخت انتہائی شدید ہوتا گیا اور پھر اسے آنکھوں کے سامنے ہر چیز تیزی سے گھومتی دکھائی دینے لگی۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے اور اُٹھنے کی ایک بار پھر کوشش کی لیکن اسی لمحے اس کی آنکھوں کے سامنے سیاہ چادر پھیلتی چلی گئی اور سر میں ہونے والے تیز ترین درد کا احساس یکلخت فنا ہو کر رہ گیا۔

عمران نے کار الامیر رہائشی پلازہ کی عقبی طرف سڑک پر لے جا کر ایک سائیڈ پر روک دی اور پھر وہ تیزی سے نیچے اتر آیا۔ اس نے ایک نظر اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر تیزی سے وہ سامنے ایک رہائشی عمارت کے پھاٹک کی طرف بڑھتا گیا۔ سیاہ رنگ کا بڑا سا فولادی پھاٹک بند تھا اور عمارت پرانی طرز تعمیر کی دکھائی دے رہی تھی اور صاف محسوس ہو رہا تھا کہ اس پر نیا رنگ روغن کر کے اُسے جدید بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ عمران نے کار کی سائیڈ سیٹ اٹھائی اور نیچے موجود باکس میں سے اس نے ایک چھوٹی سی نال والا پستول اٹھایا۔ اس کا میگزین کھول کر چیک کیا اور پھر سائیڈ سیٹ بند کر کے وہ سیدھا ہوا۔ کار کا دروازہ بند کر کے اس نے ایک بار پھر اِدھر اُدھر دیکھا۔ دوسرے لمحے اس نے پستول کا رخ اس بلڈنگ کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا اس کے ہاتھ کو ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور اس کے ساتھ ہی نال میں سے ایک چھوٹا سا کیپسول نکل کر سائیں کی تیز آواز سے اڑتا ہوا عمارت کے اندر صحن میں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

جا کر غائب ہو گیا۔ عمران نے دوسری بار ٹریگر دبایا تو دوسرا کیپسول نکل کر عمارت کے اندر جا گرا۔ عمران نے پستول جیب میں ڈالا اور پھر تیزی سے سڑک کراس کر کے پھاٹک کی طرف بڑھتا گیا۔ یہ عمارت صرف سامنے کے رُخ سے کھلی تھی ورنہ اس کی باقی تینوں اطراف میں عمارتیں اس کے ساتھ جڑی ہوئی تھیں۔

عمران نے پھاٹک پر پہنچ کر ستون پر لگے ہوئے کال بیل کا بٹن دبایا اور اُسے کافی دیر تک دبائے رکھا۔ دُور سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی لیکن پھاٹک کھولنے کوئی نہ آیا اور نہ ہی اندر سے کسی ردعمل کا اظہار ہوا عمران نے اِدھر اُدھر دیکھا اور دوسرے لمحے وہ کسی بندر کی سی پھرتی سے آہنی پھاٹک پر چڑھتا ہوا اندر کُود گیا۔ اندر وسیع و عریض لان خالی پڑا ہوا تھا اور بڑے پورچ میں ایک سٹیشن ویگن اور دو کاریں کھڑی تھیں۔ عمران نے جیب سے ریوالور نکالا اور پھر محتاط انداز میں عمارت کی طرف بڑھنے لگا لیکن عمارت پر مکمل خاموشی طاری تھی۔ تھوڑی دیر بعد عمران کو ایک کمرے میں صوفوں پر پہلو کے بل پڑے ہوئے چھ افراد نظر آ گئے۔ درمیانی میز پر شراب کی بوتلیں پڑی ہوئی تھیں اور ان میں سے کئی کے ہاتھوں میں شراب کے جام تھے۔ شراب ان کے گرنے کی وجہ سے صوفوں اور نیچے قالین پر گر گئی تھی۔

عمران تیزی سے عمارت کے دوسرے کمروں کی طرف بڑھتا گیا لیکن سارے کمرے چیک کر لینے کے باوجود اُسے زاراک کہیں نظر نہ آیا۔ عمران نے ریوالور جیب میں رکھا اور جیب سے فیکسڈ فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے اس کا بٹن دبا دیا۔ ٹرانسمیٹر سے مخصوص آواز نکلنے لگی۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ پرنس آف ڈھمپ کالنگ بلیک زیرو۔ اوور"۔۔۔ عمران نے بار بار کال دینی شروع کر دی۔

"یس ۔۔۔ بلیک زیرو اٹنڈنگ۔ اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر میں سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"بلیک زیرو ۔۔۔ یہاں الامیر پلازہ کی عقبی کوٹھی میں زاراک کے چھ ساتھی موجود ہیں لیکن زاراک غائب ہے ۔۔۔ تم جوزف اور جوانا کو یہاں بھیج دو۔ وہ بڑی ویگن لے کر آئیں گے تاکہ ان افراد کو رانا ہاؤس شفٹ کیا جا سکے اور پھر ان میں سے کسی ایک کو ہوش میں لا کر تم نے اس سے پوچھ گچھ کرنی ہے کہ زاراک کہاں ہے ۔۔۔ میں یہاں اس لئے پوچھ گچھ نہیں کرنا چاہتا کہ نجانے کس لمحے زاراک آ جائے اس لئے میں یہاں صرف اس کا انتظار کروں گا۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے بلیک زیرو کو تفصیل سے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"میں بھیج دیتا ہوں انہیں ۔۔۔ لیکن عمران صاحب! ۔۔۔ ان سب کو زندہ رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ باقی کو گولی مار دی جائے اور ایک سے پوچھ گچھ کر لی جائے۔ اوور" ۔۔۔ بلیک زیرو نے تیز لہجے میں کہا۔

"لیکن کس جرم میں ۔۔۔ اب تک انہوں نے جرم ہی کونسا کیا ہے۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے اس بار تلخ لہجے میں کہا۔

"جرم تو نہیں کیا ۔۔۔ لیکن جرم کرنے کے ارادے سے تو آئے ہیں۔ اوور" ۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فی الحال انہیں زندہ رکھو اور صرف پوچھ گچھ کرو۔ بعد میں دیکھا جائے گا۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

جیب میں رکھا اور پھر تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سائیڈ پھاٹک کی کنڈی کھولی اور اسے کھول کر وہ باہر آ گیا۔ سڑک کراس کر کے وہ تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھتا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ کار میں بیٹھ چکا تھا۔ دراصل جب تک ان لوگوں کی کارروائی مکمل نہ ہو جاتی، وہ باہر سے نگرانی کرنا چاہتا تھا تاکہ اگر زاراک اچانک آ جائے تو اس سے آسانی سے نمٹا جا سکے۔

تھوڑی دیر بعد عمران نے رانا ہاؤس کی مخصوص سٹیشن ویگن کو دور سے آتے ہوئے دیکھا تو وہ کار سے اترا اور اس نے ہاتھ اٹھا کر ویگن کو رکنے کا اشارہ کیا۔ ویگن اس کے قریب آ کر رک گئی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر جوزف تھا جب کہ اس کی ساتھ والی سیٹ پر جوانا بیٹھا ہوا تھا۔ عمران نے جوزف کو تفصیلی ہدایات دیں اور پھر واپس اپنی کار میں آ کر بیٹھ گیا۔ جوزف نے ویگن کو موڑا اور پھر پھاٹک کے سامنے روک دیا۔ دوسرے لمحے جوانا نیچے اترا اور تیزی سے دوڑتا ہوا کھلے ہوئے سائیڈ پھاٹک سے اندر غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی بڑا پھاٹک کھلا اور سٹیشن ویگن اندر چلی گئی۔ پھاٹک بند کر دیا گیا اور عمران نے اس طرح سر ہلایا جیسے اس کی ہدایت پر عمل ہونے سے اسے اطمینان ہوا ہو۔ تھوڑی دیر بعد پھاٹک ایک بار پھر کھلا اور سٹیشن ویگن باہر آ کر مڑی اور سائیڈ پر رک گئی۔ جوزف نے عمران کی طرف ہاتھ نکال کر اسے مخصوص انداز میں لہرایا اور عمران مسکرا دیا۔ پھاٹک کو اندر سے بند کر کے جوانا سائیڈ پھاٹک سے باہر آیا اور اس نے پھاٹک بند کر کے اسے باہر سے کنڈی لگا دی اور پھر تیزی سے ویگن میں سوار ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی ویگن ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور تیزی سے دور ہوتی گئی۔

عمران نے بھی کار سٹارٹ کی اور اُسے آگے لے جا کر اس نے اُسے ایک سائیڈ گلی میں اس طرح پارک کیا کہ سٹیئرنگ پر بیٹھے رہنے کے باوجود اُسے اس عمارت کا پھاٹک صاف نظر آ رہا تھا لیکن زاراک کی واپسی اب تک نہ ہوئی تھی۔

" یہ آخر کہاں چلا گیا ہوگا ۔۔۔ کیا علیحدہ رہ رہا ہوگا" ۔۔۔ عمران نے خود کلامی کے سے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے وہ صرف سوچ سکتا تھا اس کا جواب تو نہ دے سکتا تھا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس کی جیب میں موجود فکسڈ فریکوئنسی کے خصوصی ٹرانسمیٹر سے کال کی آواز سنائی دی تو اس نے چونک کر جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو ۔۔۔ بلیک زیرو کالنگ۔ اوور" ۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

" یس ۔۔۔ پرنس آف ڈھمپ اٹنڈنگ ۔۔۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور" ؟ عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

" زاراک کے ایک آدمی نے بے پناہ تشدد کے بعد بتایا ہے کہ زاراک کوئی خاص مشین لے کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر سے کوئی فائل لینے گیا ہے ۔۔۔ مزید انکوائری پر اس نے یہ بھی بتایا ہے کہ پہلے ایک آدمی کی کلائی کی کھال میں کوئی خاص آلہ لگا کر زاراک نے اسے اس عمارت میں بھیجا اور پھر ایک خاص مشین پر اُسے چیک کرتا رہا۔ پھر وہ خود مشین کو ایک بریف کیس میں رکھ کر وہ کار میں بیٹھ کر چلا گیا اور اس نے یہی بتایا کہ وہ ہیڈ کوارٹر سے فائل لینے جا رہا ہے۔ اوور" ۔۔۔ بلیک زیرو نے قدرے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

متوحش لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" تو وہ دانش منزل گیا ہے۔ لیکن ظاہر ہے ٹوٹل بلینک آف کی وجہ سے وہ کسی طرح اندر تو داخل نہیں ہو سکتا۔ پھر وہ اتنی دیر تک وہاں کیا کر رہا ہے۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

" اگر آپ کہیں تو میں جا کر خود معلوم کروں۔ اوور" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں! ۔۔۔ میں یہاں موجود ہوں تاکہ اگر زاراک واپس آ جائے تو میں اُسے کور کر سکوں ورنہ اس بار وہ غائب ہو گیا تو پھر مشکل سے ہی ہاتھ آئے گا ۔۔۔ تم جوزف کو ساتھ لے لینا اور مجھے فوراً رپورٹ دینا۔ اوور" ۔ عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے ۔۔۔ " اوور اینڈ آل" ۔۔۔ کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" وہ اتنی دیر تک وہاں کیا کر رہا ہوگا ۔۔۔ اور وہ بریف کیس میں کس قسم کی مشین ساتھ لے گیا ہوگا" ۔۔۔ عمران نے سوچا۔

اب اسے بلیک زیرو کی طرف سے رپورٹ کا انتہائی شدت سے انتظار تھا۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد ٹرانسمیٹر کال آئی تو عمران نے ڈیش بورڈ پر رکھا ہوا ٹرانسمیٹر پھرتی سے اٹھایا اور اس کا بٹن دبا دیا۔

" ہیلو ہیلو ۔۔۔ بلیک زیرو کالنگ۔ اوور" ۔۔۔ بلیک زیرو کی آواز اس قدر متوحش تھی کہ عمران کا دل بے اختیار زور زور سے دھڑکنے لگا۔

" پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

" عمران صاحب! ۔۔۔ غضب ہو گیا ہے ۔۔۔ زاراک نہ صرف

دانش منزل میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا ہے بلکہ اس نے ریکارڈ روم سے ریڈ فائل بھی حاصل کر لی تھی لیکن پھر وہ نیچے گر کر زخمی اور بے ہوش ہو گیا ——— اس وقت بھی وہ دانش منزل کے ریکارڈ روم میں بے ہوش پڑا ہوا ہے اور ریڈ فائل اس کے کوٹ کی جیب میں موجود ہے۔ الماری کے پٹ کٹے ہوئے ہیں۔ اوور" ——— بلیک زیرو کی اسی طرح متوحش سی آواز سنائی دی اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن میں کوئی آتش فشاں پھٹ پڑا ہو اور مسلسل دھماکے ہو رہے ہوں۔

"اوہ ——— ویری بیڈ ——— کیا تم نے دانش منزل کو ٹوٹل بلینک آف نہ کیا تھا۔ اوور" ——— عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا تھا ——— اور جب میں وہاں پہنچا تو ٹوٹل بلینک آف تھا ——— میں نے سب سے پہلے اس زاراک کو چیک کیا۔ اس کے آدمی سے اس کی کار کا رنگ، نمبر اور ماڈل مجھے معلوم ہو گیا تھا اس لئے میں نے اس کی کار چیک کر لی لیکن کار خالی تھی البتہ اس کے اندر عقبی سیٹ پر ایک بریف کیس پڑا ہوا تھا اس پر مجھے شک ہوا کہ کہیں زاراک اندر نہ ہو ——— میں نے چیکنگ کی تو دانش منزل اسی طرح ٹوٹل بلینک آف تھی لیکن زاراک غائب تھا ——— میرے ذہن میں ویسے ہی خیال آیا کہ میں اندر سے چیکنگ تو کر لوں۔ چنانچہ میں نے مخصوص آلے سے ٹی۔ بی۔ او آف کیا اور پھر سپیشل وے سے اندر داخل ہوا تو سب سے پہلا جھٹکا مجھے آپریشن روم میں پہنچ کر لگا۔ آپریشن روم کا بیرونی دروازہ کھلا ہوا تھا اس کا اندرونی تالا ٹوٹ چکا تھا۔ میں نے چیکنگ کی تو ریکارڈ روم میں ایک مقامی آدمی کو بیہوش پڑے ہوئے دیکھا۔ اس کے سر کی عقبی سمت شدید زخمی تھا اور الماری کا بیرونی حصہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کٹ کر نیچے فرش پر پڑا تھا اور وہ مقامی آدمی اس پر گرا ہوا تھا۔ اس کے سر کے عقبی حصے میں اس کٹے ہوئے حصے کا ایک مڑا ہوا کونہ گھس گیا تھا جس وجہ سے وہ شاید بے ہوش ہوا پڑا تھا ——— ایک طرف ایک گیس لائٹر بھی پڑا تھا۔ قد و قامت سے یہ آدمی زاراک ہی لگتا تھا۔ چنانچہ میں نے فوری طور پر اس کا چہرہ واش کیا تو یہ رُوسیاہ ہی تھا۔ چنانچہ میں نے آپ کو کال کیا ہے۔ اوور" ——— دوسری طرف سے بلیک زیرو نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں خود آ رہا ہوں تاکہ معلوم کر سکوں کہ ٹوٹل بلینک آف کے باوجود وہ کس طرح نہ صرف اندر داخل ہوا بلکہ ریکارڈ روم تک بھی پہنچ گیا ——— تم کار سے وہ بریف کیس بھی منگوا لو اور اس زاراک کے زخم کی بینڈیج بھی کر دو۔ ایسا نہ ہو کہ زیادہ خون نکل جائے اور وہ مر جائے۔ میں نے اس سے بہت کچھ معلوم کرنا ہے مگر اسے بے ہوش کرنے والا انجکشن بھی لگا دینا۔ اوور اینڈ آل" ——— عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جیب میں ڈالا اور کار سٹارٹ کر کے وہ اسے سڑک پر لے آیا اور اس کے ساتھ ہی کار انتہائی تیز رفتاری سے اڑتی ہوئی دانش منزل کی طرف بڑھنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد عمران دانش منزل پہنچ چکا تھا۔

"میں نے اس کے زخم کی بینڈیج کر کے اسے گیسٹ روم میں پہنچا دیا ہے اور اسے طویل بیہوشی کا انجکشن بھی لگا دیا ہے" ——— بلیک زیرو نے عمران کے آپریشن روم میں پہنچتے ہی اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ مشین کہاں ہے" ——— عمران نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے بے چین سے لہجے میں پوچھا۔

یہ بریف کیس پڑا ہے ۔۔۔ میں نے تو اسے کھولا ہی نہیں کہ نجانے اس کے اندر کیا ہو ۔۔۔ اگر کوئی مشین ہوئی تو اس کے اندر ہی ہو گی"۔ بلیک زیرو نے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے بریف کیس کو باہر سے ہی چیک کیا تو وہ اُسے وہیں رکھ کر خود بلیک زیرو کے ساتھ ریکارڈ رُوم کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں زاراک کی جیبوں سے نکلی ہوئی چیزیں بھی پڑی تھیں۔ عمران نے ان سب کا تفصیلی جائزہ لیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ واپس آپریشن روم میں آ کر اس نے بریف کیس اٹھایا اور لیبارٹری کی طرف بڑھ گیا۔ پھر اس کی واپسی تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد ہوئی۔

"کچھ پتہ چلا کہ وہ کیسے اندر داخل ہوا تھا" ۔۔۔ بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ انتہائی عجیب و غریب مشین ہے ۔۔۔ میرے لئے بالکل ہی نئی ۔۔۔ تفصیلی تجزیہ تو سرداور ہی کریں گے کیونکہ میں نے اسے زیادہ نہیں چھیڑا۔ بہرحال اس میں سے کوئی ایسی ریز نکلتی ہیں جن کی مدد سے ہر قسم کا سائنسی نظام ساکت ہو جاتا ہے لیکن کونسی ریز اور یہ کس طرح کام کرتی ہیں اس کا ابھی علم نہیں ہو سکا ۔۔۔ جوزف کہاں ہے" ۔۔۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"وہ باہر موجود ہے ۔۔۔ وہ لینڈنگ پسٹل بھی دائیں طرف کی دیوار کے قریب سے مل گیا ہے جس کی مدد سے زاراک اندر آیا ہے اور اس پسٹول اور زاراک کی اندر موجودگی سے ظاہر ہوتا ہے کہ ٹوٹل بلینک آف واقعی ساکت ہو گیا تھا جس کی وجہ سے صحن کی دیواریں کھل گئیں۔ ورنہ تو اس کے اندر آنے کا کوئی راستہ ہی نہ تھا" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور عمران

RAFREXO@HOTMAIL.COM

نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"جوزف کو بلاؤ" ۔۔۔ عمران نے کہا اور میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ۔۔۔ داور سپیکنگ" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں سرداور ۔۔۔ آپ کو تو دانش منزل میں نصب ٹوٹل بلینک آف نظام کے بارے میں تفصیلات کا علم ہے۔ کیونکہ یہ نظام آپ کے مشورے سے ہی تیار اور نصب کیا گیا تھا" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ! ۔۔۔ پھر کیا ہوا اُسے ۔۔۔ کیا خراب ہو گیا ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

"خراب نہیں ہوا ۔۔۔ رُوسیاہ کے ایجنٹ نے ایک بالکل جدید ساخت کی مشین سے اسے آف کر دیا اور دانش منزل میں داخل ہو کر اس نے ریکارڈ رُوم سے ملکی سلامتی کی ایک اہم فائل حاصل کر لی ۔۔۔ ریکارڈ رُوم میں موجود الماریوں کو گرینڈ الاسٹر کر دیا گیا تھا اس لئے وہ کسی صورت میں نہ کھل سکتی ہیں اور نہ توڑی جا سکتی ہیں ۔۔۔ لیکن اس ایجنٹ نے ایک عجیب ساخت کے آٹومیٹک کٹر کے ذریعے ایک الماری کا فرنٹ حصّہ کاٹ کر نیچے فرش پر پھینک دیا ۔۔۔ پھر وہ خود نیچے گرا اور فولادی چادر کا ایک مڑا ہوا کونہ اس کے سر کے عقبی حصے میں لگا اور وہ بیہوش ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی فرش پر پڑا ہوا ایک عام سا گیس لائٹر بھی ملا ہے اور اس کی جیب سے ایک انڈیکیٹر پنسل کی شکل کا بھی ملا ہے۔ یہ انڈیکیٹر اور کٹر

بھی بالکل جدید ساخت کے ہیں ـــــ اس سے پہلے مجھے یہ اطلاع ملی تھی کہ رُوسیاہ نے کوئی ایسی مشین بنائی ہے جس کی مدد سے وہ ایکریمیا کے تمام دفاعی نیٹ ورک کو مکمل طور پر آف کر سکتا ہے ـــــ اس مشین کو سُپر آف مشین کا نام دیا گیا ہے ـــــ یہ آدمی جس کا نام زاراک ہے، رُوسیاہ کی ایک انتہائی اہم ایجنسی کا سربراہ ہے ـــــ اس لئے دانش منزل کے حفاظتی نظام کو آف کرنے کی غرض سے رُوسیاہ کے کسی ڈاکٹر آنوف سے وہ سُپر آف مشین مانگی تھی لیکن ڈاکٹر آنوف نے یہ مشین دینے سے انکار کر دیا تھا ـــــ اور اب یہ مشین سامنے آئی ہے جس نے حیرت انگیز طور پر دانش منزل کے ٹوٹل بلینک آف سسٹم کو آف کر دیا ہے ـــــ ہو سکتا ہے کہ یہی سُپر آف مشین ہو ـــــ یا یہ اس سے مختلف ہو۔ بہرحال میں یہ مشین۔ کٹر اور انڈیکیٹر آپ کو جوزف کے ہاتھ بھجوا رہا ہوں ـــــ آپ ان سب باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کا تفصیلی سائنسی تجزیہ کر لیں تاکہ ان کی اصل ماہیت کا علم ہو سکے" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے ـــــ ایسی مشین بھی بن گئی ہے جو ٹوٹل بلینک آف جیسے جدید ترین سسٹم کو بھی آف کر دینے کی صلاحیت رکھتی ہے ـــــ یہ تو انتہائی حیرت انگیز خبر ہے ـــــ بہرحال تم یہ سب چیزیں مجھے فوراً بھجوا دو۔ میں فوراً ان پر کام شروع کر دیتا ہوں" ـــــ سرداور کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ابھی بھجوا رہا ہوں ـــــ آپ لیبارٹری کے گیٹ پر انہیں وصول کر لیں"۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر جوزف کو اندر بلا کر عمران نے وہ بریف کیس

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اور پنسل نما انڈیکیٹر اور کٹر جو وہ ریکارڈ رُوم سے لے آیا تھا تینوں چیزیں اُسے دے کر سرداور تک انہیں پہنچانے کی تفصیلی ہدایات دیں اور جوزف انہیں لے کر سر ہلاتا ہوا آپریشن رُوم سے باہر نکل گیا۔

"اب اس زاراک کا کیا کرنا ہے" ـــــ ؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"اسے فی الحال بے ہوش ہی رکھو ـــــ جب تک سرداور کا تجزیہ سامنے نہیں آجاتا ـــــ میں رانا ہاؤس جا رہا ہوں تاکہ وہاں زاراک کے ساتھیوں سے مزید تفصیلات معلوم کر کے اس کے یہاں موجود باقی ساتھیوں کو بھی گرفتار کیا جا سکے" ـــــ عمران نے کرسی سے اُٹھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

زاراک کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں تو پہلے چند لمحوں تک تو اُسے احساس ہی نہ ہو سکا کہ وہ کہاں ہے اور اس کے ساتھ کیا بیت چکی ہے لیکن پھر آہستہ آہستہ سابقہ تمام مناظر اس کے ذہن پر کسی فلم کے مناظر کی طرح اُبھرتے چلے گئے اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں درد کی تیز لہر سی دوڑی اور وہ ایک جھٹکے سے اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے بے اختیار اپنے سر کے عقبی حصے پر ہاتھ رکھا تو ایک بار پھر چونک پڑا۔ کیونکہ سر پر باقاعدہ بینڈیج کی گئی تھی۔ اس نے حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھا۔ وہ اس وقت ایک خاصے بڑے کمرے میں تھا جس کے فرش پر سُرخ رنگ کا قالین تھا اور قالین کے علاوہ وہاں اور کسی قسم کا کوئی سامان نہ تھا۔ کمرے کی دیواریں اور چھت سپاٹ تھی۔ ایک کونے میں البتہ ایک فولادی دروازہ موجود تھا جو بند تھا۔

" ہونہہ ـــــ اس کا مطلب ہے کہ میں سیکرٹ سروس کے ہتھے چڑھ گیا ہوں" ـــــ زاراک نے ہونٹ چباتے ہوئے سوچا اور پھر ایک جھٹکے سے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کھڑا ہو گیا۔ اُسے اپنا جسم سُست اور کاہل سا محسوس ہو رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کے جسم کے ہر عضو پر ٹنوں بوجھ موجود ہو۔ وہ چند لمحے کھڑا اِدھر اُدھر دیکھتا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا اس بند دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کا ہینڈل پکڑ کر اُسے کھینچا لیکن دروازہ بند تھا۔ اس نے ہینڈل کی ناب کو گھمانے کی کوشش کی لیکن وہ جام تھی۔ چابی کا بھی کوئی سوراخ نہ تھا۔ اس نے زور زور سے جھٹکے دے کر دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن دروازہ تو نہ کھل سکا البتہ اس کے سر میں ہونے والا درد زور لگانے کی وجہ سے تیز ہوتا گیا اور اس کے ساتھ ہی اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم پر موجود بوجھ اور زیادہ بڑھ گیا ہو۔ اس کے ساتھ ہی اُسے چکر سا آگیا اور وہ لڑکھڑا کر نیچے گرنے لگا تو اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کے لئے دروازے سے ملحقہ دیوار کا سہارا لینا چاہا لیکن وہ سنبھل نہ سکا اور ایک دھماکے سے نیچے قالین پر گرا۔ اس کے سر میں ایک زوردار دھماکا ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر ایک بار پھر سیاہ رنگ کی چادر سی پھیلتی چلی گئی۔ پھر نجانے کتنی دیر بعد ایک بار پھر اس کے ذہن میں روشنی کا احساس بڑھنے لگا اور پھر وہ ہوش میں آ گیا۔ چند لمحوں بعد اس نے ایک بار پھر آنکھیں کھول دیں اور اٹھنے کی کوشش کی۔ اس نے اپنے طور پر تو جسم کو وزنی سمجھ کر حرکت دینے کے لئے زور لگایا لیکن دوسرے لمحے وہ یہ محسوس کر کے حیران رہ گیا کہ اب اس کا جسم پہلے سے کہیں زیادہ ہلکا ہو چکا تھا اور اب اس کے سر میں اٹھنے والی تیز درد کی ٹیسیں موجود نہ تھیں۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا اور ایک بار پھر اس پر شدید ترین حیرت کا دورہ سا پڑا اور وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ وہ

اب نہ صرف پہلے سے مختلف کمرے میں تھا بلکہ اس کمرے کا دروازہ بھی کھلا ہوا تھا اور باہر موجود راہداری بھی نظر آ رہی تھی اور وہ خود ایک صوفے پہ بیٹھا ہوا تھا۔ دوسرے لمحے اس کے ذہن میں ایک جھماکا ہوا۔ اس نے یہ کمرہ اور راہداری پہچان لی تھی۔ یہ کمرہ اور صوفے اس بلڈنگ میں تھے جہاں سے وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر سے فائل لانے کے لئے گیا تھا۔ وہ بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے جسم پہ وہی لباس تھا جو پہن کر وہ اس عمارت میں داخل ہوا تھا۔ اس نے بوکھلائے ہوئے انداز میں جیبوں کی تلاشی لینا شروع کر دی لیکن جیبوں میں سوائے کرنسی کے کچھ نہ تھا بے اختیار اس کے ہونٹ بھینچ گئے۔ وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ یکلخت میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ وہ تیزی سے مڑا۔ چند لمحے گھور کر فون کو دیکھتا رہا۔ پھر آگے بڑھ کر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ـــــ اس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"علی عمران بول رہا ہوں زاراک صاحب! ـــــ کیا حال ہیں ـــــ سر میں درد تو محسوس نہیں ہو رہا ـــــ ویسے میں نے نہ صرف تمہاری بینڈیج کرا دی ہے بلکہ ایسا ٹریٹمنٹ بھی کرا دیا ہے کہ اب درد نہ ہو گا" ـــــ دوسری طرف سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیا تم نے یہی کہنے کے لئے فون کیا ہے" ـــــ ؟ اس بار زاراک نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں ـــــ کہنا تو بہت کچھ تھا لیکن ہمارے ملک میں ایک اصول ہے کہ پہلے دوسرے کی خیریت پوچھی جاتی ہے اور اگر وہ بیمار ہو تو

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اُسے باقاعدہ نسخے بتائے جاتے ہیں ـــــ بہرحال یہ بتا دوں کہ تم نے سیکرٹ سروس کی ایک عمارت میں داخل ہو کر وہاں سے فائل حاصل کرنے کا ایسا جرم کیا تھا جس کی سزا فوری موت تھی اور سیکرٹ سروس کے چیف نے تمہیں موت کی سزا دے بھی دی تھی لیکن مجھے تمہاری خاطر اس کی منتیں کرنا پڑیں۔ اس کے آگے ہاتھ جوڑنے پڑے کہ تم بڑے اصول پسند آدمی ہو اور اصول پسند آدمیوں کی اس دنیا میں شدید ترین کمی ہے اس لئے اگر بے چارہ اصول پسند آدمی زندہ پھر رہا ہے تو اُسے زندہ رکھا جائے ـــــ چنانچہ تمہاری موت تو ٹل گئی البتہ تمہارے ساتھیوں کی سزا نہ ٹل سکی اور اب تم اس ملک میں اکیلے ہی زاراک ایجنسی کی حیثیت سے موجود ہو ـــــ تمہیں اس کوٹھی تک پہنچا دیا گیا ہے جہاں سے تم اس عمارت میں داخل ہونے کے لئے روانہ ہوئے تھے ـــــ البتہ تمہاری وہ سُپر آف مشین۔ انڈیکیٹر اور کٹر چیف نے ضبط کر لئے ہیں۔ میں نے تو کوشش کی کہ وہ بھی تمہیں بخشش دیئے جائیں تاکہ تمہیں خالی ہاتھ رُوسیاہ نہ جانا پڑے۔ لیکن چیف بھی تمہاری طرح اصول پسند آدمی ہے اس کے اصولوں میں نرمی کی صرف ایک بار گنجائش ہے اور وہ گنجائش تمہاری موت ٹلنے سے پوری ہو گئی تھی اس لئے مجبوری ہے ـــــ بہرحال میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ اب تم خاموشی سے واپس رُوسیاہ چلے جاؤ۔ ورنہ اگر تم نے دوبارہ اس عمارت میں داخل ہونے کی کوشش کی تو پھر مجھے تمہاری موت پر یقیناً افسوس ہو گا" ـــــ عمران نے اسی طرح چہکتی ہوئی آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"مشورہ دینے کا شکریہ! ـــــ لیکن تم زاراک کو نہیں جانتے۔ اس لئے

یقین کرو جلد ہی تمہاری یہ حرکت کرتی ہوئی زبان ساکت کر دی جائیگی اور تمہارے اس چیف کی بھی" ـــــ زاراک نے غصیلے لہجے میں کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ دیا لیکن اس انداز میں کہ چھت سے ریز فائر نہ ہو جائیں اور پھر وہ بجائے دوبارہ اور آگے کی طرف بڑھنے کے وہیں صوفے پر بیٹھ گیا۔ کافی دیر تک وہ وہیں بیٹھا کچھ سوچتا رہا پھر ایک جھٹکے سے اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ راہداری سے ہوتا ہوا وہ برآمدے میں پہنچا تو اس نے پورچ میں کھڑی ہوئی اپنی کار بھی دیکھ لی۔ یہ وہی کار تھی جس پر وہ اس عمارت میں داخل ہونے کیلئے گیا تھا۔

"میں وہ فائل بھی حاصل کروں گا اور اپنا سامان بھی ـــــ زاراک کو تم جانتے ہی نہیں" ـــــ زاراک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کار کا دروازہ کھول کر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور دوسرے لمحے اس نے کار سٹارٹ کی اور اسے موڑ کر پھاٹک کی طرف لے گیا۔ پھاٹک کے قریب پہنچ کر اس نے کار روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے پھاٹک کھولا اور ایک بار پھر کار میں بیٹھ کر اس نے کار کو آگے بڑھایا اور پھر پھاٹک سے باہر لے آکر اس نے اُسے دائیں طرف کو موڑ دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کار کو مختلف سڑکوں پر ویسے ہی دوڑاتا پھر رہا تھا۔ اس کی نظریں عقبی شیشے پر لگی ہوئی تھیں۔ لیکن اب تک اُسے نگرانی کرنے والا کوئی نظر نہ آیا تھا۔ البتہ بیک مرر میں دیکھتے ہوئے اُسے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ اس کا میک اپ ختم کر دیا گیا ہے اور وہ اپنے اصلی چہرے میں ہے۔

"یقیناً اس کار میں کوئی ایسا آلہ ہو گا جس سے وہ دور رہ کر نگرانی کر رہے ہوں گے" ـــــ زاراک نے سوچا اور پھر وہ کار دوڑاتا ہوا سیدھا ایک مشہور اور معروف مارکیٹ میں پہنچ گیا۔ اس نے کار پارکنگ میں روکی اور نیچے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اتر کر فٹ پاتھ پر پیدل چلتے ہوئے ہجوم میں شامل ہو گیا۔ اپنے قد و قامت کی وجہ سے وہ ہجوم میں بھی نمایاں نظر آرہا تھا لیکن وہ جس انداز میں چل رہا تھا اس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اُسے اپنے تعاقب اور نگرانی کی قطعی کوئی پرواہ نہ ہو۔ کچھ دُور آگے آنے کے بعد وہ ایک ریستوران میں داخل ہو گیا۔

"کیا میں ایک لوکل کال کر سکتا ہوں" ـــــ ؟ اس نے کاؤنٹر مین سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر ـــ کر لیجئے" ـــــ کاؤنٹر مین نے انتہائی مہذب لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ" ـــــ زاراک نے کہا اور ٹیلیفون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ـــ زیکو کلب" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"کیا زیکو صاحب کلب میں موجود ہیں یا نہیں ـــــ میں ان کا ایک دوست بول رہا ہوں ـــ میرا نام آرسین ہے" ـــــ زاراک نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر ـــ موجود ہیں" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تو ان سے بات کراؤ" ـــــ زاراک نے کہا اور چند لمحوں کی خاموشی کے بعد رسیور پر ایک اور آواز ابھری۔

"زیکو بول رہا ہوں" ـــــ بولنے والے کا لہجہ بے حد کھُردرا سا تھا۔

"زیکو ـــ میں آرسین جارلش بول رہا ہوں" ـــــ زاراک نے اسی طرح تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا ــــ فرمایئے ـــــ" دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"کیا تمہارا نمبر تھری آن ہے" ـــــ زاراک نے کہا۔

"ہاں! ــــ کیوں" ـــــ؟ دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"تم اسے میرے نام پر بک کر دو" ـــــ زاراک نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہوگیا ـــــ بک نمبر زیرو زیرو الیون" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور زاراک نے رسیور رکھ کر جیب میں ہاتھ ڈالا۔

"کتنے پیسے" ـــــ؟ زاراک نے کاؤنٹر مین سے مخاطب ہو کر پوچھا جو ویٹرز کو سامان دینے میں مصروف تھا۔

"شکریہ جناب! ـــــ آپ غیر ملکی ہیں اس لئے ہمارے مہمان ہیں ـــــ آپ سے کوئی رقم چارج نہ کی جائے گی" ـــــ کاؤنٹر مین نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"شکریہ" ـــــ زاراک نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ریستوران سے باہر آکر وہ ایک بار پھر لوگوں کے ہجوم میں چلنے لگا۔ پھر اچانک وہ ایک سائیڈ گلی میں مڑا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے دوڑتا ہوا گلی کے آخری بند کنارے تک پہنچ کر وہاں موجود ایک بڑے سے ڈرم کی اوٹ میں ہو کر بیٹھ گیا۔ یہ ڈرم کوڑا کرکٹ سے بھرا ہوا تھا اور اس میں سے انتہائی ناخوشگوار قسم کی بو نکل رہی تھی۔ لیکن زاراک خاموشی سے اس کی اوٹ لے کر بیٹھا رہا۔ اس کی نظریں گلی میں داخل ہونے والے راستے پر لگی ہوئی تھیں لیکن جب کافی دیر تک کوئی نہ آیا تو وہ ڈرم کی اوٹ سے نکلا اور اس نے گلی کے اختتام میں موجود دیوار کے درمیان والے حصے کی ایک مخصوص جگہ پر زور سے تین بار ہاتھ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

مارا تو چند لمحوں بعد دیوار کے درمیان میں سے ایک چوکھٹا سا نمودار ہوا جس میں سے مدھم سی روشنی نکل رہی تھی۔

"آر سین جار لش نمبر زیرو زیرو الیون" ـــــ زاراک نے تیز لہجے میں کہا تو چوکھٹا غائب ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی دیوار کے کونے میں ایک خلا نمودار ہو گیا۔ زاراک تیزی سے اس کونے کی طرف بڑھا اور خلا پار کر کے وہ سیڑھیاں اترتا ہوا ایک بڑے کمرے میں پہنچا۔ اس کمرے کی ایک دیوار کے ساتھ ایک قد آدم مشین نصب تھی۔ زاراک تیزی سے اس مشین کی طرف بڑھا اور اس نے مشین پر لگے ہوئے مختلف بٹن آپریٹ کئے تو مشین کے ساتھ ہی دیوار پھٹی اور اندر ایک چھوٹا سا کمرہ سامنے آگیا۔ زاراک تیزی سے چلتا ہوا اس کمرے میں داخل ہوا تو دیوار برابر ہو گئی اور اندر کمرے کی ایک دیوار پر سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا۔ زاراک خاموشی سے کھڑا رہا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد وہ بلب جھماکے سے سبز ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی وہ خلا دوبارہ نمودار ہوا اور زاراک سر ہلاتا ہوا دیوار سے باہر آگیا اور زاراک اب اس مشین کی طرف بڑھ گیا جس کے اوپر والے حصے میں ایک سکرین روشن تھی اور اس پر چند مخصوص ہندسے مسلسل جل بجھ رہے تھے۔ وہ انہیں غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے مشین کے بٹن آف کر دیئے۔

اب وہ پلٹ کر ہال نما کمرے کے مقابل دیوار کی طرف بڑھ گیا جہاں دیوار کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک الماریاں موجود تھیں۔ زاراک نے چار نمبر الماری کے پٹ کھولے تو اندر لباس موجود تھے۔ زاراک جانتا تھا کہ یہ سب لباس اس کے جسم پر ہر لحاظ سے پورے اتریں گے کیونکہ اس الماری کی نشاندہی مشین نے کی تھی۔ اس نے ایک سوٹ باہر نکالا اور پھر تیزی سے اپنے

موجودہ کپڑے اتارنے شروع کر دیئے۔ سارے کپڑے اتار کر اس نے الماری میں سے نکالا ہوا سوٹ پہنا اور پھر اپنے لباس کی جیبوں میں موجود کرنسی اس نے نکال کر اپنے نئے لباس کی جیبوں میں ڈالی اور اترا ہوا لباس تہہ کر کے اس نے اُسے اسی الماری میں ہینگر سے لٹکا دیا اور پھر الماری کے نیچے بنے ہوئے خانوں میں سے ایک خانہ اس نے کھولا تو اس کے اندر ایک بڑا باکس موجود تھا۔ اس نے باکس باہر نکالا اور پھر اُسے کھول کر اس کے اندر رکھا ہوا سامان باہر نکال کر رکھ دیا۔ یہ جدید ترین میک اَپ باکس تھا۔ اس نے انتہائی تیز رفتاری سے میک اَپ کرنا شروع کر دیا۔ ساتھ ساتھ وہ باکس کے ڈھکن کے اندر لگے ہوئے آئینے میں دیکھتا بھی جا رہا تھا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس کا ہاتھ رکا تو اس کا چہرہ مقامی ہو چکا تھا۔ ہاتھوں اور کلائیوں تک کو بھی اس نے کیمیکلز استعمال کر کے ان کا رنگ بدلا اور پھر باکس کے کونے میں موجود ایک مخصوص قسم کا ماسک نکال کر اس نے اُسے سر پر چڑھا کر فٹ کر دیا۔ اب اس کے سر پہ بال نہ صرف مقامی تھے بلکہ ان کا ڈیزائن اور رنگ بھی مختلف تھا۔ آئینے میں اچھی طرح چیکنگ کرنے کے بعد اس نے اطمینان بھرا سانس لیا اور پھر باکس کو بند کر کے اس نے ماسک خانے میں ڈالا اور خانہ بند کر کے سب سے آخری خانے کو کھول لیا۔ اس میں موجود ایک مشین پسٹل اٹھا کر اس نے جیب میں ڈالا اور خانہ بند کر کے اس نے الماری بند کر دی اور پھر ایک بار پھر مشین کی طرف بڑھ گیا۔ مشین کے ایک خانے سے سفید رنگ کے کاغذ کی پٹی باہر نکلی ہوئی تھی اور اس پر کمپیوٹر پنچنگ موجود تھی۔ زاراک نے وہ پٹی پھاڑی اور پھر اُسے غور سے دیکھنے لگا۔

"ہونہہ۔۔۔ تو اس عمران نے میرے سر پر زخم کے اندر انڈیکیٹر لگا رکھا تھا اس لئے وہ سامنے نہ آیا تھا"۔۔۔ زاراک نے چٹ پڑھتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے مشین کی ایک سائیڈ پر انگلی رکھ کر اسے دبایا تو وہاں ایک بڑا سا خانہ کھل گیا۔ زاراک نے وہ پٹی مروڑ کر اس خانے میں ڈالی اور ڈھکن بند کر کے وہ سیدھا ہوا اور اس نے ایک بار پھر مشین کے بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ مشین پر لگے ہوئے مختلف بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے اور پھر اس میں سے تیز گونج کی آواز نکلی اور پھر ایک جھماکے سے سارے بلب بھی بجھ گئے اور مشین بھی خاموش ہو گئی۔ زاراک تیزی سے مڑا اور اس نے ایک دیوار پر جا کر مخصوص انداز میں تین بار ہاتھ مارا تو دیوار درمیان سے کھل گئی۔ دوسری طرف ایک سرنگ جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی زاراک اس خلا کو کراس کر کے دوسری طرف سرنگ میں داخل ہوا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آگے کی طرف بڑھ گیا۔ سرنگ کا اختتام ایک دیوار پر ہوا لیکن زاراک نے یہاں بھی اسی طرح دیوار کے درمیان ایک مخصوص حصے کو تین بار ہاتھ سے دبایا تو دیوار درمیان سے کھل گئی اور زاراک دوسری طرف نکل آیا۔ یہاں بھی ایک گلی تھی اور یہ دیوار اس گلی کو بند کرتی تھی۔ زاراک تیز تیز قدم اٹھاتا گلی کو کراس کر کے سڑک پر آ گیا۔ یہ بھی ایک کمرشل مارکیٹ تھی۔ یہاں بھی فٹ پاتھ پر لوگوں کا ہجوم تھا۔ زاراک ان کے درمیان چلتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ چند لمحوں بعد اس نے ایک خالی ٹیکسی کو روکا اور اس کی عقبی سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔

"سرسبز کالونی لے چلو"۔۔۔ زاراک نے مقامی لہجے میں بات کرتے ہوئے ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے میٹر ڈاؤن کیا اور گاڑی آگے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بڑھا دی۔ پندرہ منٹ تک مختلف سڑکوں سے گذرنے کے بعد ٹیکسی
ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئی تو زاراک نے پہلے چوک پر موجود ایک
ہوٹل کے سامنے ٹیکسی رکوائی۔ میٹر دیکھ کر اس نے نہ صرف کرایہ ادا کیا بلکہ
تھوڑی سی رقم ٹپ میں بھی دے دی۔ ٹیکسی ڈرائیور نے اُسے سلام کیا تو
زاراک سر ہلاتا ہوا ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ٹیکسی آگے بڑھ گئی تو
زاراک تیزی سے مڑ کر سائیڈ برآمدے کی طرف بڑھ گیا جہاں ایک پبلک فون
بوتھ موجود تھا۔ اس نے بوتھ میں داخل ہو کر جیب سے سکے نکالے اور اُسے
مخصوص خانے میں ڈال کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"۔۔۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"زیڈ وَن بول رہا ہوں"۔۔۔ زاراک نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس باس! ۔۔۔ میں زیڈ۔ اے وَن بول رہا ہوں"۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"تمام ممبرز کو الرٹ کر دو۔۔۔ میں خود آ رہا ہوں۔ ہم نے فوری طور پر ایک بھرپور ریڈ کرنا ہے"۔۔۔ زاراک نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر وہ بوتھ سے باہر نکلا اور پھر ہوٹل سے باہر نکل کر اطمینان سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک متوسط ٹائپ کی کوٹھی کے گیٹ پر موجود تھا۔ اس نے کال بیل کا بٹن پریس کیا تو پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھلی اور ایک مقامی نوجوان باہر آ گیا۔

"زیڈ وَن"۔۔۔ زاراک نے کہا۔

"یس سر۔۔۔ آیئے"۔۔۔ نوجوان نے تیزی سے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور زاراک سر جھکا کر اس کھڑکی میں داخل ہوا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

عمارت کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے کمرے میں صوفے پر بیٹھا ہوا تھا اور سامنے والے صوفے پر ایک بھرے ہوئے جسم اور درمیانے قد کا آدمی موجود تھا۔ یہ زاراک ایجنسی کے ایکشن گروپ جسے کوڈ مین زیڈ۔ اے کہا جاتا تھا کا انچارج میجر سولوف تھا جس کا کوڈ نمبر زیڈ۔ اے وَن تھا۔

"باس! ۔۔۔ میں نے ممبرز کو الرٹ کر دیا ہے ۔۔۔ آپ نے اب تک ہمیں کوئی کام ہی نہ بتایا تھا اور ہم یہاں بے کار بیٹھے بیٹھے تنگ آ گئے تھے"۔۔۔ میجر سولوف نے مسکراتے ہوئے زاراک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میجر سولوف! ۔۔۔ میں سمجھتا تھا کہ ایکشن گروپ کو حرکت میں لائے بغیر میں مشن مکمل کر لوں گا اور میں نے اس میں کامیابی بھی حاصل کر لی تھی لیکن پھر نجانے کیا ہوا کہ میں نیچے گرا اور میرے سر میں زخم آ گیا اور پھر میں بے ہوش ہو گیا۔۔۔ اس طرح نہ صرف وہ مشن ہی فیل ہو گیا بلکہ ایک لحاظ سے سب کچھ ختم ہو گیا اور اب ہمیں نئے سرے سے کام کرنا پڑے گا"۔ زاراک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو میجر سولوف بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب باس! ۔۔۔ میں کچھ سمجھا نہیں"۔۔۔ میجر سولوف نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ ہمارا یہاں مشن کیا تھا"۔۔۔ زاراک نے کہا۔

"نو سر۔۔۔ ہم تو آپ کے حکم پر یہاں آئے اور تب سے یہاں اس کوٹھی میں مسلسل موجود ہیں۔۔۔ ہم سے آپ نے یا کسی اور نے کوئی رابطہ ہی نہیں کیا۔۔۔ پہلی بار آپ نے رابطہ کیا ہے اور آپ خود یہاں آئے ہیں"۔ میجر سولوف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو —— میں تمہیں مختصر طور پر بتا دیتا ہوں تاکہ آئندہ کام کرتے وقت سب کچھ تمہارے ذہن میں موجود رہے۔ کیونکہ اب سارا کام ایکشن گروپ نے ہی سرانجام دینا ہے —— میرا گروپ یقیناً ختم ہو چکا ہو گا" —— زاراک نے کہا اور میجر سولوف کے ہونٹ اور زیادہ سختی سے بھنچ گئے۔ زاراک نے اُسے مشن کے ساتھ ساتھ اب تک ہونے والے تمام واقعات مختصر طور پر بتا دیئے۔ جیسے جیسے وہ واقعات بتاتا گیا، میجر سولوف کا چہرہ حیرت کی شدت سے مسخ ہوتا گیا۔

"تو اس تہہ خانے کی مشین نے وہ آلہ آف کر دیا ہے جو آپ کے سر میں چھپایا گیا تھا —— لیکن وہ لوگ اس تہہ خانے تک تو پہنچ سکتے ہیں" —— میجر سولوف نے کہا۔

"نہیں —— جیسے ہی عقبی راستہ کھلا اور میں نے اُسے پار کیا نہ صرف وہ راستہ بند ہو گیا بلکہ وہ سارا سسٹم جسے نمبر تھری کا نام دیا گیا ہے زمین میں غائب ہو چکا ہو گا —— روسیاہی ایجنٹوں کے چیف زیکو نے یہ حیرت انگیز سسٹم یہاں تیار کیا ہے اور آج تک اسے چیک نہیں کیا جا سکا —— مجھے کے۔ جی۔ بی سے اس کی اطلاع ملی تھی اور یہ کہا گیا تھا کہ میں بوقت ضرورت اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہوں —— میرا کوڈ نام آرسین جارلش رکھا گیا تھا اور مجھے خاص طور پر زیکو کا مخصوص نمبر بھی دیا گیا اور اس نمبر تھری میں موجود سسٹم کی تفصیلات اور اس کا محل وقوع اور اس کے کھولنے اور مشینری آپریٹ کرنے کے بارے میں پوری تفصیلات موجود تھیں —— اس عمران نے جب مجھ سے بات کی تو میں سمجھ گیا تھا کہ لازماً اس نے یا تو میری نگرانی کا بندوبست کیا ہو گا —— یا کوئی مخصوص آلہ میرے جسم میں چھپایا ہو گا۔ چنانچہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

مجھے اس وقت نمبر تھری کا خیال آ گیا —— اس طرح نہ صرف میں نے اس نگرانی سے چھٹکارا پا لیا بلکہ یہاں تک محفوظ طریقے سے پہنچنے میں بھی کامیاب ہو گیا ہوں اور اب میں نے اس عمران سے اپنے آلات بھی حاصل کرنے ہیں اور وہ فائل بھی" —— زاراک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس! —— اس عمران نے آپ کو چھوڑا کیوں۔ اور پھر اس انداز میں نگرانی کا کیا مقصد ہو سکتا ہے —— ؟ وہ اگر آپ کو ہلاک نہ کرتا تو پھر بھی قید میں تو رکھ سکتا تھا۔ جب کہ بقول آپ کے اس نے آپ کا سارا گروپ بھی ختم یا قید کر لیا ہو گا" —— میجر سولوف نے کہا۔

"میں نے بھی اس بارے میں سوچا ہے —— جہاں تک میرا خیال ہے عمران اس مشین کو سمجھ نہ سکا ہو گا اور عمران کیا، یہاں کا کوئی سائنسدان بھی اسے نہ سمجھ سکا ہو گا —— عمران کو سپر آف مشین کے بارے میں علم ہے چنانچہ وہ اس نتیجے پر پہنچا ہو گا کہ یہ مشین یا تو سپر آف مشین ہے یا پھر کوئی اور —— اس کا خیال ہو گا کہ میں لازماً روسیاہ ٹرانسمیٹر پر کال کروں گا یا فون کروں گا اور اگر یہ سپر آف مشین جیسی اہم مشین ہے تو میں لازماً اطلاع کروں گا —— اس طرح وہ کنفرم ہو جائے گا اور اگر یہ سپر آف مشین نہیں ہے تو پھر میں ایسی ہی کوئی دوسری مشین منگوانے کے لئے کال کروں گا۔ اس طرح اُسے معلوم ہو سکے گا کہ یہ مشین کونسی ہے۔ اس لئے اس نے میرے زخم میں نگرانی کرنے والا آلہ ڈال کر مجھے چھوڑ دیا —— کمپیوٹر نے بتایا ہے کہ یہ آلہ ڈکٹا فون ٹائپ کا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ اس کی مدد سے صرف آواز ہی چیک کر سکتا ہے اور میں نے اس گلی میں داخل ہونے کے بعد زبان سے ایک لفظ بھی ادا نہیں کیا۔ حتیٰ کہ پوائنٹ تھری سے باہر

نکل آنے کے بعد جبکہ مجھے معلوم ہے کہ اس کمپیوٹر مشین نے یہ آلہ آف کر دیا ہے، پھر بھی میں نے ٹیکسی ملنے تک کوئی بات نہیں کی ۔۔۔ ٹیکسی ڈرائیور سے بھی میں نے بدلے ہوئے لہجے میں بات کی تھی اور اپنے لہجے میں بات یہاں کالونی کے ریستوران میں لگے ہوئے پبلک فون بوتھ پر آکر کی ہے ۔۔۔ اس طرح اگر بفرض محال یہ آلہ کام بھی کر رہا ہوگا تب بھی عمران اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے گا کیونکہ ایسے آلات چاہے جتنے بھی طاقتور ہوں ایک محدود رینج میں ہی کام کرتے ہیں" ۔۔۔ زاراک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اب ہم نے کیا کرنا ہے ۔۔۔ کیا اس عمران کو تلاش کرنا ہوگا" ۔۔۔ ؟ میجر سولوف نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں ۔۔۔ اب میرے ذہن میں ایک اور پلاننگ ہے ۔۔۔ عمران نے جس طرح مجھے ہلاک کئے بغیر چھوڑ دیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بھی میری طرح اصول پسند آدمی ہے اس لئے میں اُسے فون کر کے یہاں بلواتا ہوں تاکہ ہم ایسا معاہدہ کر سکیں جس کے تحت وہ مجھے میرا سامان اور فائل دے دے تو میں پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس کے ہیڈ کوارٹر کی عمارت کی تباہی کے مشن سے دستبردار ہو جاؤں گا ۔۔۔ اور اگر وہ انکار کرے گا تو میں اس سے لڑنے کا چیلنج کروں گا اور پھر میں اس سے سب کچھ جبراً اگلوا لونگا" ۔۔۔ زاراک نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! ۔۔۔ جیسے آپ مناسب سمجھیں ۔۔۔ ہم تو بہر حال آپ کے حکم پر عمل کریں گے" ۔۔۔ میجر سولوف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے ۔۔۔ تم پہلے اپنے ساتھیوں کو بلا کر کوٹھی کی نگرانی پر لگا دو تاکہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اگر عمران اپنے ساتھی لے آئے تو وہ انہیں کور کر سکیں۔ پھر میں اس عمران کو فون کروں گا" ۔۔۔ زاراک نے کہا۔

"کیا آپ کو اس کے فون نمبر کا علم ہے" ۔۔۔ ؟ میجر سولوف نے پوچھا۔

"اس کے فلیٹ کا فون نمبر بھی مجھے معلوم ہے اور اس عمارت کا فون نمبر بھی معلوم ہے جو سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ہے ۔۔۔ اس کے ساتھ ساتھ اس رانا ہاؤس کا فون نمبر بھی مجھے معلوم ہو چکا ہے کیونکہ عمران نے میرے سامنے فون کر کے اپنے کسی آدمی جوزف سے بات کی تھی ۔۔۔ کہیں نہ کہیں تو وہ بہر حال مل جائے گا اور اگر نہ ملا تو میں اس کے لئے پیغام چھوڑ دونگا" ۔۔۔ زاراک نے کہا اور میجر سولوف اثبات میں سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"ٹھیک ہے باس" ۔۔۔ میجر سولوف نے کہا۔

"میرے لئے دو بوتلیں شراب کی بھجوا دو تاکہ میں کچھ تازہ دم ہو جاؤں" ۔۔۔ زاراک نے مسکراتے ہوئے کہا اور میجر سولوف سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر کی طرف چل دیا۔

"آپ نے خوامخواہ اُسے جانے دیا ۔۔۔ اب اس کا ملنا مشکل ہے"۔ بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت دانش منزل کے آپریشن رُوم میں موجود تھے۔ عمران ابھی تھوڑی دیر پہلے لیبارٹری سے آپریشن رُوم میں آیا تھا اور اس نے بتایا تھا کہ زاراک کے سر میں نصب اے۔ ایس۔ ڈی فون اچانک مکمل طور پر آف ہو گیا ہے۔ اس لئے اب اُسے دوبارہ ڈھونڈنا پڑے گا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیلیفون پر جولیا کو ہدایت دی کہ وہ ساری ٹیم کو زاراک کی تلاش میں لگا دے۔ اُسے صرف اس کے مخصوص قدو قامت کی بنا پر ہی پہچانا جا سکتا تھا ورنہ تو وہ کوئی بھی میک اپ کر سکتا تھا۔ اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر پر ٹائیگر کو کال کر کے اس سے زیکو کلب کے بارے میں پوچھ گچھ کی لیکن ٹائیگر زیکو کلب اور زیکو نام کے کسی آدمی سے واقف نہ تھا پھر اس نے اُسے اس کی تلاش کا کام ذمے لگا دیا۔ اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ سیدھا ہوا ہی تھا کہ بلیک زیرو نے اس سے بات کر ڈالی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

" اور میں اس کا اچار ڈالتا ۔۔۔ تم نے سرداور کی رپورٹ تو پڑھ لی ہے کہ جیسے ہی اس مشین کی تفصیلی چیکنگ شروع کی گئی وہ سب یکلخت جل کر راکھ ہو گئے اور سرداور نے اس راکھ کے تجزیے سے صرف اتنا معلوم کیا ہے کہ اس مشین میں کوئی نئی ساخت کی ریز استعمال کی گئی ہیں اور بس ۔۔۔ لیکن یہ جس وقت تباہ ہوئی اس وقت زاراک ہمارے قبضے میں تھا اور اس کے سارے آدمی ہلاک ہو چکے تھے ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ مشین میں ایسا سسٹم پہلے سے موجود تھا کہ جیسے ہی اسے کھولنے یا سائنسی طور اس کی تفصیلی چیکنگ شروع کی جاتے یہ خود بخود جل کر راکھ ہو جاتے تاکہ اس کی ساخت اور خاص طور پر اس کے اندر استعمال ہونے والی ریز کی ماہیت کا اندازہ نہ لگایا جا سکے ۔۔۔ اور سرداور کا انہیں نئی ساخت کی ریز کہنے کا مطلب ہے کہ رُوسیاہ نے یقیناً کوئی ایسی ریز ایجاد کر لی ہیں جن کی مدد سے کسی بھی سائنسی سسٹم کو عارضی طور پر کیموفلاج کیا جا سکتا ہے لیکن یہ ریز کیموفلاجنگ کے دوران آکسیجن جلنے سے خود بخود ختم ہو جاتی ہیں۔ میں نے سرداور کو یہ بات بتا دی ہے اور اب وہ اس بارے میں خود ہی ریسرچ کرتے رہیں گے ۔۔۔ لیکن اس بات کا علم یقیناً زاراک کو نہ تھا ورنہ وہ آکسیجن کو جلانے کا رسک نہ لیتا" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" کیا مطلب ۔۔۔ آکسیجن جلنے کا کیا مطلب" ۔۔۔ بلیک زیرو نے حیران ہو کر پوچھا۔

" جہاں تک میں سمجھا ہوں بلیک زیرو! ۔۔۔ زاراک نے اس مشین سے نکلنے والی ریز کی مدد سے دانش منزل کا حفاظتی نظام آف کر دیا ۔۔۔ پھر وہ اندر آیا اور اس نے الماری سے فائل نکالی اور باقی فائلوں کو جلا کر ضائع

ضائع کر دینے کے لئے اس نے گیس لائٹر جلایا اور اس کے جلتے ہی اس کی مشین سے نکلنے والی ریز کا سرکٹ ختم ہو گیا اور حفاظتی نظام دوبارہ آن ہو گیا ——— زاراک کو اس کا علم نہ ہو سکا ہو گا اس لئے اس نے جیسے ہی فائلوں کو جلانے کے لئے ہاتھ الماری کے اندر کیا ہو گا الماری میں موجود شاکنگ ریز نے اسے اچھال کر پیچھے جھٹکا ہو گا اور نیچے موجود فولادی چادر کا مڑا ہوا کونہ اس کے سر میں گھس گیا اور اس طرح وہ بیہوش ہو گیا اور اگر وہ بیہوش نہ بھی ہوتا تب بھی وہ اب دانش منزل سے باہر کسی صورت بھی نہ نکل سکتا تھا اور ظاہر ہے آگ پیدا ہونے کا مطلب ہی آکسیجن کا جلنا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لائٹر جلتے ہی معاملہ خراب ہو گیا" ——— عمران نے باقاعدہ منظر کشی کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— واقعی آپ کا تجزیہ درست ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب میں یہاں پہنچا تو ٹوٹل بلیننگ آف سسٹم کام کر رہا تھا لیکن اس کے باوجود زاراک اندر موجود تھا ورنہ وہ تو اندر داخل ہی نہ ہو سکتا تھا۔ چنانچہ وہ سسٹم آف کر کے اندر گیا اور پھر اس کے لائٹر جلاتے ہی سسٹم دوبارہ آن ہو گیا تھا۔ اس لئے مجھے آن ملا تھا" ——— بلیک زیرو نے ایک لمبا سانس لیتے ہوئے کہا جیسے عمران کی اس بات سے اس کی کوئی بڑی ذہنی الجھن دور ہو گئی ہو۔

"اب رہی تمہاری یہ بات کہ میں نے اسے کیوں جانے دیا ہے، تو زاراک اس قسم کا آدمی نہیں ہے کہ اس سے تشدد کے ذریعے کچھ حاصل کیا جا سکتا ——— اس کے ذہن کی ساخت ایسی ہے کہ اس پر ہپناٹزم کا عمل بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے میرے سامنے دو صورتیں رہ جاتی تھیں۔ ایک تو یہ کہ اس کے ساتھیوں کی طرح اسے بھی گولی مار کر ہلاک کر دیا جاتا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

لیکن اس سے ہمیں کوئی فائدہ نہ مل سکتا تھا ——— دوسری صورت یہ تھی کہ اسے آزاد چھوڑ دیا جاتا اور اس کی بھرپور نگرانی کی جاتی ——— چونکہ اس کے ساتھی یہاں ختم ہو چکے تھے اس لئے یا تو وہ یہاں موجود روسیاہی ایجنٹوں سے رابطہ قائم کرتا ——— یا پھر روسیاہ کال کر کے وہاں سے اپنے مزید ساتھی منگواتا اور چونکہ اسے دانش منزل میں موجود حفاظتی نظام کا علم ہو چکا تھا اس لئے لازماً وہ ڈاکٹر آنوف سے بات کر کے اسے مجبور کر دیتا کہ وہ سپر آف مشین یہاں بھیجے ——— اگر سپر آف مشین یہاں آتی تو ہمارا بہت بڑا مقصد حل ہو جاتا۔ ہم اس مشین کو حاصل کر کے زاراک کو گولی مار دیتے ——— یا اگر مشین نہ آتی تو کم از کم اس ڈاکٹر آنوف کی مخصوص فریکونسی کا علم ہو جاتا اور اس فریکونسی سے ہم ڈاکٹر آنوف کا روسیاہ میں ٹھکانا معلوم کر لیتے ——— اور پھر وہاں جا کر اس سے یہ سپر آف مشین حاصل کر سکتے تھے۔ میں نے ٹرانسمیٹر کال چیکنگ شعبے کو پوری طرح الرٹ کر دیا تھا۔ وہ اب بھی الرٹ ہوں گے۔ روسیاہ کی رینج میں جانے والی تمام ٹرانسمیٹر کالز کو وہ باقاعدگی سے چیک کریں گے" ——— عمران نے کہا۔

"لیکن ہو سکتا ہے وہ فون پر بات کرے۔ پھر ———" بلیک زیرو نے کہا۔

"اسی لئے تو میں نے وہ آلہ اس کے زخم میں رکھا تھا اور آلہ میں نے اس قدر گہرائی میں رکھ دیا تھا کہ وہ اسے نکال بھی نہ سکے ——— اگر اسے نکالنے کی کوشش کی جاتی تو اس کا ذہن ختم بھی ہو سکتا تھا۔ لیکن نجانے اس نے کس طرح اسے آف کر دیا ہے۔ اس لئے میں اسے تلاش بھی کروا رہا ہوں تاکہ اگر وہ سپر آف مشین حاصل کرے تو ہمیں علم ہو سکے" ——— عمران نے کہا۔

"لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ واپس چلا جائے" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"اس کا بھی بندوبست کر دیا گیا ہے ـــــ راڈش وہاں اس کے استقبال کے لئے تیار ہے۔ اس نے وہاں اس کی مکمل نگرانی کا انتظام کر رکھا ہے" ـــــ عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ اب پوری طرح مطمئن نظر آ رہا تھا۔

"اب اگر تمہارا انٹرویو ختم ہو گیا ہو تو پھر ایک کپ چائے ہی بنا دو" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بھی مسکراتا ہوا اٹھا اور تیزی سے قدم بڑھاتا ملحقہ کچن کی طرف بڑھ گیا اور عمران نے کرسی کی پشت سے سر ٹکایا ہی تھا کہ میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران چونک کر سیدھا ہوا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ـــــ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"زاراک بول رہا ہوں ـــــ عمران ہے یہاں" ـــــ دوسری طرف سے زاراک کی سپاٹ آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ زاراک یہاں فون کرے گا۔ اس نے پھرتی سے فون کے نیچے لگے ہوئے دو بٹن پریس کر دیئے۔

"ہولڈ کرو" ـــــ عمران نے کہا اور ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر اس نے بلیک زیرو کو کال چیک کرنے کی ہدایت کر دی۔

"علی عمران ایم۔ایس۔سی۔ڈی۔ایس بزبان خود بول رہا ہوں ـــ کیا ہوا ـــ کیا واپس جانے میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو گئی ہے ـــــ اگر میرے لائق کوئی خدمت ہو تو میں حاضر ہوں" ـــــ عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے میرے سر کے زخم میں ڈکٹا فون چھپا کر اپنے طور پر مجھے چیک کرنے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کی کامیاب کوشش کی تھی لیکن تم نے دیکھا کہ میں نے تمہارا یہ آلہ آف کر دیا ہے ـــــ بہرحال میں اب اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ جب میرے سارے ساتھی ختم ہو چکے ہیں تو مجھے سب کچھ اکیلے ہی کرنا ہو گا ـــــ یہاں موجود روسیاہی ایجنٹوں کو بھی میں استعمال نہیں کرنا چاہتا کیونکہ اس طرح تم لوگ ان سے بھی واقف ہو سکتے ہو ـــــ ویسے تو میں اکیلا ہی تم سب لوگوں کے لئے کافی ہوں۔ میں قیامت بن کر پاکیشیا پر ٹوٹ سکتا ہوں لیکن مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میرے سر کا زخم بگڑنے لگ گیا ہے اور چونکہ یہ خطرناک بھی ہو سکتا ہے اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں واپس چلا جاؤں۔ اس طرح تمہاری ـ تمہارے باس اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی موت ٹل جائے گی۔ لیکن اس کے لئے میری ایک شرط ہو گی کہ تم میری وہ مشین اور دوسرا سامان مجھے واپس کر دو ـــ اگر تم ایسا معاہدہ کرنا چاہو تو میں تمہیں اپنا موجودہ پتہ بتا دیتا ہوں لیکن یہ یاد رکھنا کہ اگر تم نے دھوکہ دینے کی کوشش کی تو پھر حالات بدل بھی سکتے ہیں"۔ دوسری طرف سے زاراک نے تیز لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر آنوف سے کہنا کہ دوسری مشین بنا لے۔ وہ مشین تو خود بخود جل کر راکھ ہو چکی ہے ـــــ باقی رہا معاہدہ ـــــ تو ایک شرط پر معاہدہ ہو سکتا ہے کہ اگر تم آزاد قبائلی علاقے میں روسیاہ کے اس اڈے کے بارے میں تفصیلات بتا دو اور اگر تم نہ جانتے ہو تو ایس۔وی کے چیف سپارک سے بھی پوچھ سکتے ہو ـــــ اگر تم یہ بتا دو تو تمہیں زندہ سلامت واپس جانے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ ورنہ تم اپنی کوشش کر دیکھو ـــ نتیجہ بھی تمہارے سامنے آ جائے گا" ـــــ عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر تم اس بات پر بضد ہو تو چلو ایک اور بات طے کر لیتے ہیں ۔ میں تمہیں سبارک سے پوچھ کر اس اڈے کے بارے میں بتا دیتا ہوں، تم اپنے اڈے میں نصب مشینری کے بارے میں فائل کی نقل مجھے دے دو —— اس کے بعد میں واپس چلا جاؤں گا —— اگر تم سے ہو سکے تو تم ہمارا اڈہ تباہ کر دینا۔ مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا" زاراک نے کہا۔

"ٹھیک ہے —— مجھے منظور ہے" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوچ لو —— دھوکہ دینے کی کوشش نہ کرنا" —— زاراک نے تیز لہجے میں کہا۔

اگر تم اعتماد کر سکتے ہو تو کر لو —— ورنہ وہم کا تو دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے" —— عمران نے جواب دیا۔

"او۔کے —— ٹھیک ہے —— آجاؤ۔ میں سر سبز کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ بلاک بی میں موجود ہوں" —— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

عمران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو آپریشن روم میں داخل ہوا۔

"وہ درست کہہ رہا ہے عمران صاحب —— کال اسی کوٹھی سے کی گئی ہے" —— بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اس نے یقیناً اس کوٹھی کے گرد ایمرجنسی کے لئے کوئی نہ کوئی جال بچھا رکھا ہو گا —— تم ایسا کرو کہ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر تینوں کو زیرو الیون

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سپیشل کاشن مشین کے ساتھ اس کوٹھی کے گرد تعینات کر دو۔ ضرورت پڑنے پر میں انہیں ریڈ کاشن دے دوں گا اور ریڈ کاشن کے بعد کیا کرنا ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں —— میں اس دوران اس ریڈ فائل پر کام کر لوں" —— عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا کام کرنا ہے —— ویسے آپ کو معاہدے کی کیا ضرورت ہے؟ اس کے ٹھکانے کا علم تو ہو گیا ہے اس کا خاتمہ کر دیا جائے اور بس" —— بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایک زاراک کے ختم ہو جانے سے رُوسیاہ کی تمام ایجنسیاں ختم نہیں ہو جائیں گی بلیک زیرو —— اور تم کب تک اپنے ہیڈ کوارٹر کو بچاتے پھرو گے —— اس لئے اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے میں نے ایک طریقہ سوچ لیا ہے —— اصل میں روسیاہ کو یہ فائل اس لئے چاہیئے کہ اس میں شوگران کی نصب کردہ مشینری کی تفصیلات موجود ہیں اور انہیں خطرہ اسی مشینری سے ہے —— اور جہاں تک میں نے اس مشینری کا مطالعہ کیا ہے یہ واقعی رُوسیاہ کے اڈے کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے" —— عمران نے کہا۔

"تو پھر آپ یہ کاغذات علیحدہ کر لیں —— اب انہیں تو معلوم نہیں ہے کہ اس فائل میں کیا کیا ہے" —— بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں —— اس طرح یہ لوگ مطمئن نہیں ہو سکیں گے —— میں یہ فائل مکمل طور پر ان کے حوالے کر دونگا —— بس اتنا کروں گا کہ اصل فائل میں شوگران مشینری کی تفصیلات میں معمولی سا ردو بدل کر دونگا۔ اس طرح اس مشینری کی سرے سے ماہیت ہی بدل جائے گی اور جب

رُوسیاہ کے سائنسدان اس کا تجزیہ کریں گے تو وہ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ پاکیشیا کے اڈے میں موجود یہ شوگران کی مشینری ان کے اڈے کے لئے خطرناک نہیں ہے اور فائل بھی اصل ہے ـــــ لیکن اصل بات کا علم انہیں اس وقت ہو گا جب وہ اپنے اڈے کو اوپن کریں گے اور اتنی سی بے ایمانی ملک و قوم کے مفاد میں جائز سمجھی جاتی ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ریکارڈ رُوم کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ بلیک زیرو نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے تاکہ صفدر اور اس کے ساتھیوں کو سر سبز کالونی کی اس کوٹھی کی نگرانی کی ہدایت دے سکے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

عمران نے کار کوٹھی کے بند گیٹ کے سامنے روکی اور پھر نیچے اُتر کر اس نے ستون پر نصب کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک مقامی نوجوان باہر آگیا۔

" زاراک سے کہو کہ علی عمران آیا ہے" ـــــ عمران نے جو اس وقت اپنی اصل شکل میں تھا کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں ـــــ باس آپ کے انتظار میں ہیں" ـــــ اس نوجوان نے سر سے پیر تک عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے واپس مڑ کر کھڑکی میں غائب ہو گیا۔ عمران مسکراتا ہوا مڑا اور کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر دوبارہ بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھلا تو عمران کار اندر لے گیا۔ اس نے کار پورچ میں روکی اور پھر نیچے اُتر آیا۔ برآمدے میں ایک گٹھے ہوئے جسم اور درمیانے قد کا آدمی کھڑا اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ جیسے ہی عمران نیچے اُترا وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس کی طرف

بڑھ آیا۔

"آپ علی عمران صاحب ہیں"۔۔۔ آنے والے نے قدرے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"تم زاراک کے آدمی ہو"۔۔۔ عمران نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹا اس سے سوال کر دیا۔

"ہاں۔ کیوں"۔۔۔ اس نوجوان نے چونکتے ہوئے کہا۔

"تو پھر مجھے صاحب کہنے سے پہلے زاراک سے پوچھ تو لیا ہوتا۔۔۔ ہو سکتا ہے وہ اس بات پر ناراض ہو جائے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور وہ نوجوان بھی مسکرا دیا۔

"ہمارا باس بے حد با اصول آدمی ہے۔۔۔ آیئے"۔۔۔ اس نوجوان نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے برآمدے کے کونے میں بنے ہوئے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"تشریف رکھیئے۔۔۔ باس آ رہے ہیں"۔۔۔ اس نے دروازہ کھول کر ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا کمرے میں داخل ہو گیا۔ یہ کمرہ ڈرائینگ روم کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ عمران بڑے اطمینان سے ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے کمرے کا اندرونی دروازہ کھلا اور دیو ہیکل زاراک اندر داخل ہوا۔ اس کے سر پر بدستور پٹی بندھی ہوئی تھی۔

"مجھے خوشی ہے کہ تم نے معاہدے والی بات مان لی ہے ورنہ مجھے مجبوراً تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو ہلاک کرنا پڑتا"۔۔۔ زاراک نے اندر داخل ہوتے ہی مسکرا کر کہا۔

"اور ہمیں بھی مجبوراً مرنا پڑتا۔۔۔ اور مجبوری کی موت بڑی ناپسندیدہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

موت ہوتی ہے"۔۔۔ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا تو زاراک بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"بہت خوب۔۔۔ تم واقعی ذہین آدمی ہو۔۔۔ خوبصورت جواب دیا ہے تم نے۔ بیٹھو"۔۔۔ زاراک نے ہنستے ہوئے کہا اور خود بھی عمران کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔ ویسے عمران کے چہرے پر بھی زاراک کی ذہانت کے لئے تحسین کے آثار نمودار ہو گئے تھے کیونکہ عمران نے جس قدر گہری بات کی تھی عام آدمی اسے آسانی سے نہ سمجھ سکتا تھا لیکن زاراک کا جواب بتا رہا تھا کہ وہ عمران کی بات کے مفہوم کو پوری طرح سمجھ گیا ہے اس کا صاف مطلب تھا کہ زاراک بھی ذہانت میں کچھ کم نہ تھا۔

"تم نے اس مشین کا سائنسی تجزیہ کرانے کی کوشش کی تھی"۔۔۔ زاراک نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے اب میں سائنسدان تو نہیں ہوں کہ خود ہی تجزیہ کرتا"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"میں نے ڈاکٹر آنوف سے بات کر لی ہے اس نے بھی مجھے یہی بتایا ہے کہ اس مشین میں ایسا سسٹم موجود تھا کہ اگر اس کا سائنسی تجزیہ کرنے کی کوشش کی جائے تو یہ خود بخود جل کر راکھ ہو جاتی ہے۔۔۔ بہرحال میرا دوسرا سامان وہ کٹر اور انڈیکیٹر۔۔۔ وہ تو تمہارے پاس ہو گا۔ وہ تو واپس کر دو"۔ زاراک نے کہا۔

"کیا کرو گے لے کر۔۔۔ عام سا سامان ہے۔۔۔ یہاں کے بچے کھیلتے ہیں ایسے سامان سے"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"خوامخواہ اپنی سائنسی ترقی کا رعب مت ڈالو۔۔۔ تم لوگ ابھی روسیاہ

سے دس ہزار سال پیچھے ہو ۔۔۔ تمہیں تو معلوم ہی نہ ہوگا کہ یہ کٹر اور انڈیکٹر کس اصول پر کام کرتا ہے" ۔۔۔ زاراک نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ادھار اور محبت کے اصول پر کام کرتا ہے اتنا تو مجھے بھی علم ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور زاراک بے اختیار چونک پڑا۔

"ادھار اور محبت ۔۔۔ کیا مطلب ۔ میں سمجھا نہیں" ۔۔۔ زاراک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارے ہاں ۔۔۔ پرانے زمانے کا ایک محاورہ ہے کہ ادھار محبت کے لئے قینچی ثابت ہوتی ہے۔ مطلب ہے کہ جس سے محبت ہو تو اسے ادھار دے دو ۔۔۔ یا لے لو۔ تو پھر محبت ختم اور ادھار لینے والا ادھار دینے والے سے چھپتا پھرتا ہے ۔۔۔ روسیاہ میں اس محاورے میں قینچی کی جگہ کٹر نے لے لی ہوگی۔ آخر ترقی یافتہ ملک ہے۔ اس لئے تم محبت کی بات کرو۔ باقی باتیں چھوڑو" ۔۔۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو زاراک بے اختیار ہنس پڑا۔

"او۔کے ۔۔۔ وہ فائل لے آئے ہو" ۔۔۔ زاراک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ! ۔۔۔ لیکن تم نے مجھے روسیاہ کے اڈے کے متعلق بتانا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"سوری عمران ! ۔۔۔ میں نے کوشش کی تھی لیکن سبارک نے اس کا محل وقوع بتانے سے صاف انکار کر دیا ہے اور چونکہ یہ معاملہ خاص طور پر اس کی ایجنسی سے متعلق ہے اس لئے میں اسے مجبور بھی نہیں کر سکتا اور میں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

جھوٹ بولنے کا عادی نہیں ہوں ورنہ میں تمہیں الٹی سیدھی باتیں بتا کر مطمئن کر سکتا تھا" ۔۔۔ زاراک نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب ۔۔۔ واقعی تم اصول پسند آدمی ہو۔ لیکن پھر معاہدہ کیسے ہوگا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک صورت ہو سکتی ہے کہ تم وہ فائل مجھے دے دو اور میں اپنا باقی مشن چھوڑ کر واپس چلا جاتا ہوں اور یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ اس مشن کو آئندہ زاراک ایجنسی مکمل نہیں کرے گی" ۔۔۔ زاراک نے کہا۔

"سوری زاراک ! ۔۔۔ مجھے یہ یکطرفہ معاہدہ قبول نہیں ہے۔ البتہ اگر تم واقعی اس فائل کی نقل حاصل کرنا چاہتے ہو تو ایک صورت اور ہو سکتی ہے کہ تم مجھے ڈاکٹر آنوف کا خاص فون نمبر یا فریکونسی بتا دو اور میرے سامنے اس نمبر یا فریکونسی پر اس سے بات کر لو ۔۔۔ بس میرے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ پھر میں تمہیں فائل دے سکتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اس سے کیا فائدہ اٹھاؤ گے" ۔۔۔ زاراک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں اس نمبر کو خوشخط لکھوا کر اپنے گلے میں ڈال لونگا ۔۔۔ یا فریم کروا کر اپنی رہائش گاہ کی دیوار پر لٹکا دونگا" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں کہ تم کیا کرو گے ۔۔۔ تم اس فون نمبر یا فریکونسی سے ڈاکٹر آنوف کا کھوج نکالنے کی کوشش کرو گے تاکہ اس سے سُپر آف مشین حاصل کر سکو ۔۔۔ لیکن یہ بات بتا دوں کہ ایسا ہونا قطعی ناممکن ہے اگر یہ اتنی آسان بات ہوتی تو اب تک نجانے ڈاکٹر آنوف کتنی بار قبر میں اتر

چکا ہوتا" ـــــ زاراک نے کہا۔

"بہرحال یہ میرا مسئلہ ہے کہ میں اس نمبر یا فریکوئنسی کا کیا کرتا ہوں ـــــ تمہارا یہ مسئلہ نہیں ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"سوری عمران! ـــــ ڈاکٹر آنوف کے متعلق کسی قسم کی معلومات مہیا کرنا رُوسیاہ میں قومی جرم سمجھا جاتا ہے" ـــــ زاراک نے ایک بار پھر صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ پھر مذاکرات کی ناکامی کا مشترکہ اعلان جاری کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد جو کچھ کسی بھی فریق سے ہو سکتا ہوگا وہ کرے گا" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سوچ لو ـــــ یہ میری طرف سے آخری موقع دیا گیا تھا تمہیں" ـــــ زاراک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں بھی چاہتا تھا کہ تم یہاں سے خالی ہاتھ نہ جاؤ۔ لیکن مجبوری ہے کہ تم اس قدر اہم فائل کے بدلے میں کچھ دینے کو تیار نہیں ہو تو یہ فائل بھی اس طرح تمہارے حوالے کر دینا پاکیشیا سے غداری کے زمرے میں آتا ہے" ـــــ عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں بدلے میں تمہاری۔ تمہارے چیف۔ ہیڈکوارٹر اور سیکرٹ سروس کی زندگیاں تمہیں بخش رہا ہوں ـــــ کیا یہ کم ہیں" ـــــ زاراک نے کہا اور عمران کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"جب تم ایسی احمقانہ بات کرتے ہو تو مجھے اپنی رائے تمہارے متعلق بدلنا پڑتی ہے ـــــ موت اور زندگی اللہ کے ہاتھ میں ہے میرے یا تمہارے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہاتھ میں نہیں ہے" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"او۔کے ـــــ پھر ایک اور آفر ہے کہ تم اور میں مقابلہ کر لیتے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ مارشل آرٹ میں تمہیں ماہر سمجھا جاتا ہے ـــــ اگر تم مجھے شکست دے دو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں ڈاکٹر آنوف کی فریکوئنسی بھی بتا دوں گا اور تم سے فائل بھی نہ لوں گا ـــــ لیکن اگر تم شکست کھا جاؤ تو پھر تم خاموشی سے فائل مجھے دے دو گے" ـــــ زاراک نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"سوری! ـــــ میں کوئی پیشہ ور لڑاکا نہیں ہوں کہ شرطیں لگا کر لڑتا رہوں ـــــ ویسے میں تمہیں ایک بات بتا دوں کہ تم ضرورت سے کچھ زیادہ ہی خوش فہمی کا شکار ہو ـــــ تمہیں میں انگلی لگائے بغیر ہی شکست دے سکتا ہوں ـــــ کوئی اسلحہ بھی استعمال نہ کروں گا اور کبھی اس کا موقع آ گیا تو تمہیں خود ہی میری بات کا یقین آ جائے گا" ـــــ عمران نے کہا اور کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"میں اگر چاہوں تو یہاں تم سے زبردستی بھی سب کچھ حاصل کر سکتا ہوں ـــــ لیکن میں اپنے اُصولوں کے خلاف کام نہیں کرتا ـــــ جاؤ چلے جاؤ اس کوٹھی سے ـــــ لیکن یہ تمہاری زندگی بچنے کا آخری موقع ہوگا" ـــــ زاراک نے بھی اُٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ طنز تھا۔

"کیا تم واقعی لڑنا چاہتے ہو" ـــــ عمران نے اس بار سرد لہجے میں کہا

"میری ساری عمر دشمنوں سے لڑتے ہوئے گزری ہے۔ لیکن تم تو لڑنے پر آمادہ ہی نہیں ہو ـــــ بزدلوں کی طرح چیلنج کو ٹال رہے ہو۔

"تم سے کیا لڑوں"۔۔۔۔ زاراک نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"او۔ کے۔۔۔ آؤ کوٹھی کے لان میں چلتے ہیں۔۔۔ میرا خیال ہے کہ تمہاری یہ غلط فہمی بھی نکال ہی دی جائے تو زیادہ بہتر ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔ ویری گڈ۔۔ کیا تم واقعی لڑنے کے لئے تیار ہو گئے ہو"۔۔۔؟ زاراک نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آؤ تو سہی"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ زاراک کندھے اُچکاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ وہ دونوں کوٹھی کے وسیع اور کھلے لان میں پہنچ گئے۔ گیٹ کھولنے والا اور برآمدے میں موجود آدمی دونوں ہی پہلے سے لان میں موجود تھے۔

"سنو۔۔۔ میں یہ فائل یہاں زمین پر رکھ دیتا ہوں۔۔۔ یہ اصل فائل ہے۔ اگر تم اسے ہاتھ بھی لگا لو گے تو تم کامیاب سمجھے جاؤ گے اور فائل لے جانا تمہارا حق ہوگا۔۔۔ لیکن اگر تم اسے ہاتھ نہ لگا سکے تو پھر آئندہ کم از کم کسی کو اس طرح لڑنے کا چیلنج نہ کرو گے"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔ مجھے منظور ہے"۔۔۔۔ زاراک نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم چاہو تو اپنے ان دونوں آدمیوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کر سکتے ہو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے فائل نکالی اور اُسے بڑے لاپرواہ سے انداز میں اپنے اور زاراک کے درمیان گھاس پر پھینک دیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"اگر تم اجازت دو تو میں پہلے اس فائل کو دیکھ لوں کہ یہ واقعی اصل ہے یا نہیں۔۔۔ کیونکہ ظاہر ہے تم نے میرے ہاتھوں ہلاک تو ہو ہی جانا ہے۔ اس کے بعد اگر پتہ چلا کہ یہ فائل نقل ہے تو مجھے تمہاری موت پر افسوس رہے گا"۔۔۔۔ زاراک نے فائل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ لو دیکھ لو"۔۔۔۔ عمران نے جھک کر فائل اٹھائی اور زاراک کی طرف بڑھا دی۔ زاراک نے اُسے کھولا اور تیزی سے اس کے صفحے پلٹتا چلا گیا۔ پھر ایک صفحہ پر اس کی نظریں جم گئیں۔ وہ غور سے اس صفحے کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اس کے بعد کے دو صفحے بھی غور سے دیکھے اور اس کے چہرے پر یکلخت مسرت کے آثار پیدا ہو گئے۔

"ویری گڈ۔۔۔ تم واقعی دیانتدار آدمی ہو۔ تم اصل فائل لائے ہو اور اس فائل میں ہمارے مطلب کی چیز بھی موجود ہے۔۔۔۔ مجھے اس کی خاص نشانی سمجھا دی گئی تھی اور اب مجھے تم جیسے آدمی کی موت پر ساری عمر افسوس رہے گا"۔۔۔۔ زاراک نے فائل بند کر کے عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"باس!۔۔۔ اس آدمی سے لڑنا آپ کی شان کے خلاف ہے۔۔۔ مجھے حکم دیں۔ میں اس سے فائل حاصل کر کے آپ کو دے دیتا ہوں"۔۔۔۔ اچانک وہ آدمی جس نے برآمدے میں عمران کا استقبال کیا تھا بول پڑا۔

"نہیں سالوف!۔۔۔ تم ایک طرف رہو گے۔ یہ تمہارے بس کا آدمی نہیں ہے"۔۔۔۔ زاراک نے مڑ کر اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس!۔۔۔ اس کے تین ساتھی باہر موجود ہیں۔ سپیشل سوئنر نے انہیں چیک کر لیا ہے۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ اس کے مرنے کے بعد وہ مداخلت کریں۔ کیوں نہ ان کا خاتمہ پہلے کر دیا جائے"۔۔۔۔ سولوف نے کہا۔

"انہیں اندر بلالو عمران! ۔۔۔ تاکہ وہ خود اپنے سامنے تمہیں شکست کھا کر مرتے ہوئے دیکھ لیں ۔۔۔ ورنہ سولوف اگر چاہے تو ایک بٹن دبا کر تمہارے ان آدمیوں کا خاتمہ کر سکتا ہے" ۔۔۔ زاراک نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ بلا لیتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس نے واچ ٹرانسمیٹر کا ونڈ بٹن کھینچ کر سوئیاں ایک مخصوص ہندسے پر ایڈجسٹ کیں اور پھر ونڈ بٹن کو مخصوص انداز میں دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو صفدر ۔۔۔ میں عمران بول رہا ہوں۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"یس ۔۔۔ صفدر بول رہا ہوں ۔۔۔ آپ نے تو ریڈ کاشن دینا تھا۔ اوور"۔ صفدر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"تم اپنے ساتھیوں سمیت اندر آجاؤ ۔۔۔ یہاں بغیر ٹکٹ کے ایک دلچسپ مظاہرہ ہونے والا ہے۔ آجاؤ۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ونڈ بٹن کو کھینچ کر دوبارہ پریس کر دیا۔

"مسٹر سولوف! ۔۔۔ میرے ساتھی آرہے ہیں۔ پھاٹک کھول دو"۔ عمران نے سولوف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں سولوف! ۔۔۔ جاؤ اور انہیں اندر لے آؤ" ۔۔۔ زاراک نے کہا اور سولوف ہونٹ چباتا ہوا مڑا اور پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل کے ہمراہ اندر آگیا۔ وہ تینوں میک اپ میں تھے لیکن ان کے چہروں پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"یہ ہے زاراک ۔۔۔ رُوسیاہ کی زاراک ایجنسی کا سربراہ ۔۔۔ اس نے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

مجھے چیلنج کیا ہے کہ یہ مجھے مقابلے میں شکست دے سکتا ہے ۔۔۔ میں نے بادلِ نخواستہ اس کی آفر قبول کر لی ہے ۔۔۔ اسے یہ فائل چاہیئے۔ میں نے کہا ہے کہ میں یہ فائل زمین پر پھینک دیتا ہوں۔ اگر یہ فائل کو ہاتھ لگا سکے تو فائل اس کی" ۔۔۔ عمران نے باقاعدہ کمنٹری کرتے ہوئے کہا۔

"کیا ضرورت ہے اس تماشے کی" ۔۔۔ تنویر نے یکلخت بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لوگ تو بھاری رقمیں خرچ کر کے تماشہ دیکھتے ہیں ۔۔۔ یہ تو مفت کا تماشہ ہے" ۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب! ۔۔۔ آپ جو بہتر سمجھتے ہیں ویسے ہی کریں" ۔۔۔ صفدر نے ہاتھ اٹھا کر تنویر کو بولنے سے منع کرتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"او کے زاراک ۔۔۔ یہ لو پڑی ہے فائل ۔۔۔ اب لگاؤ اسے ہاتھ"۔ عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل ایک بار پھر زمین اچھالتے ہوئے کہا۔ اور دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

زاراک خاموش کھڑا سامنے کھڑے عمران کو دیکھتا رہا۔ پھر جس طرح بجلی چمکتی ہے اس طرح اس کا جسم فضا میں اچھلا۔ لیکن فضا میں اچھلتے ہوئے اس نے عمران پر حملہ کرنے کی بجائے انتہائی حیرت انگیز طور پر الٹی قلابازی کھائی اور اس کا جسم فضا میں کسی سپرنگ کی طرح گھومتا ہوا پیچھے کی طرف گیا۔ الٹی قلابازی کھا کر جیسے ہی اس کے پیر زمین سے لگے وہ یکلخت بندوق سے نکلنے والی گولی کی طرح عمران کی طرف آیا لیکن عمران اسی طرح اطمینان سے کھڑا رہا۔ زاراک اس قدر بھاری جسم رکھنے کے باوجود

جس تیزی سے حرکت کر رہا تھا وہ واقعی انتہائی حیرت انگیز تھی۔ اس کا جسم گولی کی سی رفتار سے عمران کی طرف آیا لیکن یکلخت وہ ایک بار پھر حیرت انگیز طور پر فضا میں قلابازی کھا کر اوپر کو اٹھا اور دوسرے لمحے وہ پلک جھپکنے میں قلابازی کھا کر اس فائل سے ذرا پیچھے جا کر ایک بار پھر کھڑا ہوا ہی تھا کہ عمران کا جسم حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے اُلٹی قلابازی کھا کر اٹھتا ہوا زاراک کا جسم یکلخت ہوا میں کسی گیند کی طرح بلند ہوا تھا کہ عمران کے ہاتھ زمین پر لگے اور اس کا جسم یکلخت اوپر کی طرف اٹھا اور اس کی دونوں لاتیں پوری قوت سے زاراک کی گردن کی پشت کے ذرا نیچے کاندھوں کے درمیان پڑیں اور زاراک کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی اور پلٹ کر دھماکے سے منہ کے بل گھاس پر گرا۔ عمران دوبارہ قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہو گیا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس نے سرے سے حرکت ہی نہ کی ہو۔ زاراک نے ایک دھماکے سے نیچے گرتے ہی اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کی ٹانگیں تو سمٹیں لیکن ٹانگوں سے اوپر کا جسم بے حس و حرکت پڑا رہا۔ اس نے دوبارہ کوشش کی لیکن بے سود۔ اس کا صرف نچلا حصہ ہی بار بار سمٹ پھیل رہا تھا مگر اوپر والا حصہ اسی طرح بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا جیسے وہ مکمل طور پر مفلوج ہو چکا ہو۔

"اُٹھو اُٹھو۔۔۔ شاباش۔ ہمت کرو زاراک!۔۔۔ تم تو بڑے خوفناک لڑاکے ہو۔۔۔ ہمت کرو"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ۔۔۔ یہ کیا ہوا ہے مجھے۔۔۔ میرا اوپر والا جسم تو معمولی سی حرکت بھی نہیں کر رہا۔۔۔ یہ کیا ہوا ہے۔۔۔ یہ ہوا کیا ہے۔۔۔؟" یکلخت زاراک نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہاتھ لگانے کی شرط تھی۔۔۔ اب لگاؤ ہاتھ۔ فائل پاس ہی پڑی ہے شاباش۔۔۔ لگاؤ ہاتھ اور فائل تمہاری"۔۔۔ عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے ماحول ریٹ ریٹ کی آوازوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ عمران تیزی سے مڑا تو اس نے سالوف اور اس کے ساتھی کو زمین پر گر کر تڑپتے ہوئے دیکھا۔ ان دونوں کے ہاتھوں سے مشین پسٹل نکل کر زمین پر لڑھکتے ہوئے دُور جا رہے تھے۔

"یہ تم پر فائر کھولنا چاہتے تھے"۔۔۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں بھی مشین پسٹل نظر آ رہا تھا۔

ادھر زاراک مسلسل اپنے جسم کو سمیٹ کر اٹھنے کی کوشش میں مصروف تھا لیکن اس کی حالت واقعی دیکھنے والی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی نے جادو کے زور سے اس کے اوپر والے جسم کو پتھر بنا دیا ہو۔ صرف گردن اور اس کے اوپر اس کا سر حرکت کر رہا تھا یا پھر ٹانگیں۔

"یہ تم نے کیا کیا ہے۔۔۔ یہ کیا کیا ہے تم نے"۔۔۔ آخر کار زاراک نے ہمت ہارتے ہوئے بے بسی سے چیختے ہوئے کہا۔

"میں نے کیا کرنا ہے۔۔۔ میں نے تو وعدہ کیا تھا کہ تمہیں انگلی بھی نہ لگاؤں گا اور دیکھو۔۔۔ میں نے وعدہ نبھا دیا ہے۔۔۔ مجھے تمہاری یہ سرکس کی جوکری کا مقصد سمجھ میں آ گیا تھا۔ تم الٹی قلابازیاں لگا کر اصل میں یہ فائل اٹھانا چاہتے تھے۔۔۔ اگر میں تمہیں اس بار ضرب نہ لگاتا تو تم اٹھتے ہوئے فائل بھی ساتھ اٹھا لیتے اور ظاہر ہے میں شرط ہار جاتا۔ لیکن مجھے اُمید نہ تھی کہ تم مجھے شکست دیتے بغیر جوکروں کے سے انداز میں قلابازیاں کھا کر صرف فائل اٹھا لو گے"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے

ہوئے کہا۔

"میں فائل کو محفوظ کرنا چاہتا تھا لیکن یہ تم نے آخر کیا کیا ہے ــــ؟ مجھے کیا ہوا ہے" ــــ زاراک نے لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کچھ نہیں ہوا ہے ــــ صرف تمہاری جوکری ختم کی ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ میں اگر چاہوں تو تمہاری باقی ساری عمر اسی طرح پڑے پڑے گذر جائے گی ــــ تم تو کہتے ہو کہ رُوسیاہ پاکیشیا سے ہزار سال آگے ہے۔ میں تمہیں اسی حالت میں رُوسیاہ واپس بھجوا دیتا ہوں۔ اگر تمہارے ملک کے ڈاکٹر تمہیں ٹھیک کر دیں تو آ کر مجھ سے فائل لے جانا اور یہ بھی بتا دوں کہ اگر میں چاہوں تو ایک لمحے میں تمہیں پہلے کی طرح ٹھیک بھی کر سکتا ہوں ــــ بولو کیا چاہتے ہو ــــ بھجواؤں تمہیں اسی حالت میں رُوسیاہ" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تت ۔ تت ــــ تم مجھے گولی مار دو ــــ مجھے گولی مار دو" ــــ زاراک نے چیختے ہوئے کہا۔

"تمہارے ساتھیوں نے فاؤل پلے کرنے کی کوشش کی تھی اس لئے انہیں گولی ماری گئی ــــ تم تو اصول پسند آدمی ہو۔ تم نے تو باقاعدہ مقابلہ کرنے کی کوشش کی ہے اس لئے تمہیں گولی کیسے ماری جا سکتی ہے اگر گولی ہی ماری ہوتی تو اس وقت بھی ماری جا سکتی تھی جس وقت تم سر کے زخم کی وجہ سے بیہوش پڑے ہوئے تھے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے میرے ساتھ فاؤل پلے کیا ہے ــــ تم نے مجھے بے حس کر دیا ہے" ــــ زاراک نے چیختے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"تم جیسا قوی ہیکل آدمی ایک ضرب سے کیسے بے حس ہو سکتا ہے۔ تم نے جس انداز میں فائل اٹھانے کے لئے قلابازیاں کھائی ہیں یہ اس کا ہی تو نتیجہ ہو سکتا ہے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں ــــ یہ میرے لئے معمولی بات تھی ــــ میں نے بڑے بڑے مقابلوں میں حصہ لیا ہے ــــ میں رُوسیاہ کا ٹاپ رنگ ماسٹر ہوں۔ میرے ساتھ آج تک ایسا نہیں ہوا ــــ تم نے نجانے کیا کیا ہے ــــ بہرحال ٹھیک ہے۔ میں شکست تسلیم کرتا ہوں۔ تم مجھے ٹھیک کر دو۔ میں واپس چلا جاؤں گا اور میرا وعدہ کہ میں آئندہ کبھی پاکیشیا نہیں آؤں گا ــــ یا دوسری صورت یہ ہے کہ تم مجھے گولی مار دو ــــ لیکن مجھے اس حالت میں رُوسیاہ مت بھیجو ــــ پلیز تمہیں تمہارے خدا کا واسطہ" ــــ زاراک کی حالت واقعی بے بسی کی انتہائی حد تک پہنچ چکی تھی۔

"او کے ــــ اب تم نے شکست تسلیم کر لی ہے تو ٹھیک ہے ــــ میں چاہتا تو تمہارے جسم کے ساتھ ساتھ تمہاری رُوح بھی مفلوج ہو جاتی لیکن تم اصول پسند آدمی ہو۔ اس لئے مجھے پسند آئے ہو ــــ میں تمہیں ٹھیک کر دیتا ہوں" ــــ عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے ایک پیر اوندھے منہ پڑے زاراک کی گردن کے نیچے دونوں کاندھوں کے درمیان رکھا اور جھک کر اس نے دونوں ہاتھوں سے زاراک کا سر پکڑا اور دوسرے لمحے اس نے اس کے سر کو مخصوص انداز میں دائیں طرف کو گھما دیا اور اس کے ساتھ ہی اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا۔

"اب تم اُٹھ کر کھڑے ہو سکتے ہو" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور زاراک کا جسم پہلے کی طرح سمٹا اور اس بار اس کا اوپر والا جسم بھی

یکلخت حرکت میں آیا اور وہ اچھل کر اس طرح کھڑا ہو گیا جیسے اُسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ البتہ اس کا چہرہ پسینے میں شرابور ہو رہا تھا۔

"کمال ہے ۔۔۔ ہم لوگ جادو پر یقین نہیں کرتے۔ لیکن آج مجھے یقین آگیا ہے کہ جادو بھی کوئی وجود رکھتا ہے اور تم جادوگر ہو" ۔۔۔ زاراک نے اپنے بازوؤں کو حرکت دیتے ہوئے کہا۔

"اب بھی میری طرف سے چیلنج برقرار ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ تم جوکروں کی طرح کرتب کر کے فائل اٹھانے کی کوشش نہ کرو گے۔ کوشش کرو کہ لڑتے ہوئے اسے ہاتھ لگاؤ یا مجھے شکست دے کر اسے اٹھا لو ۔۔۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ جتنی دیر پہلے لگی ہے اس بار اس سے بھی کم وقت میں تم شکست کھا چکے ہو گے کیونکہ تمہیں اپنے متعلق انتہائی خوش فہمی ہے کہ تم دنیا کے سب سے بڑے لڑاکے ہو۔ اس لئے تمہارے ساتھ لانگ فائیٹ کر کے میں تمہیں مزید خوش فہمی میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا کہ تم جا کر دنیا سے کہتے پھرو کہ میں نے عمران سے لانگ فائیٹ کی ہے ورنہ تم جیسے لڑاکے سے واقعی لانگ فائیٹ کے لئے میرا بھی دل چاہ رہا ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور زاراک ایک لمحے کے لئے غور سے سامنے کھڑے عمران کو دیکھتا رہا پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

"نہیں عمران ۔۔۔ میں شکست تسلیم کر چکا ہوں ۔۔۔ تم شاید دنیا کے پہلے آدمی ہو جس سے میں نے شکست کھائی ہو گی۔ اس لئے اب اس فائل پر میرا کوئی حق نہیں رہا ۔۔۔ تم یہ فائل لے جا سکتے ہو۔ میں برملا اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے تمہارے متعلق جو کچھ پڑھا تھا مجھے اس پر ایک فیصد بھی یقین نہ آیا تھا۔ لیکن اب مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ جو کچھ تمہارے متعلق لکھا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

گیا تھا وہ درحقیقت بہت کم ہے۔ تم خالی لڑاکے نہیں ہو، جادوگر لڑاکے ہو" ۔۔۔ زاراک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"صفدر! ۔۔۔ یہ فائل اٹھا لو اور جا کر اپنے چیف کو دے دو ۔۔۔ میں نے تمہیں اس لئے بلایا تھا کہ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکو کہ میں نے یہ فائل زاراک کے حوالے نہیں کی" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر نے تیزی سے آگے بڑھ کر زمین پر پڑی ہوئی فائل اٹھا لی اور اُسے کوٹ کی جیب میں ڈال لیا اور دوسرے لمحے وہ کیپٹن شکیل اور تنویر کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا تم یہیں رہو گے" ۔۔۔؟ تنویر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عمران سے کچھ پوچھنا چاہتا ہو لیکن زاراک کی وجہ سے نہ پوچھ سکتا ہو۔

"زاراک رُوسیاہ کی ایک بہت بڑی ایجنسی کا سربراہ ہے ۔۔۔ تمہارا چیف تو مجھے سیکرٹ سروس میں نوکری دیتا ہی نہیں ۔۔۔ بس معمولی سی رقم کا چیک دے کر ٹرخا دیتا ہے۔ ہو سکتا ہے زاراک کی ایجنسی میں مجھے بڑی تنخواہ کی کوئی پوسٹ مل جائے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آؤ تنویر" ۔۔۔ صفدر نے اس بار سخت لہجے میں کہا تو تنویر ہونٹ چباتا اور کاندھے اچکاتا پھاٹک کی طرف مُڑ گیا۔

"کیا تم واقعی روسیاہ کے لئے کام کرنا چاہتے ہو" ۔۔۔؟ زاراک نے چونک کر پوچھا۔

"میں فری لانسر ہوں۔ رقم کے لئے کام کرتا ہوں ۔۔۔ بہرحال آؤ اندر بیٹھتے ہیں ۔۔۔ تمہارے یہ دونوں آدمی تو مر گئے ہیں۔ اس لئے ظاہر ہے اب

کافی پینے کا سکوپ بھی ختم ہو گیا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم واقعی حیرت انگیز آدمی ہو ۔۔۔ ناقابلِ یقین حد تک حیرت انگیز"۔ زارک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کاندھے اچکاتا ہوا عمران کے ساتھ برآمدے کی طرف بڑھ گیا۔

"تم نے مردوں کی طرح شکست تسلیم کر لی ہے تو یہ لو فائل کی کاپی ۔۔۔ یہ میری طرف سے تحفے کے طور پر رکھ لو" ۔۔۔ عمران نے کمرے میں پہنچتے ہی جیب سے کاغذ نکالے اور زارک کی طرف بڑھا دیئے۔

"کیا ۔۔۔ کیا مطلب ۔۔۔ کیا تم اپنے ملک سے غداری کرو گے" ۔۔۔؟ زارک نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ رُوسیاہ کو یہ فائل صرف اس لئے چاہیئے کہ وہ صرف یہ چیک کرنا چاہتا ہے کہ پاکیشیائی اڈے میں شوگران نے کوئی ایسی مشینری تو نہیں نصب کی ہوئی جس سے ان کا آزاد قبائلی علاقے میں قائم ہونے والا اڈہ یوزلیس ہو جائے ۔۔۔ اس فائل میں واقعی اس مشینری کی تفصیل موجود ہے جو شوگرانیوں نے اڈے میں نصب کی ہوئی ہے لیکن میں تمہیں بتا دوں کہ یہ اڈہ شوگرانیوں کا ہے ۔۔۔ پاکیشیا کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے شوگرانی اس کی حفاظت بھی خود کر لیں گے۔ ہمیں پرائی آگ میں جلنے سے کیا فائدہ ملے گا ۔۔۔ پاکیشیا اور شوگران میں چونکہ دوستی ہے اس لئے سیکرٹ سروس کا چیف یہ فائل تمہیں دینے کے حق میں نہ تھا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ شوگرانیوں کے اس اڈے کے لئے رُوسیاہ سے بگاڑنا پاکیشیا کے حق میں نہ جائے گا اس لئے میں نے یہ ڈرامہ کیا ہے تاکہ چیف بھی مطمئن رہے کہ فائل تمہارے پاس نہیں گئی اور تم بھی خالی ہاتھ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

واپس نہ جاؤ ۔۔۔ آخر تم ہمارے مہمان ہو" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

زارک نے جلدی سے کاغذ عمران سے جھپٹے اور اُسے کھول کر دیکھنے لگا چند لمحوں بعد اس کی نظریں ایک کاغذ پر جم گئیں۔ وہ غور سے اُسے پڑھتا رہا پھر اس نے اس کے بعد کے دو کاغذ پڑھے اور پھر اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات اُبھرتے چلے گئے۔

"اوہ ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ یہ تو واقعی اصل فائل کی درست نقل ہے ۔۔۔ کیا تم واقعی یہ مجھے دے رہے ہو ۔۔۔ لیکن دیکھو۔ اگر تم یہ سوچ رہے ہو کہ میں تمہیں ڈاکٹر آنوف کا فون یا فریکوئنسی بتا دوں گا تو تم مجھ سے یہ اُمید نہ رکھنا ۔۔۔ میں خالی ہاتھ تو جا سکتا ہوں لیکن رُوسیاہ کے خلاف ایک لفظ بھی زبان سے نہیں نکال سکتا" ۔۔۔ زارک نے کہا اور عمران ہنس پڑا۔

"مجھے ضرورت ہی نہیں پوچھنے کی ۔۔۔ سپر آف مشین ایکریمیا کے خلاف بنائی گئی ہے، پاکیشیا کے خلاف نہیں ۔۔۔ اس لئے ایکریمیا جانے اور رُوسیاہ" ۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور زارک کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیلتی گئیں۔

"تم کس ٹائپ کے آدمی ہو ۔۔۔ میری سمجھ میں تو تمہاری ٹائپ ہی نہیں آئی" ۔۔۔ زارک نے کہا۔

"جس طرح بادشاہ کو بنانے والے بادشاہ گر کہلاتے ہیں، اس طرح مجھے تم ٹائپ کی بجائے ٹائپسٹ ہی سمجھ لو ۔۔۔ میں تو خود ٹائپ کرتا ہوں جس طرح کی چاہو ٹائپ کرا لو" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور زارک بھی اس بار ہنس پڑا۔

"میں سمجھ گیا ___ اسی لئے تم نے اپنے آپ کو فری لانسر کہا تھا ___ بولو، اس فائل کے بدلے میں تمہیں کتنی رقم چاہیے" ___ زاراک نے کہا۔

"کتنی دے سکتے ہو" ___ ؟ عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"جتنی تم کہو" ___ زاراک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تم خود ہی قیمت لگا لو فائل کی" ___ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"دس لاکھ ڈالر کافی ہوں گے" ___ زاراک نے کہا۔

"کافی ہیں ___ ایسا کرنا یہ رقم تم رُوسیاہ کے کسی ہسپتال میں میری طرف سے چندہ دے دینا ___ سنو زاراک! ___ مجھے صرف تمہاری اصول پسندی پسند آگئی ہے اور بس ___ ورنہ اس سے بھی بڑی بڑی رقمیں میں لوگوں میں خیرات کے طور پر بانٹ دیا کرتا ہوں ___ خدا حافظ ___ اور سنو! اب اگر تم نے یا تمہاری ایجنسی نے دوبارہ پاکیشیا میں قدم رکھا تو پھر تم زندہ تو ایک طرف ___ تمہاری لاشیں بھی رُوسیاہ نہ پہنچ سکیں گی"۔ عمران نے کہا اور تیزی سے مُڑ کر قدم اٹھاتا کمرے سے باہر آگیا۔

زاراک ہاتھ میں فائل پکڑے حیرت سے بُت بنا بیٹھا عمران کو جاتے ہوئے دیکھتا رہ گیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

عمران جیسے ہی آپریشن رُوم میں داخل ہوا، بلیک زیرو احتراماً کھڑا ہو گیا۔

"تم زاراک کی کال آنے سے پہلے چائے بنا رہے تھے ___ کیا ہوا اس چائے کا ___ بن گئی ہے" ___ عمران نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"چائے تو بن جائے گی ___ پہلے آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ نے اس زاراک کے ساتھ کیا کیا تھا ___ ؟ مجھے صفدر نے فائل واپس کرنے کے ساتھ ساتھ پوری تفصیل سے رپورٹ دی ہے کہ آپ نے کس طرح حیرت انگیز طور پر اسے بے بس کر دیا تھا" ___ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں وہاں گیا تو اسی مقصد کے لئے تھا کہ اُسے فائل دے دوں تاکہ وہ مطمئن ہو کر چلا جائے ___ لیکن وہ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی اصول پسند اور محب وطن آدمی ثابت ہو رہا تھا۔ اس لئے اس نے اس فائل کے بدلے میں

کچھ دینے سے یکسر انکار کر دیا ـــــ اب اگر میں ویسے ہی زبردستی فائل دے آتا تو یقیناً وہ اور رُوسیاہ حکام شک میں پڑ جاتے اور اس کے ساتھ ساتھ اُسے اپنے مارشل آرٹ کے فن پر بھی بڑا اعتماد تھا ـــــ چنانچہ میں نے ایک چھوٹا سا ڈرامہ کیا اور نتیجہ میری حسب منشا نکلا۔ اس کا زعم بھی ٹوٹ گیا اور میں نے تحفے کے طور پر اُسے فائل کی کاپی بھی دے دی۔ یہ کہہ کر مجھے اس کی اصول پسندی بے حد پسند آئی ہے اور مسئلہ شوگران کا ہے وہ جانے اور رُوسیاہ جانے ـــــ چنانچہ اس طرح میرا مقصد حل ہو گیا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" وہ تو مجھے معلوم ہے کہ آپ نے فائل میں موجود کاغذات میں تبدیلی کرنے کے بعد اس کی نقل بنائی ہے۔ اس طرح رُوسیاہ والے اس فائل میں موجود مشینری کی تفصیل دیکھ کر مطمئن ہو جائیں گے کہ پاکیشیا والے اڈے میں ان کے اڈے کے لئے کوئی خطرناک مشینری موجود نہیں ہے لیکن بہرحال رُوسیاہ کا اڈہ جو انہوں نے آزاد علاقے میں بنایا ہے اُسے ٹریس کر کے تباہ تو ہمیں کرنا ہی ہوگا ـــــ لیکن یہ بعد کی باتیں ہیں۔ پہلے تو آپ مجھے یہ بتائیں کہ آخر آپ نے کس طرح اُسے بے بس کیا تھا ـــــ صفدر نے مجھے بتایا ہے کہ زاراک اس طرح حرکت کر رہا تھا جیسے وہ چھلاوہ ہو۔ لیکن عمران صاحب نے اُسے صرف پیر کی ایک ضرب لگا کر بے بس کر دیا تھا اور اس نے جو جگہ ضرب لگنے کی بتائی ہے اس سے تو اس جیسا طاقتور آدمی کسی طرح بھی بے بس نہیں ہو سکتا" ـــــ بلیک زیرو نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

" مارشل آرٹ صرف جسمانی حرکتوں کا نام نہیں ہے بلیک زیرو ـــــ اس میں ذہانت کا استعمال سب سے زیادہ ضروری ہوتا ہے اور ذہانت کے استعمال

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سے ہی پتہ چلتا ہے کہ مقابل کو کس داؤ سے ختم کیا جا سکتا ہے ـــــ صفدر کو تو بہرحال علم نہ تھا لیکن تمہیں تو علم ہے کہ اس کے سر کے عقبی حصے میں گہری چوٹ آئی تھی اور یہ زخم اس قدر گہرا تھا کہ میں نے اس میں آلہ بھی رکھ دیا تھا ـــــ بس اس زخم سے میں نے فائدہ اٹھایا ہے ورنہ شاید یہ دیو اتنی آسانی سے بے بس نہ ہوتا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" زخم سے فائدہ ـــــ مگر آپ نے زخم پر تو ضرب نہیں لگائی تھی"۔ بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا۔

" اگر زخم پر ضرب لگا دیتا تو زاراک صاحب فوراً انا للہ ہو جاتے۔ اور میرا سارا پلان فیل ہو جاتا ـــــ یہ زخم سر کے جس حصے میں تھا اس حصے کا تعلق گردن کی پُشت میں ذرا نیچے حرام مغز سے براہ راست ہوتا ہے۔ زخم کی وجہ سے حرام مغز کو براہ راست تو کوئی چوٹ نہ آئی تھی ورنہ تو زاراک ہمیشہ کے لئے اعصابی طور پر مفلوج ہو جاتا۔ لیکن اس سے وہ کمزور ضرور ہو گیا تھا اور میں نے حرام مغز کے اس حصے پر جو درمیانی دھڑ کے اعصاب کو کنٹرول کرتا ہے مخصوص ضرب لگا دی تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وقتی طور پر اس کا گردن سے لے کر ٹانگوں تک کا جسم مفلوج ہو گیا اور یہ مفلوجیت عارضی تھی زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ تک ـــــ حرام مغز کے اس حصے کی مخصوص رگ ضرب لگنے سے پچک گئی تھی کیونکہ سر کے اس حصے کے زخم کی وجہ سے اس میں مکمل طاقت موجود نہ رہی تھی لیکن زاراک کے جسم میں موجود قدرتی طاقت کی وجہ سے ایسا صرف عارضی طور پر ہی ہو سکتا تھا۔ بس اس عارضی وقفے سے میں نے فائدہ اٹھایا اور جب میں نے دیکھا کہ وہ ٹھیک ہونے والا ہے تو میں نے دوسرا ڈرامہ کیا جیسے میں نے اُسے ٹھیک کر دیا ہو۔

حالانکہ میں نے صرف اس کی گردن کو جھٹکا دیا تھا تاکہ پچکی ہوئی رگ کھنچنے کی وجہ سے کھل جائے اور ویسے ہی ہوا" ـــــ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو حیرت سے آنکھیں پھاڑے بیٹھا رہ گیا۔

"آپ نے میڈیکل سائنس تو پڑھی نہیں۔ لیکن آپ انسانی جسم کی ایک ایک رگ کو ایسے جانتے ہیں جیسے آپ ساری عمر میڈیکل سائنس ہی پڑھتے رہے ہوں" ـــــ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں تو تمہاری بھی رگ رگ سے واقف ہوں" ـــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور بلیک زیرو بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"اب تک تو میں اسے صرف محاورہ ہی سمجھتا تھا لیکن اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ یہ محاورہ آپ جیسے ہی کسی صاحب کو دیکھ کر بنایا گیا ہو گا" ـــــ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران بھی ہنس پڑا۔

"یہ بات نہیں ـــ میں صرف مردانہ رگوں سے واقف ہوں ـــ البتہ تنویر زنانہ رگوں کا ماہر ہے ـــ اپنا اپنا فیلڈ ہے مہارت کا" ـــــ عمران نے کہا اور بلیک زیرو ایک بار پھر کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"اچھا اب اس آزاد قبائلی علاقے میں روسیاہ اڈے کے بارے میں کیا پروگرام ہے" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"میں یہاں آنے سے پہلے سرسلطان سے مل آیا ہوں اور انہیں میں نے ضروری تفصیلات مہیا کر دی ہیں ـــ اب تک یہ تفصیلات شوگران کے اعلیٰ حکام تک پہنچ بھی گئی ہوں گی ـــ ہمیں روسیاہ کے اڈے کو تباہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس لئے تو میں نے زبردستی فائل کا تحفہ دیا ہے زاراک کو ـــ فائل پڑھنے کے بعد وہ مطمئن ہو کر اپنے اڈے کو آن کریں گے اور

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اس کے آن ہوتے ہی شوگران اڈے میں موجود مشینری اسے نہ صرف آسانی سے ٹریس بھی کر لے گی بلکہ اسے تباہ بھی کر سکے گی ـــ وہاں ایسی مشینری واقعی نصب ہے اس لئے تو روسیاہ اس فائل کو حاصل کرنے کے لئے دیوانہ ہو رہا تھا" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اب سمجھا ـــ تو اس طرح فائل دے کر آپ نے دراصل روسیاہ کے اس اڈے کی تباہی کا سامان پیدا کر دیا ہے اور اسی لئے آپ نے زاراک کو زندہ واپس جانے دیا ہے" ـــ بلیک زیرو نے اس طرح سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے اسے اب بات کی سمجھ آئی ہو۔

"اسے کہتے ہیں ایک تیر سے تین شکار کرنا" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تین شکار ـــ کیا مطلب ـــ تیسرا شکار کون ہوا" ـــ ؟ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"سپر آف مشین کا" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سپر آف مشین کا ـــ کیا مطلب ـ میں سمجھا نہیں" ـــ بلیک زیرو نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"سپر آف مشین ڈاکٹر آنوف کی ایجاد ہے اور روسیاہ نے ڈاکٹر آنوف کو اس طرح خفیہ رکھا ہوا ہے جیسے تم خفیہ بنے ہوئے ہو ـــ لیکن جب میں نے زاراک کو بتایا کہ مشین خود بخود جل کر راکھ ہو گئی ہے تو مجھے یقین تھا کہ وہ میری بات کا یقین نہ کرے گا اور ڈاکٹر آنوف سے تصدیق کرے گا۔ چنانچہ جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے مجھے خود بتایا کہ اس نے ڈاکٹر آنوف سے تصدیق کر لی ہے کہ جیسے ہی اس مشین کا سائنسی تجزیہ کیا

جلائے گا وہ خود بخود جل کر راکھ ہو جائے گی ——— چنانچہ میں سمجھ گیا کہ اس نے لازماً ڈاکٹر آنوف کی سپیشل فریکوئنسی پر اس سے بات کی ہو گی چنانچہ واپسی پر جب میں سر سلطان کے پاس گیا تو میں نے وہاں سے ٹرانسمیٹر کال چیکنگ شعبے سے تصدیق کی۔ انہوں نے واقعی کال کیچ کی تھی اور اُسے ٹریس بھی کر لیا تھا ——— میں نے کال کا ٹیپ سنا ہے اور اس بات چیت میں یہ بات بھی سامنے آگئی ہے کہ یہ مشین بھی سُپر آف فارمولے پر ہی بنائی گئی ہے لیکن اس کی رینج اور طاقت بے حد کم ہے ——— ڈاکٹر آنوف جس لیبارٹری میں کام کرتا ہے اس کال سے میں نے اس کا پتہ چلا لیا ہے۔ اس لئے اب مجھے صرف اتنا کرنا پڑے گا کہ رُوسیاہ جا کر اس ڈاکٹر آنوف سے اس سُپر آف مشین کا فارمولا حاصل کرنا ہو گا اور وہ میں آسانی سے کر لونگا ——— اس فارمولے کی مدد سے سر داور آسانی سے ایسی مشین تیار کر لیں گے جس کی مدد سے پاکیشیا اپنے پر حملہ آور کسی بھی ملک کا دفاع آف کر سکے" ——— عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کمال ہے ——— ایک فائل دینے سے اتنے فائدے حاصل ہوئے ہیں۔ اب تو میرا جی چاہ رہا ہے کہ دو چار اور فائلیں بھی زاراک کو دے دوں" ——— بلیک زیرو نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"ابھی تو اور بھی بہت سے فائدے ہوئے ہیں ——— ٹائیگر نے اس زیکو اور اس کے اڈے کو بہرحال ٹریس کر لینا ہے جہاں زاراک نے زخم میں موجود آلے کو آف کیا تھا اور یہ مشین بھی ہمارے لئے نئی ہی ثابت ہو گی اور زیکو صاحب جو یقیناً کے۔ جی۔ بی کے سب سے اہم ایجنٹ ہوں گے وہ بھی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سامنے آجائیں گے" ——— عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے زور زور سے اثبات میں سر ہلانا شروع کر دیا۔

"اب بھی چائے نہیں پلواؤ گے ——— اتنے فائدے تمہیں یہاں بیٹھے بٹھائے مل گئے ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ابھی لا دیتا ہوں ——— بس ایک بات اور ——— میں نے بہت سوچا ہے لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ زاراک کو آخر کس طرح علم ہو گیا کہ ریکارڈ روم کہاں ہے ——— اور ریکارڈ روم میں موجود بیشمار الماریوں میں سے اُسے کیسے معلوم ہو گیا کہ اس کی مطلوبہ فائل اس الماری میں ہے جسے اس نے کاٹا تھا اور پھر اس الماری میں سے بھی اس نے وہی فائل نکالی تھی باقی کسی فائل کو اس نے چھیڑا تک نہ تھا ——— یہ سب کیسے ہوا" ——— ؟ بلیک زیرو نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

"زاراک انتہائی خطرناک ایجنٹ ہے ——— یہ تو اس کی بدقسمتی سمجھو کہ وہ پاکیشیا میں شکست کھا گیا ہے۔ وہ پنسل نما آلہ جسے میں انڈیکیٹر کہہ رہا تھا یہ سب اس کی کارستانی ہے ——— جدید ریکارڈ رومز میں فائلیں کمپیوٹرائزڈ صورت میں رکھی جاتی ہیں اور ان کے نمبر بھی کمپیوٹر کے حساب سے رکھے جاتے ہیں ——— اس انڈیکیٹر میں ایسا کمپیوٹر فٹ تھا جو فائلوں کو اس کے نمبروں کے لحاظ سے ٹریس کر سکتا تھا ——— فائل کا نمبر زاراک کو معلوم تھا اس نے اُسے اس میں فیڈ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نہ صرف اس نے ریکارڈ روم ٹریس کیا بلکہ وہ الماری اور وہ فائل بھی ٹریس کر لی۔ ویسے اس آلے اور اس کے ساتھ اس جدید ساخت کے کٹر کو دیکھ کر میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ واقعی رُوسیاہ سائنس میں بہت آگے نکل چکا ہے"

عمران نے کہا۔

" اوہ — پھر تو یہ نمبرز انتہائی خطرناک ہیں —— ہمیں کچھ اور سوچنا ہوگا" —— بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ہاں! —— اب ان نمبرز کو عالمی پیمانے کے مطابق ترتیب دینے کی بجائے اپنے انداز میں ترتیب دینا ہوگا اور اسی انداز سے کمپیوٹر میں اس کی فیڈنگ کرنا ہوگا تاکہ آئندہ صرف نمبرز کی وجہ سے کوئی فائل ٹریس نہ کی جاسکے" —— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" میں آپ کے لئے چائے بنا لاؤں" —— بلیک زیرو نے کرسی سے اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

" زاراک مجھے اس فائل کے بدلے میں دس لاکھ ڈالر دے رہا تھا تم ایک پیالی چائے پر ہی ٹرخا رہے ہو —— بڑی مہنگی پڑی ہے یہ پیالی —— لیکن میں کمی بہرحال پوری کر ہی لونگا۔ مجھے معلوم ہے کہ تنویر کیوں صفدر کے کہنے کے باوجود وہاں سے نہ جانا چاہتا تھا۔ وہ بھی اس ضرب کی تفصیلات پوچھنا چاہتا تھا اور صفدر اور کیپٹن شکیل بھی لازماً اس کی تفصیلات جاننے کے لئے بے چین ہونگے —— تم تو چیف ہو اس لئے تمہیں تو سب کچھ مفت بتانا مجبوری تھی لیکن ان سے تو باقاعدہ سودے بازی ہوگی" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو ہنستا ہوا کچن کی طرف بڑھ گیا۔

ختم شد

RAFREXO@HOTMAIL.COM

عمران سیریز میں ایک اور دھماکہ خیز خصوصی پیشکش

مکمل ناول

لیڈیز سیکرٹ سروس

مصنف مظہر کلیم ایم اے

لیڈیز سیکرٹ سروس جو ہوشیار چالاک اور نوجوان لڑکیوں پر مشتمل تھی۔

- لیڈیز سیکرٹ سروس اور عمران کا ایک غیر ملک میں ہنگامہ خیز ٹکراؤ۔
- لیڈیز سیکرٹ سروس کا طریقہ کار نرالا تھا —— بالکل منفرد
- اور پھر ایک ایسا لمحہ آیا جب عمران عورتوں میں گھر کر بے بس ہوگیا۔ بالکل بے بس۔
- ایک ایسا لمحہ جب عمران کا دوست ملک بارود کے ڈھیر پر موجود تھا۔

انتہائی ہنگامہ خیز، منفرد اور دلچسپ ناول

شائع ہوگیا ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان